الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

اکمل التاریخ

۱۳۳۳ھ

حصہ اول

یعنی

سوانح فضل رسولؒ

۱۳۳۱ھ

خاصان خدا کی مبارک زندگی کا روشن آئینہ حضرت ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی مفصل ومختصر سوانح عمری۔ حضورکی اولاد واعقاب کا جداگانہ تذکرہ۔ مدینۃ الاولیا بدایوں شریف کے اولیاء کرام وشرفا، ذوالاحترام کے حالات۔ مشاہیر علما، مشایخ اسلام کے واقعات حیات۔ کا جامع ومکمل مجموعہ

مرتبہ

مولوی محمد یعقوب صاحب ضیا قادری بدایونی

بصرف ہمت عالیجناب معلی القاب نواب خواجہ سید غلام محمد حفیظ اللہ خان صاحب بہادر قادری معینی جاگیردار بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

باجازت حضرت مولانا حکیم محمد عبدالماجد صاحب قادری و

باہتمام مولوی عبدالصمد صاحب سہسوانی قادری

فہرست مضامین اکمل التاریخ حصہ اول

هُوالمقتدر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

دربار احدیت میں خالق قدوس کے سامنے مستغرق حمد و ثنا رہنے والے نورانی وجود۔ سرکار نبوت میں محبوب سراپا ناز کے عشق و محبت میں فنا ہونے والی ہستیاں ہمیشہ خدائی نعمتوں مصطفائی رحمتوں کا مظہر رہی ہیں۔ ابتدائے آفرینش سے اس وقت تک مخلوق الٰہی میں بھی برگزیدۂ عالم امتیازی شان اور خصوصی شرف کے ساتھ ممتاز رہے ہیں اور رہوتے رہیں گے۔ یہی سبب ہے کہ باوجود صدیاں گزرنے صدہا انقلاب رونما ہونے کے اُسی عزت و عظمت کے ساتھ آج بھی اون مخصوص اور منتخب حضرات کی یاد کی جاتی ہے۔ یہ شرف شہرت یہ امتیاز عظمت نہ انکا بالذات خاصہ ہے نہ کوئی ذاتی جوہر۔ بلکہ یہ اُس عظمت آفرین صورتگر جوہر و اعراض کی گردش چشم کرم کا ایک کرشمہ ہے۔ جس نے ایک مضغۂ گوشت کو اپنے آغوش رحمت میں پالکر یہ قابلیت اور یہ استعداد پیدا کر دی کہ علم الٰہی اور دولت عرفان نامتناہی حاصل کر سکے۔ گویا مقصود تخلیقِ آدم اور منشار تکوینِ عالم صرف علم و عرفانِ الٰہی ہے۔ بس یہی ایک مسلمہ اصول ہے جس پر شہرت و عظمت کا دارو مدار ہے۔

تجسس بین آنکھیں تحقیق کن نگاہیں جب شہرت کے وسیع میدانوں کا طواف کرتی ہوئی نام آور منتخب روزگار افراد کے دامنِ اختصاص تک پہونچتی ہیں تو اُن کو یا کمالِ علم۔ یا کمالِ عرفان کی انتہائی منزل میں جلوہ افروز پاتی ہیں۔

خدائی فرمان (ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم) کے مطابق جس طرح خدا کے نزدیک وہی زیادہ مکرم ہے جو زیادہ با اتقا ہے اسی طرح خدا کی خدائی میں بھی وہی زیادہ معزز و مفتخر ہے جو علم و تقویٰ سے زیادہ آراستہ ہے۔ زمانہ اور زمانیات عشوہ گری علم اور حجلہ برانداز ی تقوے کے ہمیشہ سے نازبردار اور غاشیہ بردوش رہے ہیں جس طرح علماء اتقیا نے اپنی حیات میں ایک عالم کو اپنا گرویدہ بنائے رکھا اور ایک جہان سے قدر و منزلت کی سُریلی آوازوں میں اپنے کمالات کی نغمہ سرائیاں کرائیں۔ اسی طرح بعد ممات بھی زمانہ نے اُن کی عزت اپنی عزت اُن کا وقار اپنا وقار سمجھا۔ وقتاً بعد وقتٍ اور قرناً بعد قرنٍ اہل زمانہ نے اُن کی مقدس زندگی کے حالات سُن سُنکر سبق حاصل کئے۔ اُن کے وقائع زندگی کو قلمبند کر کرکے اپنے اخلاف و اعقاب کو سبق حاصل کرنے کا موقع دیا۔ خصوصاً اس زمانہ میں جس انوکھے انداز اور جس دلچسپ جدت طرازی کے ساتھ وقائع نگاری اور سوانح نویسی نے ترقی حاصل کی ہے وہ ظاہر ہے۔ متقدمین اکابر۔ متاخرین باکمال مشاہیر کی سوانح عمریاں لکھ لکھ کر اہل قلم نے اپنے زور قلم کے جوہر دکھائے۔ اور اسلام کے اُن چمکتے دمکتے نورانی نفوس کو اُن کے مقدس چہروں سے نقاب اُٹھا اُٹھا کر نظارہ طلب نگاہوں سے روشناس کرایا اس کے ساتھ یہ بھی نظر آتا ہے کہ بعض مؤرخین نے اپنے تخیل اور اپنے جذبات کے مطابق بعض باخدا اکابر کے اعتقادیات پر بیباکانہ دستبرد سے کام لیا۔ بعض نے زمانہ حال کے معمولی اشخاص کو گذشتہ اقران کے عظیم المناقب حضرات کا ہم پایا ٹھیرایا بعض نے اپنے خیال و گمان کی بنا پر واقعات اور معاملات کا پہلو بدلکر کچھ کا کچھ ظاہر فرمایا ہماری تنقیدی نگاہیں نہ سیرۃ النعمان اور الفاروق اور سوانح مولانا روم مولوی شبلی اور الکلام وغیرہ سوانح عمریوں کی نقادی کے لئے اس وقت تیار ہیں نہ ہم اُن کے مصنفین پر اس وقت جرح و قدح کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ بلکہ صرف ایک دل میں کھٹکنے والی بات تھی جو زبان قلم سے بیساختہ نکل گئی۔

تیرھویں صدی ہجری میں ہندوستان کے اندر بہت سے بزرگ علم و عرفان کے

انمول جواہر اپنے دامنوں میں بھرے ہوئے نظر آتے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ اس طبقہ میں بعض بعض خصوصیات کے لحاظ سے بعض حضرات کو خاص امتیازی شان حاصل ہے جس کے سراہنے کے لئے ہم بھی تیار ہیں۔ لیکن ہم نے جس مجمع البحرین کے حالات کو ناظرین کے پیش نظر کرنے کے لئے قلم اٹھایا ہے ہماری نگاہ انصاف میں بمصداق ع

"آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری"

مجموعی کمال اور جامعیت کے ساتھ اس درجہ متصف ہے کہ اُن کے معاصرین میں ہمکو کوئی اس شان کا نظر نہیں آتا۔

اعلیٰ حضرت سیف اللہ المسلول مولانا شاہ معین الحق فضل الرسول قادری عثمانی بدایونی قدس سرہٗ کی ذات مجمع کمالات پر جس پہلو سے نگاہ ڈالتے ہیں ایک امتیازی جلوہ ایک خصوصی سج دھج ایک نمایاں شان نظر آتی ہے۔ خاندانی وجاہت دیکھئے قطع نظر اسلافِ اہل عرب کے ہندوستان کی اقامت کے بعد سات صدیوں سے آج تک کوئی دور کوئی عہد۔ کوئی زمانہ ایسا نہ ملے گا جس میں علم وفضل کی برکت اعزاز ووقار کی دولت سے آپ کا خاندان تہی دامن رہا ہو۔ علمی فیضان سے ایک جہان آپ کے خاندان کا منت کش احسان نظر آئے گا۔ جوہر ذاتی پر غور کیجئے ظاہری علوم میں علم کا کوئی شعبہ ایسا نہ نکلے گا جس میں آپ کو معراج کمال حاصل نہ ہو۔ منقول میں آپ کی وسعت نظر کا اندازہ آپ کے تصانیف فقہ ورسائل مناظرہ اہل بدعت وہابیہ وغیرہ سے کیجئے تو ایک دریائے ناپیداکنار نظر آئے۔ تصانیف معقول کو دیکھئے اور بلند خیالی پر کمند نظر ڈالکر محو حیرت ہو جائیے۔ کمال طب پر قیاس دوڑائیے اکابر وطن سے حالات پوچھئے اور مستغرق استعجاب ہو جائیے۔ علم نباتات اور علم جماد کی ماہیت پر آپ کا ماہرانہ تشخیص امراض کا اندازہ دیکھئے اور معالجات (جو صرف نباتات وجمادہی سے ہوتے تھے) کو سنکر دنگ ہو جائیے۔

غرض علوم وفنون میں آپ کے کمالات کی تشریح وتوضیح کیونکر ہو سکتی ہے

اسی طرح علوم باطن میں آپ کے کمالات اور مراتب قرب و اتصال باطن بیں نگاہیں بخوبی جانتی ہیں۔ اوراد و وظائف۔ اذکار و افکار۔ اعمال و اشغال۔ مجاہدات و ریاضات وغیرہ پر غور کیجئے اور متقدمین اولیاء اللہ کے شبانہ روز سے ملاتے جائیے۔ ہند سے چلئے شام عراق۔ حجاز و عرب تک پہونچئے ہر جگہ آپ کے مستفیضین اور متوسلین کو تلاش کر لیجئے۔ غرض زندگی کا کوئی جزلے لیجئے اخلاق و اوصاف خصائل و شمائل۔ تدبر و اصابت رائے۔ ہمت و استقلال۔ حلم و حیا۔ جود و سخا۔ بذل و عطا ہر ایک میں ہمہ صفت موصوف پائیے ان اوصاف پر نظر ڈالتے ہوئے ایک ایسی مقدس ذات کے وقائع زندگی تحریر کرنا ہرگز آسان امر نہیں ہے۔ لیکن رہ رہ کر ابھرنے والے جذبات و بے ویکر بر کشش کرنے والے ولولے بات بات پر مچلنے والی تمنائیں ایک طرف دلمیں چٹکیاں لے لیکر مضطربانہ شوق دلاتی تھیں کہ ایسے عظیم الشان بزرگ کے عظیم الشان حالات ارادہ کر کر پھر نہ لکھنا اخلاقی گناہ ہے۔ دوسری جانب موجودہ سوانح عمریاں عقیدتمندانہ غیرت دلاتی تھیں کہ زمانہ نے کس کس کو کیا سے کیا کر دکھایا اور یہاں ابتک خاموشی ہے۔

آخر خدا کا نام لیکر ماہ جمادی الثانی ۱۳۳۱ھ میں کہ عرس قادری کے برکات و انوار دل پر تجلیات کی نچھاور کر رہے تھے میں نے سوانح عمری لکھنا شروع کر دی۔ عدیم الفرصتی نے دامن کھینچا فکر معاش نے قلم روکا تاہم تھوڑا وقت فرصت نکالا اور چار پانچ ماہ میں ایک حصہ مرتب ہو گیا۔ شروع سے طبیعت کو تاریخ جوئی سے وابستگی رہی ہے اسی ذوق طبیعت کے باعث سوانح فضل رسول تاریخی نام تجویز کیا۔ اس کے بعد متواتر پریشانیوں حیرانیوں نے طبیعت کو بالکل سرد کر دیا اور دماغ نے جواب صاف دیدیا تحریر سے جی اوچاٹ ہو گیا اور لکھنا بند رہا مگر اسی اثنا میں بعض تحریرات اہل وطن نے میرے جذبات کو پھر گرمایا۔ آتش شوق بھڑک اٹھی اور میں نے پھر سلسلۂ انساب لکھنا شروع کیا۔ شجرہ کی ہر شاخ شان تقدس سے سرسبز معلوم ہوئی خیال آیا کہ ہر گل بوٹے کی رنگ و بو عالم آشکار ہو جائے تو مشام جان عالم اور بھی مہک جائیگا۔

چنانچہ مختصر تذکرہ صاحب سوانح کے اسلاف کا بھی لکھدیا۔ پورانے مسودات قدیم فرامین۔ سندات شاہی نے علاوہ کتب سیر و تواریخ کے اس کام میں بہت کچھ ہاتھ بٹایا۔ اس سال میں کتاب کا نام ثانی فیض العارفین ہاتھ آیا۔

غرض جب سوانح عمری مکمل ہو گئی تو ہجوم مآرزو سنہ ۱۳۴۲ھ کے ساتھ تخیل و تصور نے محنت ٹھکانے لگانے کی تجاویز پر غور کرنا شروع کیا تمناؤں نے اودھم مچائی کہ محنت کا ثمرہ ملنا چاہئے۔ کوئی صورت سوانح عمری کے چھپنے کی نکالی جائے۔ لیکن میں کیا اور میری بساط کیا کہ اس بار گراں کا متحمل ہو سکتا۔

یہ صرف صاحب سوانح کا تصرف روحانی سمجھئے کہ ایک دن میرے برادر مکرم مولوی عبدالصمد صاحب سرور قادری نے "تذکرۃ" مجھسے کہا کہ حیدر آباد میں صاحب سوانح کے متوسلین میں بہت باہمت رؤسا ایسے موجود ہیں کہ وہ نہایت خوشی سے سوانح کو چھپوا سکتے ہیں اُن میں عالیجناب نواب خواجہ محمد حفیظ اللہ خانصاحب قادری بہت بڑا ہم کا ذکر خیر بھی کیا اوسی روز ایک عریضہ میں نے آپ کی خدمت میں لکھکر روانہ کیا اگرچہ راقم الحروف کو نہ نواب صاحب سے کبھی شرف نیاز مندی حاصل تھا نہ اس وقت تک لذت دیدار کی نگاہیں ذوق آشنا ہیں۔ لیکن صرف توجہ روحی حضرت صاحب سوانح نے نواب صاحب کو میری طرف متوجہ کر دیا۔ اور آپ نے نہایت اولوالعزمانہ ہمت کے ساتھ میری عرضداشت کو شرف قبولیت بخشا اور تمام مصارف طبع اپنے ذمہ لیکر میری ہمت افزائی فرمائی یہانتک کہ ایکیشت قبل از وقت دوسو روپیہ بلا طلب میرے روانہ فرمادئے۔ قطع نظر عالی ہمتی کے نواب صاحب کی اس عنایت و شفقت کی جو محض ایک غیر متعارف شخص کے ساتھ آپ نے فرمائی تعریف نہیں ہو سکتی۔ نہ مجھے وہ الفاظ ملتے ہیں جن میں آپ کا شکریہ ادا کروں نہ میں کبھی اس بار کرم سے سبکدوش ہو سکتا ہوں۔ میں نے اظہار تشکر کے ساتھ نواب صاحب کے اجمالی حالات سوانح میں لکھنے کا قصد کیا اور متواتر نواب صاحب کو تکلیف دی لیکن کامیابی نہ حاصل نہ ہوئی۔ اللہ رے کسر نفسی اور مقام فنا کی محویت

کہ آخر میں نواب صاحب نے یہ عقیدت آمیز الفاظ تحریر کئے جو میرے قلب پر ہمیشہ نقش کالحجر رہیں گے فرماتے ہیں۔

"غلام نے اپنے سلسلۂ خاندان کو ترک کردیا اب اس غلام کے روحی والدین میرے پیر و مرشد قبلہ قدس اللہ سرہٗ العزیز کی نعلین پاک ہیں اس کے سوا اور کچھ یاد نہیں"

نواب صاحب قبلہ کی شان انکساری اور حسن عقیدت کا اظہار اس سے زیادہ کیا ہوسکتا ہے۔ اس تحریر سے قبل آپ کے کچھ سماعی حالات تذکرہ خلفا میں تحریر کرچکے تھے۔ جو محض ناکافی ہیں۔ جب اس طرح سوانح عمری چھپنے کا پورا سامان ہوگیا اور اصل مسودہ کو صاف کرنے کا ارادہ کیا تو بعض احباب مصر ہوئے اور فرمایش کی کہ دیگر اولیا علما و مشائخ اور مشاہیر کے حالات بھی جن کا نام کتاب میں تذکرۃً آگیا ہے مختصراً درج کئے جائیں احباب کے اس ارشاد و اصرار نے سوانح عمری کو ایک تاریخی ملبوس پہنا دیا اور ایک حد تک ناظرین وطن کو دیگر تواریخ کی محنت کشی سے بے نیاز کردیا۔ ان حالات میں ایک خاص بات یہ ملحوظ رکھی گئی ہے کہ اولیاء کرام بدایوں کی تواریخ وصال جو اب تک اہل قلم و اہل نظر کی نگاہوں سے پردہ خفا میں تھیں نہایت کوشش سے بہم پہنچا کر درج کی گئی ہیں۔ اس ترتیب و تکمیل کے بعد سال طبع کو پیش نظر رکھکر سوانح عمری کا عرفی تاریخی نام اکمل التاریخ رکھا گیا۔
۱۳۳۲ھ

آخر میں نہایت مودبانہ گزارش ہے کہ ناظرین کا یہ خادم بے ریا ضیاؔ نہ مورخ ہے نہ محقق نہ ناظم ہے نہ نثار نہ اتنی لیاقت ہے نہ استعداد جو کچھ لکھا ہے اپنے جذبات کا خلاصہ اور اپنے عقیدتمندانہ تخیل کا اختصار ہے۔ زمانہ تحریر جس عالم حیرانی اور ہنگامہ پریشانی میں گزرا ہے اُس کا آئینہ خود یہ بیخودانہ تحریر ہے۔ وطن آوارگی کے عالم میں بزرگان وطن کے حالات لکھنا اور پھر امداد اہل وطن سے وقف انتظار رہکر مایوس ہوجانا ایک حد تک مجھے جرات دلاتا ہے کہ میں ناظرین خصوصاً احباب شہر سے عرض کروں کہ جہاں کوئی سہو یا غلطی پیش نظر ہو اُس کو نظر انداز فرماکر

مجھے قابل معافی تصوّر فرمائیں اور عن مشورت دوستانہ سے گریز نہ کریں کہ خاکسار بعد تصحیح وتحقیق طبع ثانی میں اُن کا ممنون ہوگا اور اُس اپنی بہتر اعانت سمجھے گا شعر

شاور سواک اذا نابتک نائبۃ ۔۔۔ یوما وان کنت من اہل المشورات

فالعین تنظر منہا ما دنا ونائ ۔۔۔ ولا تری نفسہا الا بمرآۃ

الراقم
بیکس بے ریا محمد یعقوب ضیا قادری غفرلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلسلۂ انساب

حضرت سیف اللہ المسلول قدس سرہٗ کا سلسلہ نسب ننہال کی جانب سے حضرت عباس ابن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہونچتا ہے والدہ ماجدہ آپکی دختر بلند اختر جناب حبیب اللہ صاحب کی اور ہمشیرہ مولانا حبیب اللہ صاحب عباسی قدس سرہٗ کی تھیں نہایت بابرکت عابدہ زاہدہ اپنے وقت کی رابعہ عصر تھیں مولانا حبیب اللہ صاحب عباسی علم وفضل کی دولت سے مالامال تقدس اور بزرگی کی نعمت سے نہال ظاہری ثروت وجاہ سے ممتاز تھے شہر کے امیر کبیر اور اپنے خاندان کے سردار تھے عباسی محلہ کی مسجد آپ کی تعمیر کرائی ہوئی ہے جو باقیات الصالحات سے آپ کی یادگار رہے گی ۱۲۳۱ھ میں آپ کا انتقال ہوا حضرت سیدنا شاہ ولایت بدرالدین مدئے تاب رحمۃ اللہ علیہ کے بن میں دفن ہوئے قطع تاریخ وفات یہ ہے ؎

ازیں دار فنا باصدق و ایماں　　سوئے دار البقا چوں کرد رحلت
خرد تاریخ از روئے یقیں گفت　　حبیب اللہ مقامے یافت جنّت

سلسلہ نسب آبائی آپ کا اکتیس (۳۱) واسطے درمیان و بکر حضرت سیدنا امیر المومنین عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک اس طرح پہونچتا ہے کہ حضرت مولانا شاہ معین الحق فضل رسول قدس سرہٗ ابن حضرت مولانا شاہ عین الحق عبدالمجید قدس سرہٗ ابن حضرت مولانا عبدالحمید قدس سرہٗ ابن مولانا شاہ محمد سعید ابن مولانا محمد شریف ابن مولانا محمد شفیع ابن مولانا شیخ مصطفیٰ ابن مولانا عبدالغفور ابن مولانا شیخ عزیز اللہ ابن مولانا مفتی کریم الدین ابن قاضی القضاۃ مولانا حمید الدین

المعروف بہ شیخ محمد۔ ابن مولانا شیخ معروف ابن مولانا شیخ مودود ابن مولانا عبدالشکور ابن
مولانا شیخ محمد راجی ابن مولانا قاضی القضاۃ سعد الدین ابن مولانا قاضی القضاۃ شمس الحق و
الدین الملقب بہ قاضی رکن الدین ابن قاضی القضاۃ مولانا شیخ دانیال قطری نزیل ہند۔
ابن مولانا حاجی شہید ابن مولانا ابراہیم ابن مولانا محمد اسحاق ابن مولانا عبدالکریم ابن مولانا
محمد شریف ابن مولانا نور اللہ ابن مولانا عبدالحق ابن مولانا محمد فردوس ابن مولانا انیس محمد
ابن مولانا محمد رافع ابن مولانا عبدالکریم ابن مولانا عبدالرحیم ابن مولانا عبدالرحمن ابن مولانا
و سیدنا ابو سعید حضرت آبان ابن سیدنا و مولانا امیر المومنین امام المسلمین کامل الحیاء والایمان
جامع القرآن حضرت ذوالنورین عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہم و رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

سلسلۂ نسب کے بعض نام آور اور مقدس حضرات کا حال اختصار کے ساتھ حضور پرنور سیدنا ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شروع کر کے آخر تک لکھتے ہیں۔

حضرت امیر المومنین کامل الحیاء والایمان جامع القرآن سیدنا ذوالنورین عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کی کنیت ابو عمرو، ابو لیلیٰ اور ابو عبداللہ، لقب ذوالنورین ہے آپ کا سلسلہ نسب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچویں پشت میں جا کر ملتا ہے۔ اس طرح کہ عثمان رضی اللہ عنہ ابن عفان ابن ابی العاص بن امیہ بن عبدالشمس بن عبدالمناف۔ آپ کی والدہ ماجدہ اروی بنت بیضا ام حکیم حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ ام حکیم حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حقیقی بہن تھیں بعض ارباب سیر کا قول ہے کہ حضرت عبداللہ اور بیضا توام پیدا ہوئے حضرت ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی ولادت واقعہ فیل سے چھ سال بعد ہوئی آپ سابقین اولین اصحاب میں ہیں آپ کے فضائل بے شمار آپ کے مناقب بے حساب ہیں۔
آپ نوشاہ کونین و مکان حضور رحمۃ للعالمین روحی لہ الفداء کے تیسرے جانشین اور عروس الاسلام کی خلوت ناز کے ثالث تاجدار ہیں جس وقت مسلمانوں کی برات کے دولہا حضرت فاروق اعظم نے شہادت کا سرخ جوڑا پہن کر محبوب حقیقی کے آغوش وصال میں

استراحت فرمانے کا ساز وسامان درست فرمایا حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت سعد ابن ابی وقاص حضرت زبیر بن العوام حضرت طلحہ حضرت عبد الرحمن بن عوف اسلامی شش جہت کے ارکان ستہ میں سے کسی ایک کو مسند خلافت کی زیب وزینت کے لئے انتخاب کئے جانیکا حکم دیا۔ حضرت ذوالنورین کے حلم وحیا۔ جود وسخا۔ ورع تقوی نے آخر کثرت رائے سے اس سیادت وسعادت کا سہرا آپ کے ماتھے پر سجایا۔ ادھر فاروق اعظم نے ۲۷ ذالحجہ چہارشنبہ ۲۳ھ کو انجمن تقرب الہی میں جلوہ گری کی۔ ادھر حضرت ذوالنورین کے نورانی وجود نے سر ۲۴ کے اٹھائیسویں جشن نوروز کو فروغ بخشا۔ زمانہ خلافت میں دس سال تک علم اسلام کا پرچم نورانی فتح ونصرت کے روشن اقبال پر چمک چمک کر وقف جلوہ ریزی رہا۔ البتہ آخر کے دو سال عبد اللہ ابن سبا کی منافقانہ کارروائیوں فتنہ پردازیوں سے غیر اطمینانی حالت میں گزرے۔ یہ شخص صنعا یمن کے اہل یہود کا متعصب عالم تھا۔ بظاہر مسلمان ہو گیا تھا لیکن دراصل مسند خلافت کا بالخصوص حضرت ذوالنورین کا دوست نما دشمن تھا۔ اس نے اپنی چرب زبانی سے یمن۔ حجاز۔ بصرہ۔ کوفہ۔ شام۔ مصر وغیرہ مقامات میں بغاوت کی تخم ریزی شروع کی اور اکثر قبائل کو دربار خلافت سے منحرف کر دیا۔

انجام کار مخالفین کا زور اس درجہ ترقی کر گیا کہ قبائل بنو زہرہ۔ بنو مخزوم۔ ہذیل۔ بنو تمیم نے وقار اسلام کے باعظمت تاجدار کے دولت سرا کا محاصرہ کر لیا۔ اور چالیس دن یا اس سے زیادہ عرصہ تک اس محاصرہ کو قایم رکھکر طرح طرح کے آزار ومصائب حضرت ذوالنورینؓ کو پہونچائے۔ آب ودانہ کی بندش کی گئی نماز کے لئے مسجد نبوی تک آنیکی ممانعت کر دی گئی۔ آپ ان مصائب کو کاسی شان تحمل کے ساتھ برداشت کرتے رہے جو دربار ازل سے آپ کی ذات میں ودیعت رکھی گئی تھی۔ آپ حرم سرا کے اندر تلاوت کلام الہی میں مصروف دن بھر روزہ رکھتے شام کو پانی سے افطار فرماتے شیریں پانی کی بجائے کھاری پانی وہ بھی بدقت آپ کو دستیاب ہوتا۔ ایک مرتبہ حضرت مولا کرم اللہ وجہہ نے یہ سنکر کہ اس صاحب آبرو کے مکان میں آب نایاب ہے اپنے خدام سے پانی پہونچا دیا۔ اسی طرح شہزادگان کونین حضرات حسنینؓ کو محافظت کیلئے

ممنوع فرمایا۔ مخالفین کا صرف یہ مطالبہ تھا کہ آپ خلافت سے دست کش ہو جائیں۔ لیکن آپ اپنے مدنی تاجدار محبوب کردگار صلی اللہ علیہ وسلم کی اُس حدیث کو ہر وقت ملحوظ خاطر رکھتے جس کو حاکم ترمذی نے روایت کیا ہے یعنی محبوبہ محبوب رب العالمین حضرت صدیقہ ام المومنین رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نے ارشاد فرمایا اے عثمانؓ اللہ تعالےٰ تمہیں ایک قمیص پہنائے گا مگر لوگ اُس کو اوتارنا چاہئیں گے سو تم اُس کو ہرگز نہ اوتارنا۔ یہ قمیص عطیۂ الٰہی وہی خلعتِ خلافت تھا جس کو لوگ اوتارنا چاہتے تھے۔ آپ جواب میں یہی فرماتے تھے کہ میرے رب نے جو عزت مجھے دی ہے اس کو میں خود کیونکر کھو سکتا ہوں۔ آپ کی شانِ حلم کی انوکھی ادائیں نرالے انداز ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم کی جو کھی رنگت میں رنگ کر آشکار ہوتے تھے آپ کے آزاد کردہ ہزاروں غلام اپنی مچلتی تمناؤں کو صرف آپ کی جنبش ابرو کا منتظر بنائے ہوئے تھے اور اس اودھم کو رفع کرنے کے لئے اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے ہزاروں ارمانوں کے ساتھ تیار رہتے لیکن کریم آقا کو یہ کب گوارا تھا کہ اُس کی خاطر کسی ایک مسلمان کا ایک قطرہ خون بھی ضائع ہو۔ ایک مرتبہ تو آپ کے زرخرید غلاموں سے جو ہنوز آزاد نہ ہوئے تھے ہتھیار اُٹھائے اور باغیوں سے دست بدست لڑنے کے لئے عہد کر لیا۔ مگر اس تواضع وحلم کے صدقے کہ سرکار کرم کی جناب سے فوراً حکم امتناعی جاری ہو گیا اس پر طرّہ یہ کہ غلاموں سے ارشاد ہوا کہ جو اپنے قصد سے باز آ کر اپنے ہتھیار رکھدے گا اس کو خلعت آزادی سے سرافرازی فرمائی جائے گی۔ غرض اسی طرح اودھر سے حلم وکرم کا اظہار اودھر سے ظلم وستم کی بوچھار اس حد تک پہونچی کہ باغی پشت دیوار سے حرم محترم کے اندر گھس آگئے۔ اُس وقت یہ حلم حیا کی زندہ صورت تھا جود وسخا کی چلتی پھرتی تصویر اپنی شرمگیں نگاہوں کو نیچا کئے قرآن معظم کی تلاوت میں مستغرق تھی پہلے دن روزہ کے افطار کو پانی بھی نہ ملنے کے باعث روزہ پر روزہ رکھا گیا تھا۔ اسی حالت استغراق میں کنانہ بن بشیر تجیبی نے آب تیغ سے پیمانہ شہادت لبریز کر کے پیش کیا اور اس طرح شبستان نبوت کے روشن چراغ حضرت ذوالنورین کی

شمع حیات کو ہمیشہ کیلئے گل کر دیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اٹھارویں ذوالحجہ ۳۵ھ کا
اگرچہ جمعہ کا مبارک دن تھا جس میں غدا ولے مسلمان عید مناتے خوشیاں رچاتے
ہیں لیکن یہ جمعہ مسلمانوں کے لئے عید قربان کا دن بنگیا جس میں اُن کے امیر المومنین
کی طیب طاہر جان کی قربانی کیجاتی ہے یہ خونریز نظارہ ہمیشہ یادگار رہے گا۔

مصحف کریم کھلا ہوا سامنے موجود ہے خون کے قطرہ آیہ شریفہ فَسَیَکْفِیْکَہُمُ
اللہ وھو السمیع العلیم پر گرتے ہیں یہ کلام مجید حریم نبوی میں عرصہ دراز تک
بطور آثار زیارتگاہ خلایق رہا اب بھی سنا جاتا ہے کہ آثار شریفہ میں داخل ہے۔

نعش مبارک اس شورش خیز آبادھاپی میں تین دن تک رکھی رہی آخر
جنت البقیع میں تیسرے دن آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔ محبوب حقیقی کے اس حبیب مطلق
کو راقم الحروف حبیب احد لکھکر تاریخ شہادت اخذ کرتا ہے صاحب مخبر الواصلین
نے یہ تاریخ وصال تحریر فرمائی ہے قطعہ تاریخ

آنکہ او صاحب حیا بودہ — حامی دین مصطفٰے بودہ
عمر آں خسرو عدالت وداد — ہم نود گفتہ اند وہم ہشتاد
دہ دو سال بر خلافت ماند — خلق راہ در رہ شریعت خواند
سوئے فردوس چونکہ عزم نمود — جمعہ و ہژدہم ز ذی حجہ بود
چونکہ او واہل خیر و احسان بود
در سن واہل رحلتش فرمود

فتوحات عہد مبارک۔ آپ گیارہ سال گیارہ ماہ اٹھارہ دن مسند خلافت
پر جلوہ آرا رہے حضرت فاروق اعظمؓ کی شہادت کے بعد کہیں کہیں بغاوت کے آثار
نمودار ہو چلے تھے۔ آپ نے دوبارہ اُن بلاد کو قلعہ اطاعت اسلام میں داخل فرمایا۔
ہمدان مغیرہ بن شعبہ نے دوبارہ مفتوح کیا بغاوت کو ابو موسیٰ اشعری اور براء بن
عازب کے ذریعہ سے فرو کیا گیا۔ اسکندریہ کی مخالفت کا جوش عمرو بن العاص کی
گرمی ہمت نے ٹھنڈا کیا آذربیجان اور اس کے گرد و نواح کے مقامات ولید بن عقبہ کی

نے فتح کئے۔ بلاد آرمینیہ پر سلمان بن ربیعہ اور ولید بن عقبہ کی زیر سیادت فوج کشی کی گئی
بے شمار ذخائر مال غنیمت کے بیت المال میں داخل ہوئے۔ شہر کازرون کو عثمان
بن ابی العاص نے بصلح و امان فتح کر کے ہرم بن حیان کے ذریعہ سے در سفید کو باسانی
تمام زیر کیا۔ یہ وہ فتوحات ہیں جہاں اسلام کے علم تصرف اقبال کا پھریرا ہمیشہ رہی
لہراتا تھا فتوحات ذیل خالص طور پر آپ کے ہی زمانہ کے فتوحات ہیں۔ افریقہ
عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے ہاتھوں فتح ہوا جس کے صلہ میں وہ مصر کا عامل بنایا
گیا۔ افریقہ کی حکومت جرجیر کو قیصر روم کی جانب سے سپرد تھی طرابلس سے حدود
طنجہ تک اس کا دائرہ حکومت تھا مسلمانوں نے چالیس لڑائیوں میں شجاعت اسلامی
کے جوہر دکھائے اور فتوحات حاصل کیں فتح افریقہ کے بعد اندلس کو فتح کیا گیا۔
جزیرہ قبرص۔ جزیرہ رودس حضرت معاویہ نے پچاس لڑائیوں کے بعد فتح کئے۔ فارس
و خراسان کی سلطنت درہم و برہم کی گئی کابل۔ زابلستان۔ طالقان۔ ہرات۔ فاریاب
طبرستان کے ظلمت کدوں میں آفتاب اسلام کی شعاعیں جلوہ ریز ہوئیں قسطنطنیہ
اعظم کے کبر و غرور کا نشہ فتح افریقہ کے بعد حضرت معاویہ رض اور عبداللہ بن سعد کی فوجوں نے
اتارا۔ یہ لڑائی بھی ایک عظیم الشان لڑائی تھی قیصر روم (قسطنطین) نے تمام بحری
و بری فوجیں جمع کیں اور پوری قوت کے ساتھ جنگ شروع کی مگر اتنی زبردست
شکست کھائی کہ پھر مدت العمر لڑائی کا نام نہ لیا۔

خصائص و اوصاف حمیدہ۔ قبل اسلام بھی حضرت ذو النورین اپنی فطرت سلیمہ
اور خصلت کریمہ کے قدرتی جوہر کے باعث زمانہ جاہلیت کی رسومات مذمومہ سے
محترز رہے۔ شراب سے ہمیشہ طبع اقدس نفور رہی زنا کی جانب کبھی پائے تصور
نے بھی لغزش نہ کھائی۔ چوری کا خیال بھی کبھی نگار خانہ دل میں نقش گیر نہ ہوا
دست کرم کی بلند ہمتی جود و سخا کے وسیع میدانوں میں اپنی اولوالعزمیاں دکھاتی رہی
گردن اسلام میں آپ کے فیاضانہ احسان ہمیشہ حمائل رہیں گے۔ آپ کی سیر چشمی اور
دریا دلی نے ابتدائے اسلام میں مسلمانوں کو سیر کر دیا ہے۔ آپ زمانہ خلافت میں

ہر سال حج کو تشریف لیجاتے آپ کا خیمہ مقام منا میں نصب ہوتا لنگر خانہ عام جاری رہتا تھا جبتک تمام حجاج کو کھانا نہ کھلا دیا جاتا آپ خیمہ کے اندر تشریف فرما نہ ہوتے تمام مصارف ذات خاص سے متعلق تھے۔ آپ کی شان غنا شرف اسلام سے پہلے بھی سواد عرب میں شہرت عامہ کا اعزاز حاصل کر چکی تھی جیش عسرہ میں جو آنحضرت غزوہ سرکار رسالتماب ہے حضور سید العالمین صلعم کی چشم کرم کے اشارہ سے کل لشکر کیلئے سامان فراہم فرمایا غزوہ تبوک میں جب کہ اصحاب کرام سخت تنگی میں مبتلا تھے آپ الے کثیر التعداد سامان رسد اپنے صرفہ سے بہم پہنچایا۔ اہل بیت نبوت کی مالی خدمات سے فائز ہونے کا شرف بھی ہمیشہ آپ کو حاصل رہا حضور سید المرسلین صلعم سے خوب خوب دعائیں لیں جنت کی بشارت عفو جرائم کی خوشخبری زندگی میں باعث تخلیق جنت کی زبان سے سُن لی۔ چاہ رومہ جو مسجد قبلتین سے جانب شمال ایک یہودی کی ملک تھا اور بقیمت اُس کا پانی فروخت ہوتا تھا مدینہ منورہ میں بجز اس کنوئے کے دوسرا کنواں نہ تھا جس کا پانی اہل مدینہ استعمال کرتے غریب عرب سخت تکلیف میں تھے آپ نے پینتیس ۳۵ ہزار کو یہ چاہ یہودی سے خرید کر مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے وقف کر دیا۔ زمانہ قحط میں ایک ہزار راحلہ گیہوں باوجود اس کے کہ تجار مدینہ پانچ گنا نفع دینے کے لئے تیار تھے آپ نے یہ کہکر کہ مشتری دس گنا نفع دیا لینا چاہتا ہے فی سبیل اللہ کل غلہ خیرات کر دیا۔ جب سے مسلمان ہوئے ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد کرتے رہے اگر اتفاق سے کوئی جمعہ ناغہ ہوجاتا تو دوسرے جمعہ کو دو غلام آزاد فرماتے۔ مسجد نبوی کی توسیع پچیس ہزار روپیہ کی زمین خرید کر کے فرمائی غرض آپ کا کرم عام تھا باوجود اس ثروت و دولت کے آپ کی سادگی اپنی آپ نظیر تھی۔ جہاں مہمانوں کے لئے نفیس نفیس کھانے کھلائے جاتے وہاں خود شہد اور روغن زیتون اور کبھی صرف بھنا گوشت اور سرکہ استعمال فرماتے۔ کپڑا بہت سادہ معمولی کم قیمت کا زیب بدن فرماتے۔ مسجد نبوی میں صرف چادر مبارک سر تلے رکھکر سو جاتے زمانہ خلافت میں بھی اسی طرح دوپہر کو مسجد میں قیلولہ کرتے۔ جب

بیدار ہوتے سنگریزوں کے نشان بدن پر ہوتے۔ ایک غلام سے فرمایا کہ میں نے ایک مرتبہ تیری گوشمالی کی تھی تو مجھ سے قصاص لے لے۔

خصوصی فضائل۔ ابتدائے آفرینش سے لیکر زمانہ نبوت تک یہ شرف خاص صرف آپ ہی کو حاصل تھا کہ خاندان نبوت کی دو شہزادیاں آپ کو منسوب تھیں حضور رحمت اللعالمین صلعم نے اول اپنی صاحبزادی حضرت رقیہ کا عقد آپ کے ساتھ کیا۔ ان کے انتقال کے بعد حضرت ام کلثوم آپ کے عقد میں آئیں۔ انھیں دو نورانی وجودوں کی برکت نے آپ کو ذوالنورین بنایا۔ آپ نے دنیائے اسلام کو ایک قرآن کریم پر متفق کیا اور قرآن شریف کو جمع فرمایا۔ اگرچہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں قرآن شریف کا جمع ہونا ثابت ہوتا ہے چنانچہ علمار فرماتے ہیں کہ زمانہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں صدہا بلکہ ہزارہا اصحاب کرام کل قرآن عظیم کے حفاظ موجود تھے مگر پورا قرآن عظیم ایک جگہ لکھا ہوا نہ تھا حضرت صدیق اکبر کے زمانہ میں جمع کیا گیا اور وہ حضرت سیدہ حفصہ کے پاس رہا۔ صدیقی اور فاروقی زمانوں میں اسی مصحف پاک کی نقلیں ممالک اسلامیہ میں روانہ کی جاتی تھیں۔ لیکن بہ کثرت واہتمام سے حضرت ذوالنورین نے اپنے زمانہ میں پھر نہایت سعی واہتمام سے قرآن شریف کو نقل کرایا اور حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس جو قرآن مجید تھا اس سے مقابلہ کر کے تمام بلاد اسلامیہ میں بکثرت بھیجنا شروع کیا اور تمام دنیائے اسلام اس مصحف پر متفق ہوگئی۔ خود بنفس نفیس آپ نے قرآن شریف کی تعلیم بھی دینا شروع کر دی اور قرا تابعین کی ایک جماعت جن کا سلسلہ قرأت اس وقت تک جاری ہے آپ سے فیضیاب ہوئے آپ نے مسجد نبوی کو وسعت دی۔ نماز جمعہ میں اذان ثالث کا رواج دیا۔ اس سے پیشتر صرف اس وقت اذان ہوتی تھی جب امام منبر پہ تشریف فرما ہوتا تھا اور دوسری بار تکبیر کہی جاتی تھی۔ آپ نے تیسری اذان اور مقرر کی جو قبل اجتماع ہوتی ہے۔ آپ کی یہ سنت کریمہ اس وقت تک جاری ہے۔ آپ نے

ذو الہجرتین کہیں۔ مدینہ منورہ کی ہجرت سے پیشتر آپ نے مع اپنی اہل کے حبشہ کو ہجرت کی اس وجہ سے آپ کو ذو الہجرتین بھی کہتے ہیں۔ آپ اکثر فرماتے کہ مجھ میں دس فضیلتیں ہیں۔

۱۔ مسلمان ہونے میں آپ کا چوتھا نمبر ہے۔ یعنی آپ حضرت مولا علی حضرت صدیق اکبر حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ کے بعد ایمان کی دولت سے مشرف ہوئے آپ سے ایک روز بعد حضرت ابو عبیدہ اور حضرت عبد الرحمن بن عوف مسلمان ہوئے۔

۲۔ باوجود کثرت دولت و ثروت کبھی آپ نے اظہار تموّل نہیں فرمایا۔

۳۔ کبھی جھوٹ نہ بولا۔

۴۔ جس ہاتھ سے سرکار دو عالم کے دست مقدس پر مبایعت کی اس کو کبھی شرمگاہ پر مس نہیں فرمایا۔

۵۔ مسلمان ہو کر ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد کرنا آخر عمر تک معمول رہا۔

۶۔ عمر بھر کبھی زنا کا ارادہ بھی نہ فرمایا۔

۷۔ اسلام سے پیشتر بھی کبھی شراب کو نہ چھوا۔

۸۔ مسجد نبوی میں توسیع فرمائی۔

۹۔ مسلمانوں کے لئے چاہ رومہ وقف کر دیا۔

۱۰۔ جیش عسرہ کے لئے تمام سامان یہاں تک کہ سواریوں کے لئے لگام اور میخ تک بہم پہونچائی۔

ازواج و اولاد۔ بعض آدمی عدم علم کے باعث یا حضرت ذو النورین کے نورانی خاندان کے روشن چراغوں کو حسد کے سبب یہ کہتے پائے گئے کہ شبستان ذو النورین میں کوئی چراغ موجود ہی نہ تھا یعنی آپ صاحب اولاد نہ تھے لیکن جس کو فن تاریخ و سیر سے کچھ بھی واقفیت ہے وہ اس کو محض ایک خیال باطل کہتا ہے آپ کی نسل مبارک کا آپ کے بعد باقی رہنا اور ترقی پانا مسلّم و متفق علیہ بات ہے

جس وقت آپ شہید ہوئے ہیں اُس وقت چند لڑکے لڑکیاں اور چار بیویاں حیات تھیں
آپ نے زمانہ جاہلیت اور اسلام میں آٹھ بیویاں کیں جن میں سے حضرت رقیہ اور ام کلثوم
گلشن نبوت کی مہکتی ومکتی دو کلیاں تھیں۔ شاخ اوّل سے ایک گل زیبا کی شمیم آرائی
ہوئی یعنی حضرت عبد اللہ اصغر پیدا ہوئے مگر کم سنی میں ریاض خلد کی گلگشت پسند
فرمائی۔ شاخ ثانی بار آور نہ ہوئی۔ تیسری بیوی کا نام فاختہ بن غزوان تھا عبد اللہ اکبر
ان کے بطن سے پیدا ہوئے۔ چوتھی بیوی اُم عمرو بنت جندب بن عمر بن حممتہ الدوسیہ
تھیں تین صاحبزادہ خالد۔ آبان۔ عمرو اور ایک لڑکی مریم ان کے بطن سے وجود کی
مجلس میں رونما ہوئے پانچویں بی بی فاطمہ بنت ولید تھیں۔ ولید۔ ام سعید۔ سعید ان سے
پیدا ہوئے چھٹی بیوی اُم النبین بنت عبیہ ہیں عبد الملک ان سے پیدا ہوئے۔ مگر
بچپن میں انتقال کر گئے۔ ساتویں بیوی کا نام رملہ بنت شیبہ بن ربیعہ ہے۔ عائشہ
ام آبان۔ ام عمرو تین لڑکیاں پیدا ہوئیں آٹھویں بیوی نائلہ بنت الفراصفہ ہیں جن کے
بطن سے بعض کا خیال ہے کہ مریم بنت عثمانؓ پیدا ہوئیں بعض مورخین کہتے ہیں کہ
ام خالد۔ اروی۔ ام آبان صغرا ان کے بطن سے پیدا ہوئیں۔ رملہ نائلہ ام البنین۔
فاختہ وقت محاصرہ موجود تھیں۔ ام بنین کی نسبت بعض مؤرخین کا قول ہے کہ زمانہ
محاصرہ میں طلاق دیدی گئی تھی۔

حضرت سیدنا ابو سعید آبان ابن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آپ تابعین کی جماعت کے
نامور مقبول ہیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سن وصال کے کئی سال بعد پیدا
ہوئے جلیل القدر صحابہ کرام کی مجالس میں شرکت فرما کر علوم نبوت سے استفاضہ
کیا۔ حدیث وفقہ میں آپ کی وسعت نظر اور تبحر علمی نے آپ کو زمانہ سے ممتاز بنا رکھا تھا
جیسا کہ تہذیب الاسماء میں حضرت محی الدین نووی ابن ذکریا شارح مسلم شریف نے
عمرو ابن شعیب کا قول نقل کیا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت
آبانؓ سے بڑھکر حدیث وفقہ کا عالم کوئی میں نے نہیں دیکھا۔ اسی طرح یحییٰ ابن سعید
فرماتے ہیں کہ مدینۃ الرسول میں دس فقہاء کرام معزز وممتاز گزرے ہیں ان میں سے ایک

حضرت ابان ہیں۔ تمام علمار حدیث نے آپ کی فقاہت پر اتفاق کیا ہے۔ آپ اپنے والد بزرگوار اور زید ابن ثابت اور دیگر اجلۂ صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین سے روایت حدیث کرتے ہیں۔ بڑے بڑے تابعین آپ کے سلسلۂ تلامذہ میں داخل ہیں۔

حضرت خلیفہ وقت عمر ابن عبدالعزیز جن کی زمانہ سلطنت کو مؤرخین نے قرن اوّل یعنی عہد خلافت راشدہ سے تشبیہ دی ہے آپ کے ارشد تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔ اسمار الرجال کی کتابوں میں آپ کا تذکرہ موجود ہے مذہب الکمال فی اسمار الرجال مصری صفحہ ۱۳ پر امام العلاّم حافظ صفی الدین احمد بن عبداللہ الخزرجی الانصدی آپ کے احوال میں رقمطراز ہیں کہ امام بخاری اور مسلم نے آپ سے روایت حدیث نقل فرمائی ہیں آپ کے ایک صاحبزادہ حضرت عبدالرحمٰن آپ کی یادگار تھے جو علم حدیث میں راس المحدثین مانے گئے ہیں اور احادیث کو اپنے والد بزرگوار (حضرت ابان) سے روایت کرتے ہیں آپ نے تمام عمر اشاعت فقہ و حدیث میں بسر فرمائی اور بہت طویل عمر پائی اور رحلت مدینہ منورہ میں ۱۰۵ھ میں وصال فرمایا۔ محدثین گرامی قدر کے اقوال معتبرہ سے اس شہرت کی اصل غلط معلوم ہوتی ہے جو عدن میں آپ کے مزار مقدسہ کی نسبت ہے جیساکہ سفرنامہ حجاز نواب کلب علی خاں بہادر والی رامپور سے واضح ہوتا ہے۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن بن آبان بن حضرت امیرالمومنین عثمان بن عفان رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ صاحب مذہب الکمال فی اسمار الرجال نے آپ کی نسبت صرف اسقدر تحریر کیا ہے کہ آپ زمرۂ محدثین میں راس المحدثین مانے گئے ہیں اور اپنے والد حضرت آبان سے روایت حدیث کرتے ہیں۔ تقریب التہذیب مطبوعہ مطبع علوی لکھنؤ میں جو محدثین کے اوصاف کی گویا ایک مختصر فہرست ہے آپ کے متعلق صرف اس قدر تحریر ہے۔ عبدالرحمٰن بن آبان بن عثمان بن عفان الاموی المدنی ثقۃ۔ فضل۔ عابد من السادستہ۔ آپ کے بعد

آپ کی اولاد بنی امیہ کی سلطنت میں علمی سیاسی خدمات پر مامور رہی۔ اس وجہ سے تاریخ میں اُن کے حالات فرداً فرداً دریافت کرنے کے لئے بہت وقت درکار ہے اور فرصت قلیل لہٰذا تفصیل انشاء اللہ المستعان اور وقت پر کی جائے گی۔

اس لئے راقم درمیانی تمام حضرات کے حالات کو نظر انداز کرکے صرف اُن اکابر کے حالات پر اکتفا کرتا ہے جو ہندوستان میں آکر مقیم ہوئے اور اپنے زمانے میں نام آوری کے آسمان پر آفتاب فضل و کمال بن کر چمکے۔

حضرت مولانا دانیال قطری قاضی القضاۃ علاقہ بدایوں سلاطین اسلام کی آمد بدایوں اور نواح بدایوں میں پانچویں اور چھٹی صدی ہجری میں شروع ہوگئی تھی۔ عساکر اسلامیہ کی آمدورفت کے باعث مسلمانوں کی کسی قدر آبادی خاص خطہ بدایوں میں ہوچکی تھی چنانچہ شروع پانچویں صدی[۱] کے بہت سے شہدائے جلیل القدر یہاں کی خاک میں محو استراحت پائے جاتے ہیں۔ چھٹی صدی کے اختتام پر سلطان قطب الدین ایبک نے ۵۹۹ھ[۲] قلعہ کالنجر اور کالپی کی فتح کے بعد

۱؎ شروع پانچویں صدی کے شہدا میں حضرت میراں ملہم شہید اور حضرت میر ناصر الدین علی شہید ہیں جو محمود غزنوی کے زمانہ میں نواح بدایوں میں تشریف فرما ہوئے۔

۲؎ فتح بدایوں کی سالوں میں مورخین کا اختلاف ہے علامہ مورخ بدایونی مولانا عبد القادر قادری علیہ رحمۃ نے منتخب میں ۵۹۲ھ ہجری میں بدایوں کا فتح ہونا لکھا ہے۔ اور فتح البدایوں تاریخ فتح نکالی ہے جس سے ۵۹۲ھ برآمد ہوتے ہیں لیکن علامہ قاسم نے تاریخ فرشتہ میں ۵۹۹ھ ہجری میں بدایوں کا فتح ہونا تحریر کیا ہے۔ چنانچہ ۵۹۹ھ ہجری کے اکثر شہدائے کرام بدایوں میں ہم آغوش عروس مزار پائے جاتے ہیں منجملہ دیگر شہدا کے ماموں بھانجہ کے نام سے جو حضرات مشہور ہیں ان کی تاریخ وصال سے یہ پتہ چلتا ہے کہ تاریخ ۵۹۹ھ ہجری میں قلعہ بدایوں فتح ہوا ہے اور طلوع آفتاب تاریخ فتح بدایوں نکالی ہے۔ علامہ نورالدین ختائی صاحب محاربات ہند نے غازی احمد

قلعہ بدایوں کو فتح اور یہاں مستقل اسلامی حکومت قایم کر کے گرد و نواح کے بہت بڑے علاقے کو جو زمانہ مابعد میں علاقہ کٹھیر کے نام سے موسوم ہوا صوبہ بدایوں میں الحاق کیا اور سلطان شمس الدین التمش کو یہاں کی حکومت تفویض کی گئی سلطان شمس الدین جنت مکانی کے پہلو میں قسام ازل کی بارگاہ سے وہ پاک دل ودیعت رکھا گیا تھا جس میں خدا شناسی رعایا پروری۔ کمال آفرینی کے جوہر مثل آئینہ رونما تھے خواجگان چشت اہل بہشت میں سے بقول بعض اہل شہر حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ کے مقدس ہاتھ میں ہاتھ دیکر فیض روحانی سے یہ پاک نفس تاجدار اس درجہ متاثر تھا کہ ہمیشہ انوار اسلام کو پھیلانے کی سعی سینہ سے لگی رہتی تھی۔ بدایوں کی عنان حکومت ہاتھ میں لیتے ہی اطراف واکناف سلطنت سے صاحب فن اور باکمال اشخاص کو تلاش کر کے بلانا شروع کیا تھوڑے ہی عرصہ میں علم وفضل کی زندہ تصویریں فقر و فنا کی نورانی ہستیاں بدایوں کے ہر گلی کوچہ میں نظر آنے لگیں۔ اور بدایوں کی چپہ چپہ پر مدینۃ العلوم اور قبۃ الاسلام کی

وغازی محمد (جو ماموں بھانجہ کے نام سے مشہور ہیں) کی تاریخ شہادت جسکو صاحب طبقات الاولیا نے بجنسہ درج کردیا ہے یہ تحریر فرمائی ہے۔ حضرت احمد محمد غازیان دین پناہ۔ زینت جیش امیر قطب دین غوری کلاہ۔ باب بہر تولی کشادہ از سینہ آن اہل دلاں۔ یافت قلعہ مسلمین از مشرکین وقت گیاہ۔ گفت ہاتف قطب دین بارک لک حصن حصین۔ ہست تاریخ طلوع آفتاب اہو بادشاہ۔ جستجو سال؛ صال آں خال وتواہر زادہ بود۔ ہمدان پاک اعتقاد و نور چشم آمد نداہ ۵۹۹ھ ۵۹۹ھ ۵۹۹ھ

یہ دونوں حضرات فاتح باب بدایوں جناب مولوی وزیر احمد صاحب رئیس (ٹونک والا) بدایوں کے دیوان خانہ کے اندر ایک چھوٹے سے احاطہ میں، تہ خاک آلودہ تیاۓ سہلاتے ہیں واللہ اعلم

حالات اولیا وشہدائے بدایوں کے متعلق متعدد تصانیف میں بعض بہت مختصر ہیں بعض میں قدرے تفصیل ہے مصنفین کی تحقیقات میں اختلاف ہے اُس اختلاف میں اصل حال کی تحقیق کی کوئی راہ نہیں کیونکہ کوئی تاریخ معتمد قدیم مشہور جو قابل یقین ہو نظر نہیں آتی اپنی رائے و روایت کی بنا پر ہر شخص اعتماد کر کے تحریر کرتا ہے

سنہری تصویریں صاف نظر آنے لگیں اسی زمانہ میں قاضی دانیال قطری جو نواح قطر[۵] سے ترک سکونت کر کے جیش اسلامی کے ہمراہ ہندوستان وارد ہو کر اول لاہور میں مقیم ہوئے تھے اس کے بعد مقام دیوبند میں کچھ دنوں رہکر ایک عالم کو مستفیض کر کر شہرت کامل حاصل کر چکے تھے سلطان کی اشتیاق آفرین طلب کی بدولت ہاتھوں ہاتھ بدایوں بلائے گئے۔ عزت و تکریم سے خیر مقدم کر کے عظمت و وقار کی مسند پر بٹھایا عہدہ قضا حکومت کی جانب سے پیش کیا گیا اس وقت سے آپ دائرہ حکومت شمسی کے قاضی القضاۃ مشہور ہوئے۔

قاضی صاحب ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ باطنی کمال کے دلدادہ تھے اور خواجہ عثمان ہارونی کی جوش عقیدت نے سلسلۂ عالیہ چشتیہ کے زمرۂ ارادت میں آپ کو داخل کر دیا تھا آپ کی سال رحلت کا پتہ نہیں چلتا مزار آپ کا حضرت پیر مکہ[۲] صاحب علیہ الرحمۃ کی حریم کے مشرقی دروازہ کے سامنے گوشہ جنوب میں بتایا جاتا ہے

---

۵ قطر نواح قطیب و عمال میں ایک شہر کا نام ہے آج کل موجودہ اٹلسوں میں دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قطر علاوہ شہر کے ایک صوبہ کا بھی نام ہے۔

۲ حضرت پیر مکہ صاحب بدایونی آپ بدایوں کے متقدمین اولیاء کرام میں ہیں کہا جاتا ہے۔ مجذوبانہ صفات کے ساتھ مستی محبت میں مستغرق رہتے تھے اور ایک کوزہ گر کا مکان آپ کی اقامت گاہ تھا مشہور ہے کہ آپ جمعہ مکہ معظمہ میں ہمیشہ پڑھا کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت مولانا حاجی جمال ملتانی قدس سرہٗ بھی بذریعہ طی الارض مکہ معظمہ میں جمعہ کی نماز ادا فرماتے تھے ایک دن اتفاق سے امام حرم کی طبیعت ناساز تھی نماز کے لئے حاضرین نے حضرت پیر مکہ بدایونی کو پکارا حاجی صاحب بدایوں کا نام سنکر چونکے معلوم ہوا کہ یہ بزرگ بدایوں رہتے ہیں۔ اپنی لاعلمی پر تعجب ہوا۔ بعد نماز جب دونوں بزرگ اپنے کمال باطنی کے تصرف سے بدایوں آگئے تو حاجی صاحب کو پیر مکہ کے ملنے کا شوق پیدا ہوا بہت تلاش کیا بدقت معلوم ہوا کہ ایک مستانہ صفت فقیر اس نام کا ایک کوزہ گر کے مکان پر موجود رہتا ہے۔ وہاں پہونچے رندانہ مدارات کی گئی پیر مکہ نے اپنے ہاتھ سے چلم بھر کر کے حاجی صاحب کو

اسپہ کے بعد آپ کی نسل میں علم و فضل نسلاً بعد نسلاً اب تک چلا آتا ہے ہمارے خیال میں یہ خصوصی شرف آپ ہی کے خاندان کو حاصل ہے کہ سات سو برس سے علم گویا میراث ہو گیا ہے۔ ہندوستان میں کوئی خاندان اہل علم کا ایسا نہیں سنا جو اس قدر زمانہ دراز سے وارث علم و کمال ہونے کا مدعی ہو۔

"قاضی القضاۃ مولانا قاضی شمس الحق شمس الدین المعروف بہ قاضی رکن الدین علیہ الرحمۃ"

آپ قاضی دانیال قطری کے فرزند ہیں بزمانہ سلطنت معز الدین بہرام شاہ ابن سلطان شمس الدین التمش میں آپ رکن رکین سلطنت تھے اور منصب قضا پر مامور رہے۔ ملک بدر الدین سنقر رومی جس زمانہ میں حاکم بدایوں تھا آپ اس کے دربار کے مخصوص مشیروں میں تھے اس سے پیشتر بھی دہلی میں آپ سے اور ملک مذکور سے گہرا دوستانہ تھا۔ تاریخ فرشتہ میں ایک مجلس شوریٰ کا جو سلطان معز الدین بہرام شاہ کے خلاف قایم ہوئی تھی تذکرہ لکھا ہے اس میں قاضی صاحب کی موجودگی بھی پائی جاتی ہے صاحب تذکرہ علمائے قاضی صاحب کو علامہ ابو القاسم تنوخی[۱] کے قابل فخر تلامذہ میں

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱

پیش کیا۔ یہ متشرع بزرگ پاس ادب سے منع نہ کر سکے جام شراب کو گریبان میں لوٹ لیا۔ واپسی پر اپنی کنیز کو کرتہ پاک کرنے کو دیا۔ لونڈی نے دھو دھو کر پی لیا۔ فقیر خدا رسیدہ کا عطیہ رنگ لایا انکشاف باطن ہو گیا حجابات اٹھ گئے۔ حاجی صاحب یہ زبردست تصرف دیکھ کر دل میں نادم ہوئے دوبارہ پھر خدمت پیر مکہ صاحب میں پہنچ کر معذرت کی۔ فرمایا وقت گزر چکا۔ غرض آپ کی کمالات مشہور ہیں۔ مزار آپ کا آستانہ قادریہ سے گوشہ شرق و جنوب میں تھوڑے فاصلہ پر ہے تاریخ وصال یہ ہے۔ از طبقات الاولیا قطعہ آں حسن مکی مرید خواجہ بندالولی ✻ داشتہ شہرت بنام پیر مکہ بالتمام
چوں سوئے دار البقا رفت از جہاں ہاتف بگفت ✻ نور عرفاں ہست سال وصل آں ذوالاحترام

[۱] ابو القاسم تنوخی۔ علامہ حمید الدین ضریری متوفی ۶۶۶ھ کے ارشد تلامذہ میں ہیں (جو شمس الایمہ کردری شاگرد صاحب ہدایہ کے مشہور تلامذہ میں تھے) اپنے زمانہ میں امام، فقیہ، ادیب، محدث، مفسر مشہور تھے آپ کے مشاہیر تلامذہ میں قاضی رکن الدین بدایونی، شیخ وجیہ الدین ملک العلماء سراج الدین ثقفی شمس الدین خطیب دہلوی وغیرہ ہیں (حدائق حنفیہ)

تحریر کیا ہے۔ قاضی صاحب نے رسمی علوم کی تحصیل اپنے والد بزرگوار سے فرمائی اور جملہ علوم عقلیہ و نقلیہ کمال تحقیق کے ساتھ علامہ تنوخی سے اخذ کئے آپ تعلقات سلطنت کی وجہ سے کبھی دہلی اور کبھی بدایوں میں اقامت رکھتے تھے سیاسی امور کے علاوہ سلسلۂ درس و تدریس بھی برابر جاری تھا۔ بدایوں میں آپ کی بنا کردہ مسجد شیخ التفات حسین صاحب وکیل کے مکان کے قریب ہے جس میں مزار حضرت پیر فلاح صاحب ہے۔ قاضی جلال الدین کاشانی کی طرف اس مسجد کو منسوب کرنا صحیح نہیں جیساکہ تاریخ ثانی تعمیر مسجد سے ظاہر ہے۔

تاریخ درستی مسجد

بنائے شیخ رکن الدین قاضی   کہ شد ترمیم باتزئیں بجید

پے تاریخ او گفتم خرد را   عبادت خانۂ اہل حق آمد

قاضی صاحب جمادی الاخر ۶۳۸ھ میں بحکم معزالدین بہرام شاہ تاجدار ہند دہلی میں شہید کئے گئے۔ شہید طریق آپکی تاریخ شہادت ہے۔ اس کے سوا لفظ رحلت اور مرشد باکمال سے بھی مادہ سال وصال کا استخراج کیا ہے۔

قاضی القضاۃ مولانا قاضی سعدالدین المعروف بہ قاضی سعد بے گواہ۔ آپ قاضی القضاۃ سابق الذکر کے خلف الصدق اور تلمیذ رشید تھے زمانہ سلطنت سلطان غیاث الدین بلبن میں صاحب زہد و تقوے اور مہر و فتوے مشہور تھے۔ آپ کا ضمیر روشن تجلیات باطن کا آئینہ انوار تھا مقدمات کا تصفیہ ہمیشہ بلا گواہ کے فرماتے تھے فریقین جس وقت آپکی عدالت میں حاضر ہوتے آپ کشف کامل سے اصل معاملہ کی تہ کو فوراً پہنچ جاتے گواہان کے پیش ہونے کی نوبت نہ آتی۔ آپ کی روشن ضمیری مخلوق کے زبان زد ہو گئی اور اسی وجہ سے آپ قاضی سعد بے گواہ مشہور ہو گئے آپ کے دربار قضا کا رعب و جلال یہ تھا کہ اہل معاملہ کو دروغ بیانی کی ذرا جرات نہ ہو سکتی تھی خود بخود حق کا اقرار کر دیتے مقدمہ کا تصفیہ ہو جاتا۔ آپ کے زمانہ میں بدایوں میں کئی انقلاب ہوئے۔

ملک تاج الدین ترک ۶۴۰ھ میں سلطان علاالدین مسعود کی جانب سے عامل علاقہ بدایوں

مقرر ہو کر آیا اور عرصہ تک حاکم رہا۔ ۶۵۱ھ میں ملک اعزالدین بلبن بزرگ حاکم بدایوں
مقرر ہوا۔ حکومت کی جانب سے رضی الملک کا خطاب پایا۔ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد
زمینداران کٹھیل اور کٹھیر کے ہاتھ سے حالت مستی میں قتل کر دیا گیا۔

سلطان ناصر الدین بغرض انتقام اشرار کو سزا دیتا ہوا اور حدود پر انتظام کرتا ہوا
دہلی سے بدایوں تشریف فرما ہوا۔ مشیران دولت اور اراکین حکومت سے قاضی صاحب
کے کمالات سن کر آپ کی عظمت اپنے دل میں لے گیا۔

قاضی صاحب جہاں حلم و حیا اور جود و سخا کی زندہ تصویر تھے وہاں آپ کی مہمان نوازی بھی
ضرب المثل تھی۔ خصوصاً طلبہ کے آرام و آسائش کا ہر وقت خیال دامنگیر تھا۔ آپ کا
دیوان خانہ متصل جامع شمسی واقع تھا جہاں علاوہ دربار قضا کے سلسلہ درس و تدریس
بھی جاری رہتا تھا۔ جب آپ کی عمر آخر ہوئی تو آپ نے اپنے صاحبزادہ کو بلا کر نصیحت کی
کہ بیٹا میں ہمیشہ مقدمات قضا حکم الہی سے حقیقت کے مطابق فیصل کیا کرتا تھا اگر تم میں اتنا
مادہ ہو تو عہدہ قضا قبول کرنا ورنہ یاد رکھو کہ حقوق العباد کا مواخذہ دربار الٰہی میں ہوگا
بزرگ باپ کی اس وصیت کو سعادتمند بیٹے نے بغور سنا اور اس عہدہ سے دستکش
رہنے کا دل میں عہد کر لیا۔

آپ نے ایک پسر جو زوجہ اول سے پیدا ہوئے تھے اور ایک لڑکی جو زوجہ ثانی سے پیدا
ہوئی تھیں۔ اپنی یادگار چھوڑے ان صاحبزادی کی شادی قاضی صدر الدین صاحب صدیقی
گنوری سبزواری کے ساتھ ہوئی جو محض تحصیل علم کے لئے اپنے وطن اصلی سے چلکر بدایوں
آئے تھے تا کہ قاضی صاحب کے حلقۂ درس میں داخل ہوں۔ بدایوں کے تمام صدیقی
گھرانے انہی قاضی صدر الدین صاحب کی اولاد سے ہیں۔

قاضی صاحب ممدوح کا وصال بعہد غیاث الدین بلبن ۶۷۶ھ میں ہوا۔ عارف سر اللہ آپکی
تاریخ وصال ہے۔ مزار شریف مسجد گلا چین میں واقع ہے صاحب طبقات الاولیا نے آپکی
تاریخ وصال جو تحریر کی ہے وہ ہدیہ ناظرین ہے۔ قطعہ تاریخ

چوں ز دنیا رخت ہستی بست فخر دین [illegible] سعد الدین عثمانی فقیہ بے مثال

سال ترحیلش بجستم از خرد گفتہ بمن صاحب وقت و گرستار قدوۃ ہیمال

۹۷۶ھ

عارف حق آگاہ مسند النارکین مولانا شیخ محمد المعروف بہ شیخ راجی قدس سرہٗ۔ آپ قاضی صاحب مذکور کے باکمال فرزند تھے اوائل عمر سے تصوف کی حق نما تجلیات کو اپنے آئینۂ قلب سے لگائے ہوئے تھے علوم و فنون کی تکمیل والد کے حلقۂ درس میں کی تھی سلطنت کی طرف سے منصب قضا جو میراث آبائی تھا پیش کیا گیا مگر اپنے بزرگ باپ کی وصیت کو یاد کر کے فوراً انکار کر دیا اُس کے بعد آپ کی اولاد شہزاد کو یہ عہدہ تفویض کیا گیا۔ کچھ دنوں تک سلسلۂ درس تدریس جاری رہا اُس کے بعد بالکل ترک علایق کر کے گوشہ نشینی اختیار کی لیکن طلبہ کا ہجوم آپ کی گوشہ نشینی میں بھی حارج ہوا۔ یہانتک کہ آپ نے گھر بار کو خدا حافظ کہکر دشت نوردی اور بادیہ پیمائی شروع کی آپ ولی کامل صاحب مکاشفات تھے۔ آپ کے بیٹے مولانا شیخ عبد الشکور قدس سرہٗ عارف کامل اور شیخ وقت تھے سلسلۂ چشتیہ میں صاحب مجاز تھے متوکلانہ زندگی بسر کرتے اور علایق دنیوی سے ہمیشہ آزاد رہتے سلسلہ درس و تدریس کا شغل رکھتے تھے لیکن والد کے انتقال کے بعد یہ بھی گوشہ گیر ہو کر عالم گمنامی میں روپوش ہو گئے۔

مولانا الشیخ محمود سہروردی قدس سرہٗ آپ مولانا عبد الشکور کے فرزند تھے۔ علم و فضل میں یگانۂ عصر اور ولی روزگار سمجھے جاتے تھے سلسلۂ سہروردیہ میں بیعت و اجازت رکھتے تھے۔ شہاب الاولیا حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ تعالے عنہ سے نسبت قوی حاصل تھی۔ اسی طرح آپ کے فرزند ارجمند مولانا معروف قدس سرہٗ نہایت صاحب باطن اور صوفی مشرب بزرگ تھے مسجد کے حجرہ میں گوشۂ تنہائی کو پسند کر لیا تھا نسبت اویسیہ ہر وقت غالب رہتی تھی شبانہ روز مراقبہ اور مکاشفہ کی حالت میں مستغرق پائے جاتے تھے بلا ضرورت کلام نہ کرتے تھے۔

قاضی القضاۃ مولانا شیخ حمید الدین المعروف بہ قاضی محمد قدس سرہٗ۔ آپ

شیخ الاجل مولانا معروف کے فرزند رشید تھے علم و فضل میں بلند پایہ رکھتے تھے۔ آپ نے
سلسلۂ درس و تدریس کو فروغ دیا فقہ میں دستگاہ کامل حاصل تھی آپ کی شہرت نے
بزمانۂ سلطنت سکندر لودی منصب قضا پر آپ کو پہنچایا اور قاضی القضاۃ کا
خطاب دربار شاہی سے دلوایا آپ کے بیٹے مولانا مفتی کریم الدین بھی فقہ میں زبردست
عالم تھے جن کے زمانہ میں بدایوں اہل کمال کا مرجع و منبع تھا۔ آپ کی نگاہیں اکبری
دور دیکھے ہوئے تھیں زمانہ جہانگیر میں آپ کو بخوبی شہرت حاصل ہوئی اس وقت
آپ جلیل القدر صاحب فتویٰ سمجھے جاتے تھے۔ آپ نے دو شادیاں کیں ایک
بیوی سے دو لڑکے مولانا شیخ عزیز اللہ اور شیخ احمد عرف فتو پیدا ہوئے شیخ احمد مرد
مجرد اور آزاد وضع بزرگ تھے اکثر جذبات کی حالت میں رہا کرتے تھے۔ دوسری
بیوی سے شیخ مظاہر پیدا ہوئے جن کا کچھ حال معلوم نہ ہو سکا۔

مولانا الشیخ عزیز اللہ قدس سرہٗ شاہجہاں کے عہد سلطنت میں بدایوں میں
آپ کا نام صوفیائے کرام اور مشائخ عظام کے زمرہ میں مشہور تھا۔ آپ علوم و فنون میں
کامل و اکمل تھے۔ عارفانہ رنگ میں ڈوبے ہوئے تھے ہر وقت نسبت اویسیہ آپ پر
غالب رہتی تھی۔ اکتساب علم کامل تحقیق کے ساتھ اپنے والد سے کیا تھا۔ بدایوں
اور بریلی کے تمام عثمانیوں کا شجرہ آپ پر ختم ہوتا ہے ۹۹۱ھ میں واصل بحق ہوئے
شیخ الکل تاریخ وصال ہے۔ آپ کے دو لڑکے ایک مولانا عبدالغفور دوسرے
مولانا عبدالشکور آپ کی یادگار تھے۔ ملا عبدالشکور بھی عالم تھے جن کے خلف علامہ
دہر فرید عصر مولانا مفتی محمد علیہ الرحمۃ دور حکومت حضرت سلطان محی الدین اورنگ زیب
عالمگیر خلد مکانی میں بزم اسلام کے شمع فروزاں تھے علم و عمل تقوے و بزرگی میں
شہرت کامل حاصل تھی طلبائے علوم آپ کے دامن فیض سے وابستہ تھے آپ کے
زمانہ کا مشہور واقعہ قوم تانگہ کا جہاد تھا۔ بدایوں کے جانب شرق دو میل کے
فاصلہ پر ایک تالاب سورج کنڈ ہے جہاں اہل ہنود کا دسہرہ وغیرہ ہوتا ہے۔
سلطان محمود غزنوی کے زمانہ میں مقام سورج کنڈ پر ایک مسجد بتکدہ توڑ کر

بنائی گئی تھی اُس وقت سے یہ مسجد برابر اہل اسلام کے قبضہ میں چلی آتی تھی۔ مگر قوم نانگہ جو اپنے زمانہ کے نہایت سرکش اور مردم آزار لوگ تھے اُنھوں نے موقعہ پاکر مسجد کو شہید کر دیا اور از سر نو بتکدہ کی بنیاد ڈالنا چاہی۔ افواج شاہی جو حوالی بدایوں اور قرب وجوار میں متقرر تھی اُس کا بھی کچھ خوف نہ کیا۔ یہ خبر جب مفتی صاحب کو پہونچی آپ گروہ طلبہ اور متوسلین اہل اللہ کو ہمراہ لیکر مدرسہ قدیمہ سے بقصد جہاد نکلے اور ٹھیک اُس روز کہ تالاب مذکور پر سالانہ میلہ کے باعث پورا اجتماع تھا۔ حملہ کیا باعانت الٰہی تمام مجمع پر وہ ہیبت حق غالب ہوئی کہ سارا میلہ منتشر ہو گیا سیکڑوں نانگہ مارے گئے بقیہ فرار ہوئے۔ مفتی صاحب نے جدید مندر کو دوبارہ بتوں کے دخل سے پاک وصاف کر کے خدا کا گھر بنا دیا اور پھر مسجد اپنی حالت پر آگئی۔ وہیں نماز باجماعت ادا کی گئی۔ بہت سے اشخاص بتوفیق الٰہی مشرف باسلام ہوئے تمام مال واسباب غنیمت مفتی صاحب نے دربار سلطانی میں روانہ کیا جس وقت سلطان دین پناہ کو یہ خبر پہونچی۔ مسرت و ابتہاج کے ساتھ دوگانہ شکر ادا کیا اور بکمال افتخار فرمایا کہ میرے زمانہ میں خدا کا شکر ہے کہ ایسے باخدا لوگ بھی موجود ہیں۔ اور حسن عقیدت کے اظہار کے لئے ایک فرمان معہ سند جاگیر چند مواضعات مفتی صاحب کو بھیجا۔ مفتی صاحب نے فرمان شاہی کو اس درخواست کے ساتھ واپس کیا کہ جو کام میں نے خالصاً للہ کیا ہے اُس کا معاوضہ دنیا میں لینا ہرگز منظور نہیں ہے۔ حضرت ظل سبحانی کے دل پر اس جواب کا بہت اثر ہوا دوبارہ بکمال اصرار منصب احتساب صوبہ کٹھیر کی سند مفتی صاحب کو روانہ کی چنانچہ آپ آخر عمر تک تمام علاقہ کٹھیر کے محتسب رہے آپ کی اولاد قصبہ اعلیٰ پور ضلع بدایوں میں اقامت پذیر رہی ملفوظات مہینی میں مفتی صاحب کی اولاد میں سے قاضی محمد فاضل کا دیکھنا حضرت سیف اللہ المسلول قدس سرہٗ نے تحریر فرمایا جن کے پوتے قاضی امداد رسول اعلیٰ پوری حضرت تاج الفحول فقیر نواز فقیر قادری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید خصوصی خادم تھے عرس شریف میں

شبانہ روز نہایت جانفشانی کے ساتھ خدمات انجام دیتے تھے افسوس محرم ۱۱۰۳ھ ہجری میں یکایک انتقال ہوگیا۔ مفتی صاحب کا وصال بعمر چوراسی ۸۴ سال آخر ماہ جمادی الاول میں بروز شنبہ ۱۰۹۹ھ کو ہوا قدیم مسجد عثمانیان میں مزار شریف ہے۔

چوں مرید محمد آں مفتی — عالم ذیوقار و با تمکیں
کرد رحلت بگفت ملہم غیب — شد نہاں آفتاب عالم دین ۱۰۹۹

مولانا عبدالغفور قدس سرہٗ۔ زاہد گوشہ نشین۔ فقیہ و محدث عالم باتمکین صاحب درس و افاضہ۔ متوکل و متورع بزرگ تھے تمام عمر درس و تدریس میں بسر کی والد بزرگ مولانا الشیخ عزیز اللہ قدس سرہٗ سے اکتساب علوم کیا۔ مفتی مرید محمدؒ آپ کے بھتیجہ اور شاگرد رشید تھے۔ ۸۰ سال کی عمر پائی چودہ ذیقعدہ ۱۰۶۴ھ کو راہی خلد بریں ہوئے امام المشائخ تاریخ وفات ہے آپ کی زوجہ محترمہ قاضی عبدالملک قاضی اکبرآباد (آگرہ) کی دختر بلند اختر تھیں جو ۱۸ جمادی الاولےٰ کو فوت ہوئیں۔

مولانا شیخ مصطفےٰ قدس سرہٗ۔ آپ مولانا عبدالغفورؒ کے نور نظر قاضی عبدالملک کے نواسہ ہر مثل اپنے اجداد کے علم ظاہر میں یگانہ علم باطن میں یکتائے روزگار تھے۔ افادہ و افاضہ آپ کے چشمہ کرم کی دو رواں نہریں تھیں جن سے صدہا بندگان خدا سیراب ہوئے۔ صاحب تذکرہ آپ کے متعلق لکھتے ہیں۔

قاضی دانیال از عراق بہند قدوم اورده بقضائے بدایوں مباہات یافتہ ہمدرانجا سکونت پذیرفتہ از اولاد امجادش شیخ مصطفےٰ است کہ در علم تصوف یگانہ روزگار خصوصاً در حل تحریصات کتب شیخ محی الدین عربی مشار الیہ علمار کرام بود۔ آپ اوناسی سال عالم وجود کی منازل طے کرکے ۲۲ شوال بروز جمعہ ۱۰۸۱ھ راہی عالم بقا ہوئے۔ چار پسر مولانا محمد شفیع۔ شیخ مرتضیٰ شیخ محمد عارف ملا شیخ محمد۔ اپنی یادگار چھوڑے مخدوم العصر تاریخ ہے۔

امام عصر شیخ مصطفےٰ را — حبیب حضرت خیر الورے گفت

چو خواہی سال وصلش ہاتف غیب   محب و جان نثار مصطفےٰ گفت
۱۰۸۱ھ

شیخ مرتضیٰ اور شیخ محمد عارف کی اولاد و اعقاب کی اطلاع نہیں۔ ملا شیخ محمد منبع برکات اور مجمع حسنات تھے۔ اکیاون سال کی عمر میں روز شنبہ دویم ماہ صفر ۱۰۸۹ھ کو قصبہ اکاسی میں وفات ہوئی آپ کے اعقاب کا جنمین اکثر مشاہیر سے ہیں مختصر تذکرہ ضرورتاً درج ہے۔

آپ کی ایک دختر مولوی گل محمد صاحب کو منسوب تھی۔

مفتی درویش محمد صاحبؒ خلف ملا شیخ محمد صاحب۔ آپ نہایت صاحب کمالات صوری و معنوی تھے۔ خوش نصیبی و خوش اقبالی دامن دولت سے وابستہ تھی دو شادیاں ہوئی تھیں ایک شادی اہل قرابت میں مولانا عبد اللطیف صاحب کی صاحبزادی سے ہوئی تھی جن کا نام بی بی ساجدہ تھا یہ نہایت عابدہ صالحہ تھیں ماہ شعبان بروز پنجشنبہ خاوند کی حیات میں انتقال ہوا پانچ لڑکے اُن کے بطن سے پیدا ہوئے سب سے بڑے مولانا مفتی عبد الغنی صاحب۔ دوسرے قاضی امین الدین صاحب۔ تیسرے مولوی حبیب الدین صاحب چوتھے مولوی حمید الدین صاحب۔ پانچویں محمد لطیف صاحب تھے۔ دوسری بیوی سے مفتی محمد انجب۔ و مفتی محمد عوض صاحب تھے۔ مفتی درویش محمد صاحب بعمر ۷۰ سال بروز دوشنبہ محرم ۱۱۸۳ھ میں راہی ملک بقا ہوئے۔

مولانا مفتی عبد الغنی صاحب علیہ الرحمۃ۔ آپ بارہویں صدی ہجری کے نہایت برگزیدہ بزرگوں میں ہیں حضرت بحر العلوم مولانا محمد علی مرحوم کے حسن تربیت سے فائز المرام ہو کر فائق الاقران ہوئے جمیع علوم عقلیہ و نقلیہ کی تکمیل فرمائی والد بزرگوار اور دیگر اکابر خاندان سے بھی فیض علم کو اخذ کیا تھوڑے ہی دنوں میں شہرت عظیمہ حاصل ہوئی درس گاہ میں شائقین علوم کا ہجوم ہوا شاہان متغلبہ اور نوابان اودھ اور امرایان روہیلہ کے دربار سے فتوے طلب کئے جانے لگے استاد وقت اور یگانہ عصر مشہور ہوئے۔ جوشش باطن کی ذوق آفرینی اور ولولہ انگیزی نے

شجرہ ہائے اولاد مفتی رشید محمد صاحب رحمہ اللہ

ابو البرکات قاضی محمد خلیل جیلانی

خان بہادر قاضی عبد الجمیل

فضیل احمد

ظہور احمد

محمد باقر

غلام حمزہ

قاضی عبد الجلیل

غلام رسالت

ابن حسن

فضل علی

غلام حضرت

حافظ غلام احمد

محمد حسین

عبد الغفور

حاجی آل حسن

حاجی غلام نبی

قاضی بدر الدین

غلام غوث

بدیع الدین

غلام محی الدین

سمیع الدین

غلام نظام الدین

مفتی محمد امجد رضا صاحب

۲

بدر الحسن

مبارک حسن

مولوی سلطان الحسن

مولوی محمد حسن

ابرار حسین

مولوی احمد حسن

منشی جمال الدین صاحب

مشتاق حسین

مولوی حامد حسن

نور الحسن

وجیہ الدین

مقصود حسین

فقیہہ الدین

انوار حسین

احمد حسین

ابو الحسن

محمود حسین

سعید الدین

محمد حسین

مولوی غلام حسین

مولوی غلام جیلانی

مقبول حسین

جمیل الدین

مولانا ابو المعالی

امانت حسین

فصیح الدین

فرخ حسین

مولانا عبد الغنی صاحب

نقی الدین

قطب الدین
امین الدین
سمیع الدین
حافظ افتخار الدین
احمد الدین
مولانا سلطان الدین
ممتاز الدین
مجد الدین
مولانا نسیم الدین

غیاث الدین
نسیم الدین
شجاع الدین
سعید الدین
ظہیر الدین
اعزاز الدین
ارشاد الدین
حبیب الدین
منشی ذکا الدین
سنا الدین

شاکر الدین
رفیع الدین
برہان الدین
قاضی قطب الدین
صدر الدین
احتشام الدین
مولوی اساس الدین
مبارز الدین
شفاع الدین
مظہر الدین
حافظ الدین

عاقل الدین
وسیع الدین
عامل الدین
سراج الدین
قاضی بدر الدین
۳
مجاہد الدین
مولانا نظام الدین
منہاج الدین
صفی الدین
عماد الدین

ذاکر الدین
کامل الدین
فاصل الدین
حضرت مولانا معین الدین قدس سرہ
قاضی امین الدین صاحب
قاضی فرید الدین
قاضی امام الدین
نجم الدین
صبیح الدین

مضطربانہ حضرت سرور اقطاب سیدی مولانا محمد سعید[۱] جعفری قدس سرہٗ کی جناب میں پہنچایا بکمال عقیدت مرید ہوئے اور پیر کی نظر برکت اثر کی بدولت منازل قرب الٰہی کی جانب جلد جلد ترقی شروع کی ہر وقت شیخ کی خدمت کرنا اور حضوری میں رہنا اپنا شعار اختیار کیا۔ آپ کے کمالات کے لئے ایک مبسوط تحریر کی ضرورت ہے کتاب روضہ صفا میں شیخ اکرام اللہ محشر بدایونی نے اور تذکرۃ الواصلین میں جو روضہ صفا وغیرہ کا خلاصہ ہے مولوی رضی الدین صاحب خان بہادر وکیل نے بذیل تذکرہ حضرت مولانا محمد سعید جعفری رح آپ کے بعض واقعات کا تذکرہ لکھا ہے۔ یہاں ہم صرف ایک واقعہ لکھنا ضروری سمجھتے ہیں وہ یہ ہے کہ بدایوں میں ایک حادثۂ قتل جس کا ذکر

---

[۱] حضرت سرور اقطاب مولانا محمد سعید جعفری قدس سرہٗ۔ ولادت باسعادت آپ کی شہر میدنی پور احاطہ بنگال کی ہے۔ پندرہ سال کی عمر میں بقصد تحصیل علم وطن کو چھوڑ عظیم آباد پٹنہ تشریف لائے کچھ دنوں وہاں رہکر لکھنؤ کا قصد کیا۔ گوپامؤ پہونچکر حضرت قطب الملۃ والدین مولانا قطب الدین سے (جو ملک العلما قاضی شہاب الدین گوپاموی کے فرزند اور مولانا قطب الدین سہالوی کے ارشد تلامذہ میں سے تھے) تحصیل علم کی۔ قاضی شہاب الدین ملک العلما سے بھی استفاضہ حاصل کیا۔ بعد فراغ شوق تجرد دل میں پیدا ہو قصبہ سانڈی میں جو مضافات لکھنؤ سے ہے آکر حجرہ میں بقصد اربعین اعتکاف کیا۔ ابتدائے ریاضت میں اسرار عجیبہ ظاہر ہونے لگے ایک شب حجرہ کے اندر ایک شخص ظاہر ہوا اور بعد سلام مسنون فرمایا کہ مجھے حضور غوث الثقلین نے تمہاری تعلیم پر مامور کیا ہے اور چند نکات تلقین کرکے غائب ہوگیا۔ عشرہ ثالثہ میں خود حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ بہ نفس نفیس تشریف فرما ہوئے اور بے حجابانہ حجابات قدس اٹھاکر حجلۂ تقدیس تک پہنچا دیا۔ آپ کو اکثر یہ خیال رہا کرتا تھا کہ میرا سلسلہ نسب حضرت جعفر طیار رضؓ سے ملتا ہے اس وجہ سے جعفری کہا جاتا ہے حضور غوث اعظم رضؓ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے جد بزرگوار حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ہیں اور تم سادات حسینی ہو عشرہ رابعہ میں جب آپ کا چلہ ختم ہونے کو تھا آپ کے حجرہ میں دو شخص ظاہر ہوئے آپ نے دریافت کیا تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو ہر دو اشخاص نے کہا کہ ہم منجانب رب العزت مامور ہوئے ہیں کہ تمہارا نکاح کیا جائے آپ نے فرمایا کہ میں نکاح کرنا نہیں چاہتا جواب ملا کہ رضائے الٰہی کے سامنے تمہاری رضا و عدم رضا کوئی چیز نہیں

حضرت بحر العلوم مولانا محمد علی مرحوم کے حالات میں ہے۔ گزر چکا تھا۔ نواب علی محمد خان بہادر کے ہمیشہ مفتی صاحب سے عقیدتمندانہ مراسم رہے اور آپ کی برابر آنولہ میں آمدورفت رہی ایک مرتبہ آپ آنولہ نواب صاحب کے یہاں فروکش تھے ایک دن اتفاق سے

بقیہ نمبر ۳ صفحہ ۳۳

بغیر نکاح ترقی مدارج ناممکن ہے۔ آخر جب آپ چلہ سے فارغ ہوئے اکثر امور ایسے پیش آئے کہ مجبور ہوکر گویا ہوا آنا پڑا۔ آپ کے استاد مولانا قطب الدین علیہ الرحمۃ نے اپنی صاحبزادی کیبانہ آپ کا عقد کیا۔ بعد مدت دراز بطلب شجاعت خان قادری دفی الحقیقت باشارہ حضور غوث پاک رض آپ قادرگنج تشریف لائے وہاں بسلسلہ مدرسی اقامت اختیار فرمائی۔ اسی دوران میں حضرت سلطان الواصلین شاہ سلطان قادری بغداد شریف سے تشریف لائے۔ آپ نے حضرت سلطان قادری سے دولت بیعت اور اجازت اجرائے سلسلہ حاصل کی۔ شاہ سلطان قادری خلیفہ شاہ غوث قادری کے اور وہ خلیفہ حضرت مخدوم شاہ اولیا کے اور وہ خلیفہ حضرت شاہ درویش خرقہ پوشش کے تھے جن کو حضرت سیدنا شاہ غریب قدس سرہٗ جگر گوشہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے مثالی خلافت حاصل تھی۔ یعنی حضرت مولانا محمد سعید رح کا سلسلہ چھٹے واسطہ میں حضور غوث اعظم تک پہونچتا ہے۔ آپ کے مناقب کے لئے روضہ صفا کا مطالعہ کافی ہے۔ راقم نے تبرکاً آپ کے مختصر حالات لکھدئے قادرگنج سے آپ بدایوں تشریف لائے۔ ایک عالم کو انوار ظاہر و باطن سے منور فرمایا۔ آخر دسویں جمادی الاولی ۱۱۶۳ھ ہجری میں جامع شمسی بدایوں کے اندر عین حالت مشغولی میں وصال فرمایا۔ تکیہ ناصر شاہ میں آپ کا مزار ہے۔ تاریخ وصال روضہ صفا میں یہ تحریر ہے

رباعی

ای چشم و چراغ دودۂ پاک علی — شیخ مردے مکملی و ولی

شد از نظر جہاں چو خورشید نہاں — تاریخ وفات اوست خورشید جلی ۱۱۶۳ھ

۵۱ نواب علی محمد خاں حاکم خودمختار علاقہ کٹھیر۔ عہد سلطنت شاہ عالم بہادر شاہ ابن اورنگ زیب عالمگیر میں روہیلوں کا مقدمۃ الجیش داؤد خاں جو شاہ عالم خاں کا غلام اور پسر متبنیٰ تھا موضع نور سے جو سرحد کوہستان میں ضلع ہزارہ کے نواح میں واقعہ ہے ہندوستان میں آیا علاقہ کٹھیر

نواب صاحب کے صاحبزادہ نے مفتی صاحب کے سامنے حجامت بنوائی حلق راس سے
فارغ ہو کر حجام کو داڑھی کترنے کا حکم دیا اور مفتی صاحب کا مطلق پاس نہ کیا حجام نے

تتمہ حاشیہ صفحہ ۳۴

اگر زمینداران کی ملازمت شروع کی مدار شاہ زمیندار پرگنہ برسر کار بدایوں کے یہاں نوکر
ہو کر زمیندار پرگنہ موچہ محلہ سے جنگ کی اور فتح پائی۔ موضع بانکولی کی تاخت وتاراج میں ایک
خوردسال صاحب اقبال بچہ ایک کھیت میں اس کو نظر پڑا۔ خود لاولد تھا اس بچہ کو
پدرانہ شفقت کے ساتھ پرورش کیا علی محمد خاں نام رکھا۔ جب داؤد خاں راجہ کمایوں کے ہاتھ سے
بسبب سازش عظمت اللہ خاں فاروقی حاکم مرادآباد ہلاک ہوا۔ روہیلوں کی جماعت کثیر نے
جو رفتہ رفتہ نہایت زبردست اور حکمراں اور قابو یافتہ ہو گئے تھے علی محمد خاں کو اُن کا وارث
بنایا عظمت اللہ خاں حاکم مرادآباد نے اپنے یہاں علی محمد خاں کو چار پانچ سو افغانوں کا سردار
بنا کر نوکر رکھا رفتہ رفتہ علی محمد خاں کا ستارہ اوج واقبال اس درجہ تاباں ہوا کہ تمام علاقہ روہیلکھنڈ
کا مالک وحاکم ہو گیا۔ محمد شاہ بادشاہ دہلی سے بمقام بنگڑھ متصل بدایوں عرصہ تک لڑائی جاری
رکھی آخر دربار شاہی سے معافی حاصل ہو گئی۔ نواب علی محمد خاں نہایت وجیہ عقیل سخی
وشجاع شخص تھا سیاست وحکومت باتباع شریعت کی علما کی قدر مشایخ کی جاہ ومنزلت ہمیشہ اپنا
شعار رکھا۔ خدا والوں کی صحبت نے نہایت متقی اور متورع بنا دیا تھا۔ آنولہ دارالحکومت تھا۔ اپنی
حیات میں حافظ الملک نواب حافظ رحمت خاں صاحب کو اپنا جانشین بنا کر ۱۱۶۱ھ میں انتقال کیا
آنولہ میں مقبرہ ہے چھ لڑکے اور چند لڑکیاں وقت وفات چھوڑیں بڑے لڑکے نواب عبداللہ خاں
صاحب مرحوم کا مقبرہ اُجھیانی ہے۔ حافظ رحمت خاں نہایت دلیر وشجاع متقی وپرہیزگار بزرگ تھے
شاہ عالم خاں کے فرزند رشید تھے تمام عمر علاقہ کٹھیر پر عظیم فتوحات کے ساتھ قابض رہے کبھی
کسی جگہ شکست نہ ہوئی نواب قایم خاں بنگش والی فرخ آباد سے متصل بداویں موضع دونری
رسولپور میں عظیم الشان جنگ ہوئی اور فتح عظیم حاصل ہوئی۔ اپنی زندگی میں بکثرت کارہائے
خیر انجام دئے۔ بہت مسجدیں تعمیر کرائیں حضرت سیدی خواجہ سید احمد صاحب کی حریم مزار
حافظ صاحب کی یادگار ہے آخر نواب شجاع الدولہ کی لڑائی میں جس میں انگریزی فوج سے مقابلہ تھا

نواب زادہ کی داڑھی کترنے کو ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ مفتی صاحب کو ہتک شریعت پر کمال غصہ آیا اور آپ نے ایک طمانچہ حجام کے مارا جس کا اثر نواب زادہ کے چہرہ تک پہنچا۔ نواب زادہ کو اس وقت بہت پیچ وتاب آیا مگر کچھ ہیبت حق کچھ جبروت پدر کے باعث خاموش ہو گیا جب نواب علی محمد خاں کا انتقال ہو گیا اور ان نواب زادہ یعنی نواب سعد اللہ خاں صاحب کا دور دورہ ہوا تو از سر نو واقعہ قتل کی تحقیقات شروع کی اور مفتی صاحب کو آنولہ طلب کیا اور کہا کہ وہ قتل میرے نزدیک آپ پر ثابت ہے مفتی صاحب نے فرمایا کہ بلا دعوی و حضوری فریقین و گواہان محض آپ کا کہنا کیا اصل رکھتا ہے البتہ اگر قضاۃ و مفتیان اسلام حکم شرعی فرماویں تو مجھے بدل وجان منظور ہے۔ نواب کو مفتی صاحب کے اس بیساختہ جواب پر بہت طیش آیا اور کچھ کہنا چاہتا ہی تھا کہ دفعتاً فالج کا اثر تمام جسم پر پیدا ہو گیا۔ آپ نے وہاں سے مراجعت کا قصد کیا لیکن تمام متعلقین اور اقارب نواب مذکور کے آپ کے قدموں سے لگ گئے اور عرض کیا کہ نواب کو بے ادبی کی پوری سزا مل گئی اب آپ للہ دعا فرمائیں تاکہ اس بلا سے نواب کو نجات ملے بالآخر خلاف قاعدہ طب آپ کی دعا سے مرض بالکل زائل ہو گیا اُس وقت سے

[illegible]

بمقام کٹرہ اس طرح شہید ہوئے۔ ۱۱ صفر بروز جمعہ حسب معمول خدام غسل و تبدیل پوشاک کے لئے عرض پیرا ہوئے فرمایا کل انشاء اللہ غسل و تبدیل پوشاک ہو گی۔ دوسرے روز بعد نماز فجر و تلاوت قرآن شریف و نماز اشراق میدان میں تشریف لائے توپ کا گولہ سینہ پر لگا ببرکت حفظ قرآن مجید کوئی زخم نہ آیا۔ روح قالب عنصری سے پرواز کر گئی۔ گولہ تین چار گز کے فاصلہ پر جا کر گرا۔ حافظ صاحب اوسی طرح گھوڑے پر بے حس و حرکت سوار رہے جلوداران نے آپ کو ہاتھوں ہاتھ اوتار لیا نعش بریلی پہونچائی گئی صبح روز یکشنبہ دفن کئے گئے۔

رحمت سرشت حافظ الملک و نصیر جنگ — چوں کرد دار خلد ز دار فنا سفر

روز شہادت وے و تاریخ ماہ و سال — اندر وصیت یازدہم بودہ از صفر

حافظ رحمت خاں وغیرہ تمام امرائے روہیلہ آپ کا احترام کرنے لگے۔ ایک مرتبہ آپ بہت سخت بیمار ہوگئے اور زندگی سے بالکل مایوسی ہوگئی خواب میں حضرت امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے نظارۂ جمال سے مشرف ہوئے۔ آنکھیں کھلیں نصیب جاگا۔ عرض کیا حضور نے کیسے تکلیف فرمائی۔ ارشاد ہوا ہم صرف تیری عیادت کے لئے آئے ہیں۔ تمام مرض دور ہوگیا صبح کو بالکل تندرست دیکھکر عزیز و قریب متعجب ہوئے آپ نے فرمایا تعجب کی کوئی بات نہیں یہ سب حضرت مولانا سعید جعفری کا کرم ہے آپ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے نور نظر ہیں اور حضرت امام حضور پر نور صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے نواسے ہیں۔ اس نسبت قویہ کے باعث حضور امیر المومنین نے غلام نوازی فرمائی عیادت کو تشریف لائے بیماری کھو گئے غرض آپ کی باطنی نسبت نہایت زبردست تھی۔ حضرت اچھے میاں صاحب مارہروی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے پیر کے وصال کے بعد اپنا مقتدا سمجھتے تھے اور اکثر حاضر خدمت ہوا کرتے تھے۔ سید عین الدین[1] قدس سرہٗ

---

[1] حضرت سید عین الدین قدس سرہٗ۔ آپ آنولہ میں نوابان روہیلہ کی بچوں کی تعلیم پر مامور تھے۔ لذت روحانی کے شیدائی اور ذوق آشنا تھے مرشد کامل کی جستجو میں نگاہیں بادیہ پیمائی کیا کرتی تھیں جب مولانا محمد سعید جعفری قدس سرہٗ کا آوازہ کمال سنا دل سے معتقد ہوگئے اسی دوران میں بوجہ جنگ عظیم محمد شاہ بادشاہ و نواب علی محمد خاں ایک انقلاب پیدا ہوگیا آنولہ سے لوگ نواب قایم خاں بنگش کی حفظ و امان میں جانے لگے سید صاحب بھی قایم جنگ کے بیناہگیروں کے ساتھ آنولہ سے چلکر قادر گنج پہونچے۔ وہاں مولانا کی زیارت کی اعتقاد راسخ ہونا شروع ہوا کئی سال تک تمنائے مریدی کو پہلو میں پاس ادب سے دبائے رکھا آخر جب مولانا بدایوں تشریف لائے۔ آپ خلوت خاص میں خصوصی فیوض و برکات کے ساتھ بیعت سے مشرف ہوئے۔ مدارج کمال حاصل کئے آخر عمر تک آنولہ میں مقیم رہے پھر آپ کو بدایوں کی خاک نے اپنی طرف کھینچا مفتی صاحب اپنے پیر بھائی کے یہاں اقامت کی مفتی صاحب نے آپ کا علاج کیا مگر وقت آچکا تھا افاقہ نہ ہوا

مرض موت میں مبتلا ہوکر آنولہ سے بدایوں آپ کے مکان پر آکر مقیم ہوئے جمعہ کا دن تھا ملاقات کر کے مفتی صاحب سے فرمایا کہ بھائی میری عمر ختم ہوئی کفن ساتھ لیکر آیا ہوں تمہاری امانت عطیہ حضرت مرشد اقطاب میرے پاس موجود ہے لیسلو۔ یہ کہکر دو گل سرخ نکالے ایک مفتی صاحب کو دیا ایک اپنے پاس رکھا مفتی صاحب کے تلامذہ میں شاہ حسن علی[۵۱] چشتی۔ مولوی اکرام اللہ[۵۲] محشر۔

ایک ہفتہ علیل رہکر بروز جمعہ واصل بحق ہوئے مزار شریف آستانہ قادریہ کی راہ میں ایک کمیت میں جہاں مشیر موسیٰ والا باغ تھا واقعہ ہو۔ قطعہ از طبقات الاولیا۔

آں خواجہ معین و دین رئیس مشہد — دل راہ رو طریقت غوث ورا

چوں رفت بخلد گفت ہاتف بغمیر — تاریخ وصال چشمہ نور خدا

۱۲۰۹ھ

۵۱ حضرت مولانا حسن علی چشتی قدس سرہٗ۔ آپ بدایوں کے خاندان حمیدی صدیقی کے ممتاز و مفتخر بزرگ ہیں مفتی صاحب کے حسن تعلیم و فیض درس سے مستفید ہو کر تکمیل علوم کی باطنی علم کا شوق پیدا ہوا حضرت مولانا فخر الدین چشتی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پیر کی نظر برکت اثر کی بدولت فائز المرام ہوئے دولت بیعت کے ساتھ نعمت خلافت بھی پائی اور حسب الحکم پیر و مرشد بمقام سیونی چھپارہ ملک دکن سجادہ انا منہ درست کیا اور وہیں آخر عمر تک اقامت پذیر رہے۔

۵۲ مولوی اکرام اللہ صاحب محشر آپ بدایوں کے مشہور لوگوں میں ہیں مفتی صاحب سے تلمذ و عقیدت رکھتے تھے حسب الارشاد مفتی صاحب حضور اچھے صاحب قدس سرہٗ مارہرہ سے شرف بیعت حاصل کیا سوضۂ صفا بدایوں کے اولیا اللہ کی تاریخ آپ کی یادگار ہے افسوس کہ طبع نہ ہو سکی۔ فارسی کے مشہور شاعر ہیں آپ کی یہ غزل شیخ کی بارگاہ میں مشہور و مقبول ہوئی تھی غزل محشر

مژدہ مستاں کہ بمیخانہ رواں خواہم شد — مست خواہم شد مستانہ دواں خواہم شد — صحبت بد نہ غنیست مرا در رہ عشق

از خود و از ہمہ بیگانہ دواں خواہم شد — نستر دہائی خندہ ایں سفر دایں ۔ دا — من خرد منم و دیوانہ دواں خواہم شد

گر بمار ہر دو ما رہبرہ کند ہمت ۔ می — از سر ساختہ رو بدواں خواہم شد — آل احمد نظرے سوئے غریباں دارد

بر یار نو غریبانہ رواں خواہم شد — نو دو محشر پیے گرد سر شمع گشتن — فارغ البال چو پروانہ ملو خواہم شد

شیخ محمد افضل[51] مصنف ہدایت المخلوق بدایوں کے مشہور اشخاص ہیں آپ کا وصال، ۲۰ رمضان المبارک ۱۲۰۹ھ کو ہوا۔ آستانہ حضرت سید احمد[52] صاحب قدس سرہٗ کے قریب ناصر شاہ دکھنی کے بارہ میں اپنے شیخ طریقت کے پہلو میں دفن ہوئے۔ مسجد عثمانیاں آپ کی بنا کردہ ہے۔ دو صاحبزادہ مولانا ابوالمعانی اور مولوی غلام جیلانی چھوڑے۔ حاشیہ مفیدہ بر رسالہ میر زاہد بر رسالہ قطبیہ آپ کی تصنیف سے موجود ہیں

قطعۂ تاریخ وصال

مولوی عبدالغنی چوں ازجہاں	عزم کردہ سوئے گلزار جناں
عالمے را تیرہ و تاریک کردہ	آفتاب معرفت چوں شد نہاں
ہاتف غیب از برائے سوز و ساز	سالہائے وصل او کردہ بیاں
چوں بواصل ذات حق شد حق شناس	سال وصل از ذات حق گشتہ عیاں ۱۲۰۹
چوں فقیہے بود آں عالیجناب	مفتی بے مثل و کامل سال شاں
از پئے افضل تر ایں سال وصال	قطب عالم مقتدائے عارفاں
	۱۲۰۱ھ

---

[51] مولوی محمد افضل صاحب ابن شیخ تاج الدین صدیقی بدایونی حضور اچھے صاحب قدس سرہٗ کے خاص مرید تھے کتاب ہدایت المخلوق میں حضور اچھے صاحب کے حالات میں بطور کرامات اکثر مریدین و خلفائے حضور اقدس کا تذکرہ لکھا ہے۔

[52] حضرت سید الاولیا سند الاتقیا مخدوم انام خواجہ سید احمد بخاری قدس سرہٗ الباری بدایوں کو آپ کے ہی قدوم فیض لزوم سے چار چاند لگے۔ بخارا کے مہر و ماہ یعنی خواجہ سید علی و خواجہ سید عرب بدایوں میں آکر چمکے اور یہیں غروب ہوئے یہیں سے دنیائے اسلام کا بدر منیر شہر ولایت کا آفتاب یعنی سلطان المشائخ محبوب الٰہی حضرت نظام الملتہ والدین رضی اللہ عنہ کا وجود باجود فروزاں ہوا اور خدائی کو اپنے جلووں سے منور کر دیا۔ خواجہ سید علی اور خواجہ سید عرب حضور محبوب الٰہیؒ کے دادا نانا ہیں حضرت سید علی اپنے فرزند دلبند سید احمد کو اپنے کنا ہیں لئے ہوئے محو خواب ہیں

عارف ربّانی فقیہ لاثانی مولانا ابو المعانی قدس سرہٗ النورانی۔ آپ بڑے صاحبزادہ مولانا مفتی عبد الغنی صاحب کے ہیں تمام عمر درس وتدریس گوشہ نشینی اور توکل پر بسر کی فقہ میں آپ کی وسعت نظر ضرب المثل تھی اپنے والد بزرگوار سے ارادت وعقیدت تھی اویسی مشرب تھے روح پرفتوح حضور غوث اعظمؓ کے ساتھ نسبت قویہ حاصل تھی ملفوظات معینی میں ہے۔ مولوی ابو المعانی صاحب خلف الصدق مقتدائے زمان مولوی عبد الغنی صاحب عالم باعمل تارک متوکل مسجد نشین اویسی مشرب بودہ اند و روح حضرت غوث الثقلین قدس سرہٗ تعلق غریب و اتصالے عجیب داشتند خاکسار ہم زیارت نمودہ اند۔ آپ کی والدہ مولانا عبد الحمید صاحب قدس سرہٗ کی ہمشیرہ تھیں آپ نے تین صاحبزادہ مفتی ابو الحسن صاحب۔ مولوی امانت حسین صاحب۔ مولوی غلام حسین صاحب اپنی یادگار چھوڑے۔

جناب مولوی غلام جیلانی صاحب۔ یہ بھی مفتی صاحب کے چھوٹے صاحبزادہ تھے

علم

حضرت سید عربؒ ایک جداگانہ حریم کے اندر شان جلال کے جلووں میں مستغرق استراحت فرما ہیں مخلوق الٰہی نیاز مندانہ عقیدت کے ساتھ دونوں آستانوں پر جبہ سائی کے لئے حاضر ہوتی ہے حضرت سید احمد صاحبؒ کو مفتاح التاریخ اور اکمل التواریخ میں چھ واسطوں کے ساتھ حضور غوث اعظم تک پہونچا کر قادری مشرب لکھا ہے۔ آپ کی شادی بدایوں میں حضرت خواجہ سید عربؒ کی صاحبزادی رابعہ عصر ولیہ روزگار حضرت بی بی زلیخا رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہوئی تنگی ٹیلہ پر جواب کالیوں محلہ کہلاتا ہے آپ کی محل سرائے اقامت تھی اور اسی محلہ میں بماہ صفر ۱۲۶۳ھ حضور محبوب الٰہیؒ کی ولادت باسعادت ہوئی تھی حضرت سید احمد صاحب نے اپنے فرزند ارجمند کی تقریب بسم اللہ خوانی بھی نہ کرنے پائی کہ ۷ ذی الحجہ ۱۲۳۵ھ ہجری کو خلوت وصال کی آراستگی کا مژدہ پہونچا۔ متاع جان خاں آفرین کے سپرد کردی۔ مزار شریف لب ساگر زیارتگاہ خلائق ہے۔ حافظ الملک نواب حافظ رحمت خاں نے بکمال عقیدت احاطہ مزار اور مسجد تعمیر کرائی جو اس وقت تک موجود ہے

شہر کے روسا میں شمار ہوتے تھے انتظام محلہ داری وغیرہ میں دلچسپی لیتے تھے
آپ کے تین پسر مولوی فصیح الدین صاحب۔ مولوی نقی الدین صاحب مولوی
فقیہ الدین صاحب تھے۔ اوّل الذکر دونوں نے اولاد نرینہ نہیں چھوڑی مولوی
فقیہ الدین صاحب کے دو لڑکے مولوی وجیہ الدین صاحب اور مولوی سعید الدین
ہوئے مولوی وجیہ الدین صاحب کے پسر منشی جمال الدین صاحب پنشنر سرویر
اس وقت بقید حیات ہیں۔ مولوی سعید الدین صاحب کے لڑکے جمیل الدین
کی اولاد بھی موجود ہے۔

مولانا مفتی ابوالحسن صاحب۔ آپ مولانا ابوالمعانی قدس سرہ کے فرزند اور
نہایت باوقار شخص تھے۔ بزرگ باپ اور مقدس دادا سے علم حاصل کرکے مولوی
قدرت علی صاحب گوپاموی سے جو حضرت مولانا بحر العلوم لکھنوی کے ارشد
تلامذہ میں تھے تکمیل علوم فرمائی بتقاضائے باطنی بہمراہی جد بزرگوار مارہرہ
شریفہ میں جاکر حضور اچھے صاحب قدس سرہ کے حلقہ مریدین میں داخل ہوئے
اور حضور اقدس کی دعا کی برکت سے مناصب جلیلہ حاصل کئے۔ آپ مفتی عدالت
محکمہ افتا بریلی پر فائز ہو کر صدر الصدوری کے عہدہ تک پہونچے۔ آپ نے مستقل
طور پر بریلی میں سکونت اختیار کرلی تھی ابتک آپ کے اعقاب وہیں سکونت
پذیر ہیں ذوق سخن بھی رکھتے تھے حسن تخلص تھا۔ آپ کی ایک مشہور غزل کے چند
اشعار ذیل میں درج ہیں جو مولوی اکرام اللہ محشر کی غزل کے جواب میں لکھے
گئے ہیں آپ کے حالات ہدایت المخلوق میں زیادہ درج ہیں بریلی میں آپکا
انتقال ہوا مگر جنازہ حسب وصیت بدایوں لایا گیا اور قدیم مقابر عثمانیہ میں دفن کیا گیا۔

موضع بری نظام پور مسلم اور دیگر آراضیات معہ ساگر تالاب مصارف آستانہ شریفہ کے لئے زمانہ سابق سے وقف ہیں لیکن باوجود اس قدر آمدنی کے سالانہ عرس ایک مختصر پیمانہ پر ہوتا ہے جس کو سابق کے اعراس سے کوئی نسبت نہیں ۱۲	بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۹

مولوی احمد حسن خاں - مولوی محمد حسن خاں - مولوی حامد حسن خاں تین پسر آپ نے چھوڑے جو خود بھی نہایت معزز عہدوں ہمیشہ مامور رہے اور جن کی اولاد بھی بریلی کے معززین عمائد میں ہے۔

مژدہ یاران کہ پریخانہ رواں خواہم شد	شیشہ در دست حریفانہ رواں خواہم شد
صبح در محفل آں منبچۂ با تمکین	منکہ خود رندم و رندانہ رواں خواہم شد
مطربا دور کن از پیش من ایں سازِ طرب	بدرش بے سر و سامانہ رواں خواہم شد
بطفیل شہ جیلی سوئے خاصان خدا	خاص خواہم شد و خاصانہ رواں خواہم شد

حسن آمد بدیارِ تو غریبانہ و لے
دارد اُمید کہ شاہانہ رواں خواہم شد

جناب مولانا سلطان حسن صاحب۔ آپ مولوی احمد حسن خانصاحب صدر الصدور (جن کا انتقال شعبان ۱۲۷۰ھ میں ہوا) کے بیٹے اور مفتی ابوالحسن صاحب کے پوتے ہیں آپ بریلی کے منتخب عمائد و امرا کے طبقہ میں تھے۔ جملہ علوم و فنون میں دستگاہ کامل رکھتے تھے استاذ مطلق حضرت مولانا فضل حق رح خیرآبادی کے مشہور تلامذہ میں تھے جلیل القدر عہدوں پر مامور رہے صدر الصدوری سے پنشن پائی مفتی سعد اللہ صاحب مرادآبادی اور آپ سے علمی چھیڑ چھاڑ رہتی تھی چنانچہ دونوں صاحبوں کا ایک زبردست مکالمہ رسالہ کی صورت میں چھپا ہے۔ مولوی اعتماد الحسن صاحب۔ مولوی قطب الحسن صاحب وغیرہ پانچ صاحبزادہ آپ کے بریلی میں موجود ہیں مولوی بشیر الدین صاحب قنوجی غیر مقلد بھی آپ کے شاگرد تھے۔

مولانا محمد حسن خانصاحب ابن مفتی ابوالحسن صاحب آپ بریلی کے روسا عظام اور صاحب ثروت اشخاص میں تھے تحصیل علوم مفتی شرف الدین[1]

۱؎ مفتی شرف الدین صاحب رامپوری ہندوستان کے مشاہیر علما میں ہیں علوم فلسفہ اور منطق کے ماہر سمجھے جاتے ہیں رامپور میں مفتی تھے سراج المیزان اور شرح سلّم کا کچھ حصہ آپ کی تصنیف سے ہے ۱۲

خانصاحب رامپوری سے فرمائی گورنمنٹ میں خاص اعزاز کی نظر سے دیکھے
جاتے تھے۔ سب جج (صدر الصدور) تھے۔ علما میں شمار ہوتے تھے۔ درس وتدریس
اور تصنیف وتالیف کا مشغلہ برابر جاری تھا۔ فارسی میں مذاق سخن بھی تھا اسیر
تخلّص کرتے تھے۔ رسالہ اصل الاصول علم نحو میں اور غایۃ الکلام فی حقیقۃ المقصد
عند الحکما والامام مطبوعۂ مطبع صدیقی بریلی آپ کی تصنیف کی ہیں آپ کی اولاد
مفتی بدر الحسن صاحب اور مفتی مبارک حسن صاحب بریلی کے عمائد میں
ہیں۔ قاضی حبیب الدین صاحب ابن مفتی درویش محمد صاحب لاولد فوت ہوئے
قاضی امین الدین صاحب۔ ابن مفتی درویش محمد۔ عرصہ تک بدایوں رہے
مولانا محمد لطیف صاحب کی دختر سے جو شادی بدایوں میں ہوئی انسے مولانا
معین الدین صاحب پیدا ہوئے جو اپنے وقت کے عارف کامل بزرگ تھے
اُن کی نسبت ملفوظات معینی میں ہے۔ حضرت مولوی معین الدین مرحوم از
اولیائے وقت ومحبوبین بر ولایت کہ از ابتدائے عمر ہوا وہوس دنیائے دون
تا آخر عمر پیرامون شان نگردیدہ بانقلاب صدہا سال ہمچو اشخاص موجود می آیند
خاکسار زیارت نمودہ است۔ قاضی صاحب بعد کو بدایوں سے ترک سکونت کرکے
قصبۂ نارنول میں چلے گئے وہاں شادی کی دو لڑکے قاضی قطب الدین۔ قاضی
فرید الدین پیدا ہوئے دونوں کی اولاد جے پور و نارنول میں موجود ہے۔ قاضی قطب الدین
اپنے والد کی بجائے نارنول میں چلے گئے بعد کو حیدرآباد میں چلے گئے وہاں بھی
شادی کی۔ اور وفات پائی۔ دو لڑکے بدر الدین و صدر الدین چھوڑے۔ قاضی
بدر الدین کی زوجہ اصلی سے کوئی اولاد نہیں ہوئی غیر کفو کی عورت سے ایک
لڑکا برہان الدین ہوا جس کے چار پسران میں سے بڑے لڑکے وسیع الدین کی اولاد
موجود ہے حکیم صدر الدین ولد قطب الدین کے تین لڑکے شجاع الدین۔ افتخار الدین
ظہر الدین ہوئے یہ حکیم صدر الدین اُس نواح کے نامی گرامی اطبا میں سے تھے حکیم
صادق علی خاں دہلوی کے شاگرد رشید تھے۔ بڑے لڑکے شجاع الدین کی اولاد

موجود ہے دو کی اولاد باقی نہیں۔ قاضی فریدالدین ابن قاضی امین الدین نہایت ذی مرتبت اور باحوصلہ اور قاضی نارنول تھے۔ دشمنوں نے سنتیا نام ایک شخص نے بوقت نصف شب آپ کو شہید کرادیا۔ قاضی فرید تاریخ شہادت ہے (۱۲۰۵)۔ آپ کے دو لڑکے مولانا نظام الدین اور مولانا امام الدین تھے۔ مولانا نظام الدین صاحب شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی کے ارشد تلامذہ میں تھے فرائض میں یدطولیٰ رکھتے تھے اکثر شاہ صاحب فرائض کے فتوے آپ کو بھیجدیتے تھے۔ ۲۶ر جمادی الثانی ۱۲۷۳ھ میں وفات پائی۔ دو پسر قاضی حافظ حبیب الدین اور قاضی حافظ منہاج الدین چھوڑے اوّل الذکر ذی علم اور قبیلہ پرور شخص تھے بدایوں میں بھی حضرت سیف اللہ المسلول قدس سرہ کی زیارت کے لئے بریلی سے زمانہ ملازمت میں آئے تھے۔ ۱۳ر شعبان ۱۲۹۴ھ کو ایک دنبل کے صدمہ سے جس کا خون قبر تک گیا رحلت کی۔ آٹھ پسر اپنی یادگار چھوڑے۔
جن میں سے مولانا سلیم الدین صاحب مشاہیر علماء ریاست سے تھے تحصیل علوم عقلیہ و نقلیہ اپنے ماموں مولانا رشید الدین صاحب فاروقی اور مولوی مستجاب صاحب سے کی تھی علم ہیئت میں خاص ملکہ تھا حضرت تاج الفحول سے بہت مراسم تھے جب حضرت اجمیر شریف جاتے جے پور میں آپ کے یہاں مقیم ہوتے۔ زبردست واعظ تھے شعر و سخن میں مذاق سلیم حاصل تھا سلیم تخلص فرماتے تھے تفسیر تشریح القرآن آپ کی یادگار ہے۔ ۲۶ر جمادی الثانی بعمر ۴۶ سال ۱۳۱۱ھ میں وفات پائی خیا حمہ خدا تاریخ ہے نارنول میں مزار ہے۔ ایک لڑکے مولوی مبارز الدین صاحب عالم و فاضل تھے جن کے لڑکے مولوی اساس الدین صاحب مہاراجہ کالج میں پروفیسر ہیں۔ ایک لڑکے جناب مولانا ابوالبیان مفتی سلطان الدین صاحب ہیں۔ جو ۲۲ر رجب ۱۲۷۷ھ میں پیدا ہوئے تحصیل و تکمیل علوم اپنے برادر اکبر مولانا سلیم الدین صاحب اور ماموں مولانا رشید الدین صاحب کی اس وقت ۶۳ برس کی عمر ہے نہایت زبردست واعظ ہیں ریاست جے پور کے مفتی ہیں سلسلۂ چشتیہ جمالیہ میں صاحب مجاز ہیں عالمانہ طرز مشائخانہ انداز ہیں راقم الحروف بہمراہی مولانا حکیم عبدالماجد صاحب

قریب ایک ہفتہ مہمان رہا ہے۔ نہایت خلیق اور با محبت بزرگ ہیں۔ آپ کے
ایک صاحبزادہ ناصح الدین علوم عربیہ آپ سے پڑھتے ہیں دوسرے بھائی مولوی
احتشام الدین صاحب جے پور میں کورٹ انسپکٹر ہیں ذی علم اور خلیق ہیں۔ باقی
اسماء شجرہ میں درج ہیں۔

مفتی مولوی محمد امجد صاحب ابن مفتی درویش محمد۔ آپ مفتی عبدالغنی صاحب
اپنے برادر بزرگ کے خاص شاگرد اور مولانا محمد سعید صاحب جعفری قدس سرہٗ کے
مرید تھے۔ بریلی میں سکونت اختیار کر لی تھی ایک مرتبہ بمرض لقوہ مبتلا ہو گئے جس سے
اعضائے جانب چپ بالکل بیکار ہو گئے۔ ہر چند علاج کیا نفع نہوا۔ زندگی سے
نا امید ہو کر پیر و مرشد کو عریضہ لکھا۔ دعا کے طالب اور امداد کے خواستگار ہوئے
آپ کا عریضہ بوساطت مفتی عبدالغنی صاحب مولانا کی خدمت میں پیش ہوا۔
خط پڑھکر مولانا نے دعائے خیر فرمائی۔ اُسی شب کو آپ نے خواب دیکھا کہ حضرت
مولانا نے میرا ہاتھ پکڑ کر آسمان کی طرف پرواز کی یہانتک کہ حضور رحمت اللعالمین
صلعم کے دربار میں حاضری ہوئی۔ مولانا نے مجھے علحدہ کھڑا کیا۔ اور خود حضور
سید عالم کی جناب میں سر نیاز جھکا کر میری حالت کو عرض کیا۔ ارشاد ہوا انشاء اللہ
مریض کو شفا کلی ہوگی۔ اُسی وقت آپ کی آنکھ کھل گئی۔ پندرہ روز سے زبان میں
لکنت تھی۔ آنکھیں بند تھیں۔ طاقت بالکل باقی نرہی تھی۔ لیکن یک بیک صبح
سے آرام و افاقہ ہونا شروع ہو گیا اور چند روز میں آپ بالکل تندرست ہو گئے۔

اولاد آپ کی بدایوں اور بریلی میں موجود ہے۔ آپ کے تین لڑکے قاضی بدرالدین
(داماد مفتی محمد عوض صاحب) قاضی غلام غوث۔ قاضی غلام نبی تھے قاضی بدرالدین
کی اولاد میں حاجی آل حسن بدایوں میں موجود ہیں۔ قاضی غلام غوث کی اولاد باقی
نرہی۔ قاضی غلام نبی صاحب بریلی کے قاضی تھے۔ نواب آصف الدولہ کے
دربار میں قدر و منزلت کی نظر سے دیکھے جاتے تھے گورنمنٹ انگلشیہ میں بھی
بہت کچھ وقار تھا اور خلعت وغیرہ سے سرفراز ہوتے رہتے تھے ۱۶ ار دسمبر ۱۸۱۲ء کو

انتقال ہوا۔ اُن کے بیٹے قاضی غلام احمد صاحب بھی نہایت باوقعت شخص
تھے حافظ بھی تھے انتقال بروز عید الفطر ۳۰ اگست سنہ ۱۸۳۶ عیسوی کو ہوا عید گاہ میں
اِن کے بڑے بیٹے قاضی عبد الجلیل صاحب نے اوّل اُن کی نماز جنازہ پڑھائی
اُس کے بعد دوگانہ عید الفطر ادا کیا یہ بھی گورنمنٹ کے خصوصی انعامات سے ہمیشہ
سرفراز ہوتے رہے۔ ۱۰ رمضان المبارک سنہ ۱۲۸۷ھ کو انتقال ہوا ان کے بیٹے خان بہادر
قاضی عبد الجمیل صاحب تھے تحصیل علم مفتی عنایت احمد صاحب سے کی اور
شاعری میں مرزا غالب کے شاگرد ہوئے علاوہ قضاۃ قدیمی خاندانی کے گورنمنٹ
کی طرف سے قاضی شہر بھی مقرر ہوئے۔ ۲۰ مئی سنہ ۱۹۰۰ء کو رحلت کی
قاضی محمد خلیل صاحب حیران آپ کے صاحبزادہ بریلی کے مشہور و
معروف روسا میں میں نہایت با اخلاق ہیں نیاز مند ضیا کے غائبانہ کرم فرما ہیں
مولوی حبیب الدین ابن مفتی درویش محمد لاولد فوت ہوئے۔ مولوی وجیہ الدین
کے صرف ایک لڑکی ہوئی جو مولانا محمد حبیب کو منسوب ہوئی۔ مفتی محمد انجب بھی
لاولد فوت ہوئے۔

مولانا مفتی محمد عوض صاحب۔ آپ ساتویں لڑکے مفتی درویش محمد کے
تھے ہندوستان کے مشاہیر علماء میں ہیں بریلی میں مفتی کے عہدہ پر مامور
تھے اپنے بڑے بھائی کے ارشد تلامذہ میں تھے۔ حضرت بحر العلوم مولانا
محمد علی صاحب قدس سرہٗ کی نظر فیض اثر سے بھی کسی قدر علمی نشو و نما پائی تھی
محکمۂ افتا کی خدمات کے ساتھ ساتھ سلسلۂ درس و تدریس بھی جاری تھا
اُس زمانہ میں روہیلکھنڈ کے مشاہیر اہل علم نے آپ کے خوان فیض سے استفاضہ
حاصل کیا۔ مولانا فضل امام صاحب اور مولوی سید آل حسن قنوجی آپ کے
شاگرد اور داماد تھے۔ اہل ہنود میں رائے منولال فلسفی ریاضی دہلوی مشہور
مورّخ آخری عہد سلاطین مغلیہ کا لڑکا پرکاشا نند عرف راے کندن لال اشکی
جو عہدۂ جلیلہ پر ہمیشہ مامور رہا آپ کا شاگرد رشید تھا اس یگانۂ عصر کی کتاب

نزہۃ الناظرین جسمیں بہت سے علمی فنون سے بحث کی گئی ہے اُس کی قابلیت کا آئینہ ہے مفتی صاحب کے زمانہ میں ۱۲۳۱ھ میں بریلی میں بلوہ عظیم برپا ہوا۔ واقعہ درینج جس کی تاریخ ہے آپ اس بلوہ کی کشمکش سے بچکر ریاست ٹونک کی جانب چلے گئے اور وہیں انتقال ہوا۔ مفتی صاحب کے کئی لڑکیاں تھیں اول الذکر دو لڑکیوں کے سوا ایک سید حیدر علی ساکن بدایوں محلہ میراں سرائے کو اور ایک قاضی بدر الدین کو منسوب تھیں۔ نواب صدیق حسن خاں صاحب اور مولوی احمد حسن صاحب قنوجی مفتی صاحب کے نواسہ تھے۔

عارف کامل صاحب فیض وسیع مولانا مفتی محمد شفیع علیہ الرحمۃ آپ نہایت بزرگ ومتقی زمانہ سلطنت حضرت محی الدین اورنگ زیب جنت مکانی کے استاذ وقت تھے اپنے والد بزرگوار مولانا الشیخ مصطفیٰ قدس سرہٗ کے شاگرد رشید اور جانشین مسند درس وتدریس تھے ہمیشہ درس وتدریس میں عمر صرف کی صاحب تذکرہ نے آپکے حال میں لکھا ہے کہ مولوی محمد شفیع بدایونی از اجل علمار عہد سلطان محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ است سلسلہ نسبش بامیر المومنین سیدنا امیر المومنین عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالےٰ عنہ منتہی میشود۔ اس کے بعد پورا سلسلہ نسب لکھکر اور مولانا شیخ مصطفیٰ کا تذکرہ لکھکر تحریر کرتے ہیں کہ بپسرش مولوی محمد شفیع از ارشد تلامذہ وبیست کہ عمر گرانمایۂ خود بدرس وتدریس بسر بردہ۔ آپ نے دو پسر مولانا محمد شریف اور مولانا عبد اللطیف اپنی یادگار چھوڑے اور بعمر اوناسی ۷۹ سال بروز جمعہ ۱۱۰۰ھ بائیس ۲۲ شوال کو انتقال فرمایا۔ قطعہ تاریخ وصال یہ ہے:

زباغ دنیا بسوئے جنت چو آں محمد شفیع رفتہ	شفیع یوم النشور کردہ بجانب حسن چشم رحم پرور
ترانہ میکرد مرغ سدرہ باین نوائے امید افزا	اگر بخواہی سن وصالش بگو محمد شفیع محشر ۱۱۰۰ھ

مولانا عبد اللطیف خلف مولانا محمد شفیع قدس سرہ۔ آپ جامع شمسی بدایوں کے خطیب اور باخدا بزرگ تھے آپ کی اولاد میں علم وفضل کے روشن تارے نورانی ستارے ایسی آب وتاب سے جلوہ ریز ہوئے کہ جس کے باعث آپ کا نام

ہمیشہ تک روشن رہے گا۔ آپ نے اپنی اولاد میں مولانا محمد عطیف اور مولانا محمد لطیف دو لڑکے چھوڑے اور بعمر تریسٹھ سال بروز جمعہ بتاریخ ۳ جمادی الاولی ۱۱۲۱ھ میں انتقال فرمایا خطیب و امام جامع مولوی عبد اللطیف فقرہ تاریخی ہے۔

عارف اکمل صاحب ذوق لطیف مولانا شاہ محمد عطیف قدس سرہٗ الشریف۔

آپ بدایوں کے متاخرین اولیا اللہ سے ہیں سلاطین مغلیہ کے آخری عہد میں آپکا آوازۂ علم و فضل ہندوستان سے لیکر بخارا اور تاتار تک پھیلا ہوا تھا تمام علما و فضلا عصر موجودہ ہند میں اُس وقت کوئی ایسا نہ تھا جس کو آپ سے شرف استفاضہ اور فیض تلمذ حاصل نہو کہا جاتا ہے آپ کے خوان فیض سے جنات تک مستفیض ہوتی تھے آپ سلطان فرخ سیر کے عہد میں دہلی کے شاہی مدرسہ میں درس و تدریس پر مامور تھے ملفوظات معینی میں ہے۔ مولانا محمد عطیف کہ در علم ظاہر و باطن یگانہ وقت خود بود اقامت شاہجہاں آباد داشت تمام علما، مشائخ ہند و خراسان تلمذ ذات مبارکش را فخر خود میداشتند و سلاطین و امرا کہ کفش برداری اور اسرمایۂ سعادت خود میدانستند و آنحضرت اصلا بکسے التفات نمی فرمودند آپ چھٹی جمادی الاخری ۱۰۹۸ھ کو پیدا ہوئے علوم و فنون کی تکمیل اپنے پدر بزرگوار اور عموی عالیقدر مولانا محمد شریف رح سے فرماکر ولولۂ باطن کو پہلو میں دبائے رہبر صادق اور مرشد برحق کی جستجو میں سیاحت کناں دہلی پہونچے حضرت مولانا شاہ کلیم اللہ جہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی معرفت آفرین نگہ ہوتے

سلہ حضرت مولانا شاہ کلیم اللہ جہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ ہندوستان کے مشاہیر متاخرین اولیا اللہ میں ہیں آپ سے سلسلۂ عالیہ چشتیہ کا اجرا نہایت دھوم دھام سے کیساتھ ہوا تیرھویں صدی کے مشہور مشائخ چشتیہ مثلا خواجہ سلیمان تونسوی شاہ نیاز احمد بریلوی حافظ محمد علی خیرآبادی بواسطہ حضرت مولانا فخر الملت والدین قدس سرہٗ آپ کے ہی شجر برکت اثر سے فیض بخش ثمرات تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۲۴ جمادی الثانی ۱۰۶۰ھ بمقام شاہجہان آباد ہوئی۔ علما، وقت مشائخ عصر سے تکمیل علوم فرمائی حرمین شریفین کی زیارت کو تشریف لے گئے وہیں حضرت خواجہ کبیر یحیٰ مدنی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے اور مثال خلافت حاصل کی۔ خواجہ کبیر یحیٰ مدنی

بسمل ہو کر شرف بیعت حاصل کیا مجاہدات و ریاضات کی کثرت سے پیر کو اپنا فریفتہ کیا۔ یہانتک کہ حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ مریدان را فخر بر پیر خود باشد و من بر ایں مرید می نازم۔ آپ کی مجلس میں علماء و مشائخ کا ہر وقت ہجوم رہتا تھا حضرت شاہ بھیک قدس سرّہٗ سے مراسم اتحاد بہت زیادہ تھے روشن الدولہ ظفر خاں جو سلطنت کا رکن اعظم اور شاہ بھیک صاحب کا مرید و معتقد خاص تھا شاہ صاحب کی وساطت و سعی سے آپ کے حلقہ درس میں داخل ہوا اور حدیث شریف کا سبق شروع کیا ایک دن اتفاق سے دہلی کے کوئی معزز شخص ظفر خاں کی ملاقات کو شیخ کے حلقہ درس میں آ گئے ظفر خاں نے سبق کی حالت میں اس شخص کو اُٹھکر تعظیم دی آپ کو یہ فعل سخت ناگوار و ناپسند ہوا اسی وقت مجلس برخاست فرمائی اور ظفر خاں سے ارشاد کیا کہ آئندہ سے ہرگز میرے سامنے سبق کو نہ آنا۔ اس لئے کہ تو نے حدیث نبوی پر اہل دنیا کی تعظیم کو مقدم سمجھا ہر چند

بقیہ نمبر صفحہ ۴۸

جن کا سلسلہ بواسطہ شیخ محمد اعظم چشتی گجراتی حضرت خواجہ شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی قدس سرّہٗ تک پہونچتا ہے مدینہ منوّرہ میں ٢٠ صفر ١١٢٢ھ کو واصل بحق ہوئے۔ حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی سلسلہ چشتیہ نظامیہ میں نہایت صاحب ورع و تقوی اور صاحب تصانیف بزرگ ہیں آپ کی مجلس سماع کا دروازہ مقفّل ہوتا تھا اور کسی شخص کو حاضری کی اجازت نہوتی تھی حالت سماع میں جس پر نظر پڑ جاتی مست و بیخود ہو جاتا۔ ایک شخص نے ایک مرتبہ آپ سے عرض کیا کہ اہل قبور جن کے مزارات پر میں حاضر ہوتا ہوں میرے حال سے واقف ہوتے ہیں یا نہیں آپ نے اس کو ایک گلدستہ دیا اور فرمایا کہ حضرت محبوب الٰہی رضٰ کے آستانہ پر حاضر ہو کر میرا سلام عرض کرنا اور یہ گلدستہ پیش کرنا وہ شخص جب حاضر ہوا اور سلام عرض کیا مزار مبارک سے ایک نورانی ہاتھ برآمد ہوا اور گلدستہ لیکر پھر قبر شریف میں غائب ہو گیا۔ وصال آپکا ٢٤ ربیع الاوّل شریف ١١٤٠ھ میں ہوا دہلی میں مزار زیارتگاہ خلائق ہے۔ سواء السبیل۔ کشکول۔ مرقع۔ مکتوبات آپ کی تصانیف سے ہیں۔

۵۱ حضرت شاہ بھیک قدس سرّہٗ۔ سلسلہ چشتیہ صابریہ کے جلیل القدر مشائخ کرام سے ہیں شاہ ابو المعالی

ظفر خاں نے منت وسماجت کی لیکن کچھ پذیرائی نہوئی۔ اتباع شریعت اور پیروی سنت ہر وقت ملحوظ خاطر تھی اور ہر خلاف شرع فعل آپ کے قلب روشن پر آئینہ ہوجاتا تھا آپ کا ایک خادم بازار سے آپ کے نام سے کسی قدر رعایت کے ساتھ گنا خرید کرلیا آپ نے اس گنے کی صرف ایک پوری کھائی تھی کہ فوراً شک پیدا ہوا خادم سے حالت دریافت کی اُس نے عرض کیا صرف اتنی خطا خریداری میں ضرور ہوئی ہے کہ آپ کا نام لیکر قیمت میں کفایت کرالی ہے۔ اسی وقت آپنے دام زیادہ دیکر گنا واپس کرادیا اور حلق میں اونگلی ڈالکر قے کردی غرض اسی طرح کے صدہا واقعات روزانہ پیش آتے رہتے تھے جن کی تفصیل کی اس مختصر میں گنجائش نہیں۔ روضۂ صفا اور تذکرۃ الواصلین میں کسی قدر تفصیلی حالات لکھے ہیں آپ کی نسبت اویسیہ حضرت محبوب الٰہی کے ساتھ نہایت قوی تھی۔ ایک مرتبہ آپ کے ایک پڑوسی بدایونی مولوی صاحب دہلی آپ سے ملاقات کے لئے پہونچے اور حضرت محبوب الٰہی صاحب رضؓ کے آستانہ پر آپ کی ہمراہی میں حاضر ہوئے راستہ میں دعوے کیا کہ مجھکو حضرت سے نسبت قویہ حاصل ہے جب مزار شریف حاضر ہوئے۔ دوسرے بدایونی عالم فاتحہ میں مشغول تھے کہ دیکھا مرقد منور سے ایک مقدس ہاتھ جس میں چند پھول اور پان تھے نکلا اور مولانا عطیف قدس سرہ

شاہ بھیکہ رح

چشتی رح کے خلیفہ نسباً سادات کرام ترمزی سے ہیں آپ متاخرین مشائخ میں نہایت مقدس و ممتاز بزرگ تھے آپ کے صدہا مرید و خلیفہ ہوئے۔ ہندی میں آپ کے دوہرہ اور اشعار مشہور ہیں۔ نو سال کی عمر میں آپ کے والد سید محمد یوسف کا انتقال ہوگیا آپ کی تربیت آپ کی والدہ ماجدہ نے کی۔ ظاہری تحصیل وتکمیل اخوند فرید سے کی کتاب ثمرۃ الفواد میں آپ کے مفصل حالات موجود ہیں تاریخ ولادت ۹ ر ماہ رجب دوشنبہ ۱۰۴۶ھ اور تاریخ وصال ۵ رمضان المبارک ۱۱۳۱ھ ہے۔ مزار شریف قصبہ کہڑام میں ہے۔ نواب ظفر خاں روشن الدولہ نے مقبرہ بنوایا ہے تاریخ وصال فقرہ شاہ بھیکہ مقبول خدا سے نکلتی ہے۔

کے ہاتھ میں وہ پان اور پھول دیگر اندر ہو گیا بعد فراغ فاتحہ مولانا نے اُن عالم صاحب کو دیکھکر تبسّم فرمایا اور کہا کہ آپ کا گمان رفع کرنے کے لئے اس وقت یہ واقعہ ظہور پذیر ہوا۔ ورنہ میں تو اُس بارگاہ سلطانی کا ادنےٰ خادم ہوں۔ اس زبردست نسبت کا مولانا کے وصال کے بعد یہ اثر ظاہر ہوا کہ جس شام کو آپ نے رحلت فرمائی آپ کے متوسلین و تلامذہ میں باہم گفتگو ہوئی کہ آپ کو کہاں دفن کیا جائے صبح کو خدّام کرام حضرت محبوب الٰہی صاحب قدس سرّہٗ میں سے ایک بزرگ تشریف لائے اور فرمایا کہ شب کو چند خدام نے خواب دیکھا ہے کہ حضرت سلطان المشائخ ارشاد فرماتے ہیں کہ محمد عطیف محبوب من است در جوار من دفن کنید چنانچہ پائیں مزار مبارک حضرت محبوب الٰہیؒ آپ کو دفن کیا گیا کوئی فرزند آپ نے عقب میں نہ چھوڑا۔ ۲۱ ربیع الاوّل شریف بروز پنجشنبہ ۱۲۱۷ھ آپ کا وصال ہوا۔

زدنیا چوں یملک جاوداں را	عطیفِ شیخ وقت و با خدا رفت
تہی شد درنگاہ علم و عرفاں	ولیٔ و عالم و با مرتبہ رفت
بصد اندوہ و غم سال وصالش	خرد گفتہ قیام مدرسہ رفت
	۱۲۱۷ھ

مولانا محمد نطیف قدس سرّہٗ آپ اپنے والد مولوی عبد الطیف صاحب کے بعد مسجد شاہی جامع شمسی بدایوں کے خطیب و امام مقرر ہوئے اور مدت العمر اس خدمت کو انجام دیا۔ ذی علم عابد و زاہد تھے۔ آپ نے تین لڑکے اور ایک لڑکی جو مولانا قاضی امین الدین ابن مفتی درویش محمد کو منسوب تھیں اپنے اعقاب میں چھوڑے۔ اور ۷ رجمادی الاولیٰ ۱۲ سنہ کو انتقال کیا شجرۂ اولاد ذیل میں درج ہے۔

—————*✱*—————

مولانا منیر الحق صاحب

مولوی عبدالستار

مولوی عبدالسبحان صاحب

مولوی تفضل حسین صاحب

مولانا حکیم سراج الحق

مولوی عبدالرحمن صاحب

مولوی عبدالمعبود صاحب

مولوی خطیب محمد حسین صاحب

مولانا فیض احمد صاحب

مولوی عبدالغفار صاحب

مولوی زین العابدین صاحب

مولوی عبدالرزاق صاحب

مولوی ممتاز الدین صاحب

مولانا حافظ حکیم غلام احمد صاحب

مولوی عبدالوہاب صاحب

مولوی فخرالدین صاحب

مولوی شہاب الدین

خورشید کمال

مولانا شمس الدین صاحب

مولوی غلام حمزہ

مولوی قطب الدین صاحب

مولوی حافظ خیرالدین صاحب

بحرالعلوم مولانا محمد علی قدس سرہٗ

مولوی کاظم حسین

مولوی خطیب محمد اکرام صاحب

مولوی قل محمد صاحب

مولوی گل محمد صاحب

مولوی خطیب محمد عمران صاحب

مولوی نصیرالدین صاحب

مولانا محمد لطیف صاحب

مولوی خطیب غلام سرور صاحب

مولوی سعدالدین

حضرت قطب زمان بحر العلوم مولانا محمد علی صاحب قدس سرہٗ آپ کی ولادت
باسعادت سنہ ۱۱۳۴ ہجری میں ہوئی ہوش سنبھالتے ہی طلب علم کے بیخودانہ
شوق میں سیاحت شروع کی ہندوستان کے مشاہیر و ممتاز علماؤ کرام سے
جو جس فن میں کامل تھا وہی فن حاصل کیا۔ اُس زمانہ میں علامہ قاضی مبارک[۵۱]
گوپاموی علیہ الرحمۃ آسمان علم کے آفتاب تاباں تھے آپ ان کی درسگاہ میں
پہونچے اور بکمال تحقیق معقول کو حاصل کیا قاضی صاحب نے مولانا کی خاطر
کتاب نایاب قاضی مبارک شرح سلم العلوم تالیف فرمائی اور آپ کو
نہایت دلسوزی اور شفقت کے ساتھ پڑھا کر یکتائے عصر کر دیا قاضی صاحب اور
مولوی حمد اللہ[۵۲] صاحب سندیلی کے درمیان اکثر علمی مکالمہ اور مناظرہ رہتا تھا

---

۵۱ علامہ قاضی مبارک گوپاموی علیہ الرحمۃ آپ حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد امجاد سے
ہیں آپ کے والد شیخ محمد دائم ادہمی فاروقی تھے منطق و فلسفہ میں آپ اپنا عدیل نہ رکھتے تھے میر زاہد
ہروی کے قابل فخر تلامذہ میں تھے شرح سلم العلوم آپ کی خداداد قابلیت کا روشن آئینہ ہے۔ مولوی
حمد اللہ اور مولوی قاضی احمد علی سندیلوی سے ہمیشہ مسائل علمی پر مناظرہ اور چھیڑ چھاڑ رہتی تھی
گوپامؤ کے علم خیز خطہ میں دو قاضی مبارک گزرے ہیں ایک قاضی مبارک اول ہیں جو مرید شاگرد
مولانا شیخ نظام الدین امیٹھوی قدس سرہٗ کے تھے جن کا ذکر منتخب التواریخ میں ہے یہ قاضی
ثانی ہیں سنہ ۱۱۶۲ھ ان کا انتقال ہوا۔

۵۲ مولوی حمد اللہ سندیلوی۔ آپ حکیم شکر اللہ ولد شیخ دانیال ولد پیر محمد کے لڑکے صدیقی نسب
ہیں حضرت مولانا نظام الدین سہالوی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشد تلامذہ سے ہیں آپ عالم عامل
اور طبیب کامل تھے سندیلہ میں آپ نے ایک بڑا مدرسہ جس میں اکابر علما تعلیم پاتے تھے تعمیر کرایا
اور اس کے مصارف کے لئے بادشاہ وقت سے چند دیہات معاف کرائے دربار شاہی دہلی
سے فضل اللہ خاں کے نام سے مخاطب کئے جاتے تھے نواب ابوالمنصور خاں والئی اودھ نے
آپ سے دستار بدل کر بھائی چارہ قایم کیا تھا۔ قاضی احمد علی سندیلی آپ کے داماد مولوی

جس میں علامہ قاضی صاحب کی جانب سے مولانا پیش پیش ہوتے تھے۔ دینیات کی تکمیل مولانا قاضی مستعد خاں دہلوی سے جو مولانا محمد عطیف صاحب کے ارشد تلامذہ میں تھے آپ نے فرمائی تھی علامہ قاضی مبارک علیہ الرحمۃ آپ کے تبحر پر ہمیشہ ناز فرماتے اور بحر العلوم کے خطاب سے مخاطب بناتے۔ دہلی پہونچکر آپ خانقاہ عالم پناہ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی بدایونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اپنے عم مکرم کی بجائے مسند افادہ پر رونق افروز ہوئے اور ایک عالم کو اپنے فیض سے مستفیض فرمایا۔ اسی عالم میں ذوق عرفاں سے طبیعت کو لگاؤ ہوا تائید غیبی شامل حال تھی حقائق آگاہ حضرت میر عبداللہ قادری دہلوی کی جو بظاہر لباس ریاست سے آراستہ اور بباطن خلوت فقر و فنا میں ہمہ تن روپش تھے۔ نظر آپ پر پڑی دیکھتے ہی فرمایا کہ ای مولوی محمد علی من ازبدتے در حمل امانت تو حیرانم بگیر و مرا رستگار کن آپ اس کلام برکت انجام کو سنتے ہی بے ہوش ہو گئے حضرت میر صاحب اسی عالم میں مولانا کو اٹھا کر اپنے مکان پر لیگئے اور خود سامان سفر درست کیا مولانا کو اس غشی سے جو دراصل ترقی مدارج کا معراجی کیف وصال تھا افاقہ ہوا میر صاحب نے آپ کو سلسلۂ عالیہ قادریہ میں داخل فرماکر نظر توجہ کی ایک جھلک میں منزل مقصود پر پہونچا دیا اور خود نمعلوم کہاں کا قصد فرمایا کہ بعد کو کسی شخص نے آپ کا سراغ نہ پایا۔ مولانا اس دولت عظمیٰ اور نعمت کبریٰ کو دامن میں لئے عازم وطن ہوئے اور مدرسہ قدیمہ کو رونق تازہ بخشی اور اپنے ظاہری و باطنی فیض سے صدہا بندگان خدا کو فیضیاب کیا۔ نواب

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۳

احمد حسین لکھنوی۔ ملا باب اللہ جونپوری۔ مولوی محمد اعظم۔ مولوی عبداللہ سندیلوی وغیرہ آپ کے ارشد تلامذہ میں ہیں۔ آپ کی تصنیفات میں حمد اللہ شرح تصدیقات سلم العلوم۔ حاشیہ شمس بازغہ شرح زبدۃ الاصول عاملی مشہور کتابیں ہیں وفات آپ کی سنہ ۱۲۶۰ھ میں بمقام دہلی ہوئی آستانہ قطب صاحب میں دفن ہوئے۔

آصف الدولہ والی اودھ کو آپ سے حُسنِ عقیدت اور شرف تلمذ تھا آپ کی ملاقات کیلئے بدایوں آیا اس وقت آپ کے حلقہ درس میں طلبہ کی اس قدر کثیر تعداد تھی کہ اُن کے وضو کا پانی پرانی کچہری تک جہاں اب شفاخانہ ہے بہکر جاتا تھا اور ایک گڑھے میں جمع ہوتا تھا لوگوں نے نواب سے کہا کہ حضرت مولانا کے طلبہ کے وضو کا پانی اس گڑھے میں جمع ہوتا ہے جس کا گہرا اثر نواب کے دل پر پڑا بروقت ملاقات چند قطعات اراضی و موضع شادی پور وغیرہ کی سند پیش کی جس پر مولانا سراج الحق صاحب کے زمانہ تک تصرف رہا۔ اسی طرح روسا شیخوپور نے جو فریدی فاروقی خاندانی رئیس تھے اور آپ سے ارادت و تلمذ رکھتے تھے باصرار تمام ایک وسیع قطعہ زمین مسجد و مدرسہ و مکان کی تعمیر کے لئے نذر گزرانا مسجد قدیم دوبارہ سہ بارہ تعمیر ہوکر مسجد خرما مشہور ہوئی مسجد کی محراب وسطی میں ایک پتھر پر یہ قطعہ تعمیر کندہ ہے۔

بنائی مسجد زیبای حاجی الحرمین	زشیخ فضل روشن چو آفتاب شدہ
بجستجوئے شدم سال از مرمت او	جزو بگفت چو مسجد مثال کعبہ شدہ

حضرت مولانا کے زمانہ کی مرمت کا پتھر جو اندرون مسجد نصب ہے اس میں ۱۱۸۱ھ کندہ ہے۔

مدرسہ کا نام مدرسہ محمدیہ قرار پایا جو اب مدرسہ عالیہ قادریہ کے نام سے موسوم ہے۔ آپ کے فضل و کمال پر ہر قوم اور ہر طبقہ کے لوگ گرویدہ تھے اودھ اور روہیلکھنڈ کے نواب سب کو آپ پر اعتقاد و خلوص تھا روزانہ خوارق عادات اور تصرفات کا اظہار آپ سے ہوتا رہتا تھا۔ ایک واقعہ آپ کے زمانہ کا یہ ہے کہ آپ کے قریب کے ہمسایہ دنیا دار رئیس جو رسومات اہل ہنود سے دلچسپی رکھتے اور ان کی خوشی کے تیوہاروں سے خوش ہوتے شریعت اسلامیہ کی عظمت اور حاملان شریعت کی مرتبہ شناسی سے بیگانہ تھے اور آپ کے مواعظ حسنہ سے کچھ متاثر نہ ہوتے تھے ایک مرتبہ ایام ہولی میں ان اہل محلہ امرا کی رعایائے اہل ہنود

رنگ پاشی کرتے گاتے بجاتے تمسخرانہ ہیئت سے مولانا کے دروازہ سے گزرے
آپ نے پاس ہمسائیگی کے خیال سے بعض دیگر اہل محلہ کے سامنے ان چند منتخب
روسا کو بلاکر ایک امیر صاحب کو سمجھایا کہ فقیر کے دروازہ پر رک کر ایسی حرکت اگر
آپ کی کوشش سے یہ لوگ نکریں تو مناسب ہے مگر آپ کا سمجھانا کچھ نتیجہ خیز
نہوا - اور چوپہیاں برابر رنگ رلیاں مناتی اودھم مچاتی اُسی طرح آپ کے دروازہ
پر شور وغل کرتی ہوئی گزرتی رہیں جس سے آپ کے مشاغل کے سوا درس وتدریس
میں بھی ہرج واقع ہوا - بالآخر آپ نے نظرِ مردم سے علیحدہ گوشہ نشینی اختیار فرمائی
اس کے بعد اہل ہنود کا مجمع اسی طرح جب خواہ مخواہ مولانا کے دروازہ پر سے گزرا
ولایتی طلبہ جمعیت اسلامی کے جوش میں مجمع پر ٹوٹ پڑے اور مارنا شروع کردیا
جب ان امیر صاحب کو اطلاع ہوئی خود معہ رفقا وملازمین کے اہل ہنود کی
امداد کے لئے آئے طالبعلموں نے اور بھی غضبناک ہوکر زدوکوب میں ترقی کی
امیر مذکور معہ مجمع کے پراگندہ ہوکر اپنے مکانکو بھاگ کر پہونچے طالبعلم ولایتی بھی
تعاقب کناں پیچھے ہوئے اسی اثنا میں بہت اہل محلہ جمع ہوئے اور مولانا کی تلاش
شروع کی جب مولانا کو تلاش کرلیا تو یہ واقعہ بیان کیا آپ فوراً حفظ ناموس کے
خیال سے کہ ایسا نہو کہیں طلبہ زنانہ مکانوں میں گھس جائیں دیگر اشخاص کو لیکر
رئیس مذکور کے دروازہ پر پہونچے طالبعلم آپ کو دیکھکر پاس ادب سے واپس ہوئے
مگر ایک طالبعلم آپ کے تشریف لانیسے پیشتر رئیس کے مکان میں گھس گیا اور اُن کے
بڑے لڑکے کو قتل کردیا - آپ نے طالبعلم کو سخت تعزیر دی اور بہت تاسف فرمایا -
تمام عمر مولانا کی درس وتدریس میں بسر ہوئی آخر عمر میں نواب اودھ نے نیازمندانہ
اصرار کے ساتھ آپ کو بعض مسائل کے حل کے لئے لکھنؤ بلایا - آپ لکھنؤ ہی
تھے کہ بعمر تریسٹھ سال ۲۵ ربیع الثانی ۱۱۹۷ھ میں آپ کا وصال ہوا - آپ کے
متوسلین موجودہ شہر لکھنؤ آپ کا جنازہ بدایوں لائے اور آپ کو عیدگاہ شمسی کے
چبوترے کے قریب جانب شمال دفن فرمایا آپ کے عقد میں یکے بعد دیگرے مولانا

محمد سعید صاحب ابن مولانا محمد شریعت صاحب قدس اسرارہم کی دو صاحبزادیاں آئیں پہلی صاحبزادی بی بی نسیمہ سے مولانا شمس الدین پیدا ہوئے دوسری دختر بی بی صالحہ سے جن کی وفات ۱۷ رجمادی الثانی ۱۲۸۱ھ میں ہوی مولانا فخرالدین اور مولانا قطب الدین پیدا ہوئے۔ حضرت مولانا کا قطعہ تاریخ وصال یہ ہے۔

از وفات مولوی معنوی	گشت تیرہ ہمچو شب روزجہاں
از خرد جستم چو تاریخش بگفت	کرد رحلت زین جہاں قطب زماں

مولانا فخرالدین قدس سرہٗ۔ آپ حضرت مولانا محمد علی صاحب[۹] کے[۱۱] فرزند و شاگرد اور حضرت سیدی مولانا شاہ عین الحق عبدالمجید قدس سرہٗ الوحید کے پھوپی زاد بھائی تھے ابتدائے عمر سے ذکر و اشغال کی طرف مائل تھے بعض اشغال کی اجازت حجلہ نشین مارہرہ مطہرہ حضور اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ سے حاصل کر کے کشود خاطر کے متمنی تھے مگر وقت نہ آیا تھا عجلت پسند طبیعت نے بد گمانی کا مادہ پیدا کیا آپ حضرت مولانا فخر الملتہ والدین[۵۱] دہلوی اورنگ آبادی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضری کے قصد سے روانہ ہوئے لیکن تاجدار مارہرہ مطہرہ کی کشش نے اپنی طرف کھینچا بریلی سے واپس ہوئے۔ بوساطت حضرت سیدی شاہ عین الحق مولانا عبدالمجید قدس سرہٗ مارہرہ حاضر ہوکر حضور معلی کے سلسلۂ بیعت میں داخل ہوئے۔ وجدانہ کیفیت میں رنگ گئے

[۵۱] حضرت فخر الملت والدین مولانا فخرالدین چشتی اورنگ آبادی قدس سرہٗ۔ والد ماجد آپ کے حضرت مولانا نظام الدین اورنگ آبادی اکابر اولیا و متاخرین ہند سے تھے اور حضرت فانی فی اللہ مولانا کلیم اللہ جہان آبادی قدس سرہٗ کے محبوب و مقبول خلفا میں تھے والد کی طرف سے آپکا سلسلۂ نسب حضرت شہاب الاولیا شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ تک اور والدہ کی طرف سے حضرت خواجہ بندہ نواز سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ تک پہونچتا ہے بعد حصول خلافت دہلی سے اورنگ آباد کی خدمت سپرد کی گئی ہزار مخلوق الٰہی کو فیض ظاہر و باطن سے مستفیض فرما کر

صوفیانہ اشعار ہر وقت ورد زبان خوش المعانی پر طبیعت مائل۔ غرض ایک مستی کا عالم تھا جو آخر عمر تک رہا۔

سال رحلت آثار احمدی میں سنہ ۱۲۰۰ھ لکھی ہے لیکن ہدایت المخلوق میں سنہ ۱۲۱۰ھ میں مرید ہونا تحریر ہے تین پسر مولوی ممتاز الدین مولوی زین العابدین۔ مولوی خورشید کمال چھوڑے۔ پسر اوّل کی اولاد نرینہ میں کوئی نہیں ہے۔ پسر دویم مولوی زین العابدین صاحب۔ حضرت مولانا عبد المجید صاحب قدس سرہ کے داماد تھے۔ مولوی افضل حسین صاحب اور مولوی خطیب تجمل حسین صاحب ان کے لڑکے تھے دونوں کی اولاد نرینہ موجود نہیں۔ اور مولوی خورشید کمال لاولد رہے۔

مولانا قطب الدین قدس سرہٗ ابن حضرت مولانا محمد علی صاحب یہ بھی سلسلہ عالیہ قادریہ نبر کاتیہ میں حضور اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ کے مرید تھے علم و فضل میں یگانہ تھے لاولد فوت ہوئے۔

مولانا شمس الدین محشی شرح وقایہ قدس سرہٗ۔ آپ بڑے صاحبزادہ حضرت مولانا محمد علی صاحب کے تھے۔ امیرانہ شان و شوکت کے ساتھ دل کے تونگر تھے درویشانہ سیرت کے ساتھ عالمانہ انداز پر گزر اوقات فرماتے تھے فقہ میں کامل دستگاہ حاصل تھی درس و تدریس کا مشغلہ تھا آپ کو بھی معافیات اور آراضیات کی سندیں نوابان اودھ اور شاہان دہلی کی جانب سے حاصل تھیں جن کا تذکرہ کوئی قابل افتخار نہیں ہے۔ مدرسہ عالیہ قادریہ کے کتب خانہ میں سیکڑوں ایسی سندیں موجود ہیں جس کو راقم الحروف نے دیکھکر خیال قایم کیا تھا کہ ہر بزرگ کے

سنہ ۱۱۴۲ھ میں وصال فرمایا آپ کی وفات کے بعد مولانا فخر صاحب سجادہ چشت پر جلوہ افروز ہوئے اور سنہ ۱۱۶۰ھ بالقائے ربانی دہلی تشریف لائے ہندوستان بھر میں فیض روحانی اور کمال ظاہری کی نہریں جاری فرماکر خدائی کو فیضیاب کیا۔ آپ کے خلفا کی تعداد بیرون از شمار ہے اکابر دہر اور سلاطین عصر آپ کی عظمت و منقبت برداری کو سرمایۂ افتخار سمجھتے تھے بدایوں میں بھی آپ کے خلفا اور

تذکرہ میں ان عطیات سلاطین کا حوالہ دیگر دنیوی اعزاز بھی ظاہر کروں لیکن ممانعت نے مجبور کر دیا۔ بہرحال صرف مختصر حالات ہی پر اکتفا کرتا ہوں مولانا کا انتقال اپنے والد کے سامنے غرۂ محرم الحرام ۱۱۹۶ھ ہجری میں ہوا شرح وقایہ پر بسیط حواشی آپ نے تحریر فرمائے۔ ۲۲ سال کی عمر پائی ایک دختر اور ایک پسر اپنی یادگار چھوڑے۔

فخر الاطبا مولانا حافظ حکیم غلام احمد قدس سرہٗ آپ مولانا شمس الدینؒ کے لڑکے اور حضرت سیدی مولانا شاہ عبد المجید عین الحق قدس سرہٗ کے داماد تھے۔ آپ قطع نظر جامع علوم معقول و منقول ہونے کے فن طب میں ید طولےٰ رکھتے تھے دست شفا کی برکت سے ہزاروں مریض آپ سے اپنی مراد کو پہونچے۔ اس کے سوا آپ خوشنویس اور تیر انداز بھی اعلےٰ درجہ کے تھے ملفوظات معینی میں ہے کہ مولوی غلام احمد فاضل و حکیم حافظ و خوشنویس و تیر انداز بود۔ فن طب کی شہرت نے نواب ڈھاکہ کے اصرار سے آپ کو مرشد آباد پہونچایا وہیں ۱۲۲۶ھ پنجم شہر ذالحجہ آپ نے انتقال فرمایا۔

فاضل دہر استاذ العصر علامہ اوحد مولانا فیض احمد قدس اللہ سرہ الصمد

آپ علمی دنیا میں علما کے سرتاج اور مجلس عرفا میں معرفت کے روشن چراغ تسلیم کئے گئے ہیں ۱۲۲۳ھ میں عالم وجود میں بزم آرا ہوئے کمسنی میں فخر الاطبا کا سایہ سر سے اُٹھ گیا آپ کی والدہ ماجدہ نے جو ولیۂ عصر اور عفیفۂ دہر اور

مریدین کی تعداد کم نہ تھی۔ مولوی گل محمد اور مولوی قل محمد عثمانی آپ کے خلفا میں تھے بعمر ۷۰ سال ۲۷ رجمادی الاخریٰ ۱۱۹۹ھ میں آپ نے وصال فرمایا لفظ خورشید و جہانی ۱۱۹۹ھ اور آیہ شریفہ اولیا اللہ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون ۱۱۹۹ھ سے سن وصال برآمد ہوتا ہے۔ آپ کی تصانیف میں رسالہ نظام العقائد ہے جس میں افضلیت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو بکمال وضاحت ثابت کیا ہے۔ ایک رسالہ فخر الحسن ہے جس کو شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کے بعض اقوال کے رد میں تالیف فرما کر اپنے کمال تبحر اور شان استدلال کا جلوہ دکھایا ہے۔

حضرت سیدی مولانا شاہ عین الحق عبد المجید قدس سرہ الوحید کی دختر بلند اختر تھیں اپنے بھائی حضرت سیف اللہ المسلول مولانا شاہ معین الحق فضل رسول قدس سرہ کی سپرد آپ کو کر دیا۔ ماموں کے آغوش محبت میں بڑے ناز و نعم سے پرورش پائی۔

محبت بھرے وہ پیارے الفاظ جس کے حرف حرف سے بوئے الفت آتی ہے خود حضرت سیف اللہ المسلول کے ارشاد فرمائے ہوئے ملفوظات معینی سے ہم نقل کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ بفضلہ تعالےٰ فیض احمد مذکور کہ ہمشیر زادہ و نور دیدہ و لخت دل و قوۃ بازوئے خاکسار ہست جامع کمالات انسانی است در علوم مروجہ بر معاصرین بالادست و عقیدت و محبت صحیحہ با محبان و محبوبان خدا دارد اللھم زد اثرہ عین الکمالی کہ دارد ہمینکہ بخدمات جلیلہ حکام دنیا تضیع وقت میکند اللہ تعالیٰ انجام بخیر فرماید چونکہ علاقہ حبل المتین محبت دوستانِ خدا بدست دارد امید ما است۔ خزانہ قدرت سے آپ کو وہ ذہن و دماغ عطا ہوا تھا جس کی مثال آجکل ناپید ہے۔ ذرا سی عمر میں تمام علوم معقول و منقول نہایت تحقیق و تدقیق کے ساتھ حاصل فرمائے۔ آپ کی ذہانت و ذکاوت خداداد پر ہم سبق طلبہ رشک کرتے تھے۔ پندرھویں سالگرہ نہ ہونے پائی تھی کہ اجازت درس حاصل ہوگئی تقریر و تحریر میں وہ زور تھا کہ مخاطب شانِ استدلال اور ہیبت کلام سے ساکت ہو جاتا جب تکمیل سے فراغ کامل حاصل ہوا دولت بیعت اپنے مقدس نانا حضرت سیدی شاہ عین الحق قدس سرہ المجید سے پائی۔ اس کے بعد سلسلۂ ملازمت میں داخل ہو کر اس عہدۂ جلیلہ پر مامور ہوئے کہ تمام سیاہ و سپید آپ کے ہاتھ میں تھا۔ اس وقت آگرہ صوبہ کا صدر مقام تھا۔ آپ لفٹنٹی کے سر رشتہ دار تھے۔ ثروت و امارت خاندانی کے سوا عہدہ کی وجاہت اس پہ طرہ یہ کہ سر ولیم میور لفٹنٹ گورنر بہادر صوبۂ آگرہ و اودھ آپ کے شاگرد خاص اور احترام کنندہ۔ ہزاروں اہل حاجت کی

دستگیری فرمائی وطن کے اہل غرض مطلب براری کے لئے روزانہ آپ کی خدمت
میں حاضر ہوتے ۔ ہر وقت مطبخ گرم رہتا فقرا و مساکین ہمیشہ دامن دولت سے
وابستہ رہتے ۔ کبھی پیسہ آپ کے ہاتھ میں نہ رہتا اور مقروض رہتے اہل بدایوں پر جو کچھ
احسانات آپ کے ہیں وہ کبھی فراموش نہیں ہو سکتے ۔ آپ کے خوان کرم
کے نمک کا اثر جبتک ملاحتِ عیش و نشاط باقی ہے بعض طبقوں سے دور
نہیں ہو سکتا ۔ جن جن لوگوں پر جس جس طرح آپ نے احسان فرمائے ہیں واقفکار کی
نظروں میں ہیں ۔ اور سمجھنے والے جانتے ہیں ۔ باوجود ثروت و وقار کے
دل فقیرانہ مزاج شاہانہ تھا ۔ فقرا سے محبت ۔ غربا سے الفت ۔ طلبہ کے شیدائی
شایقین علم کے فدائی تھے شاگردوں کے تمام ضروریات کے خود متکفل ہوتے
تھے سلسلۂ درس و تدریس اقامت آگرہ میں بھی برابر جاری رہا ۔ شاعری کا مذاق
سلیم خاص طور پر جزو طبیعت تھا کلام میں حسن فصاحت اور رنگ بلاغت دونوں
موجود ہیں مضامین آفرینی کے ساتھ زبان کی صفائی سونے پر سہاگہ ہے رسوا
تخلص فرماتے تھے ۔ عربی ۔ فارسی ۔ اردو ہر سہ زبانوں میں آپ کے اشعار انمول
جواہر ہیں ۔ ابتدا میں عاشقانہ کلام پر زور طبیعت صرف کیا لیکن مرید ہونے کے
بعد دوسرا رنگ چڑھا مناقب سرکار غوثیت میں جدت کے ساتھ طبع آزمائی ہونے
لگی ایک مرتبہ لاٹ صاحب نے ایک قصیدہ کی فرمائش کی رات کو فکر میں بیٹھے
بہت دماغ سوزی سے کام لیا بجز چند اشعار کے (وہ بھی اپنی طبیعت کے لحاظ
سے بے لطف) کچھ نہ ہو سکا یہانتک کہ تہجد کا وقت ہو گیا یکایک دل میں خیال
پیدا ہوا کہ افسوس ایک دنیوی حاکم کے حکم سے اس قدر وقت عبث صرف ہوا
کاش یہ وقت اپنے دین و دنیا کے حاکم سرکار غوثیت مآب کی مدح و ثنا میں صرف
ہوتا ۔ فوراً وضو کیا نوافل تہجد ادا فرمائے معمولات شبانہ سے فارغ ہو کر نماز
فجر سے پیشتر ایک جلسہ میں اور ایک آن میں ایک سو گیارہ شعر کا قصیدہ جو
صنائع لفظی و معنوی سے آراستہ ہے قلم برداشتہ ثنائے حضور غوث اعظم میں

تحریر فرمایا۔ یہ قصیدہ ہدیۂ قادریہ میں موجود ہے آپ کا ذخیرہ کلام جو تینوں زبانوں میں جدا جدا قلمبند کیا جا چکا تھا ہنگامۂ غدر میں خدا معلوم کس کے ہاتھ لگا۔

صرف تھوڑا سا کلام حضرت تاج الفحول قدس سرہٗ کے ارشاد سے ہدیۂ قادریہ میں مطبوع ہوا۔ عربی میں آپ کا علم ادب اہل عرب کیلئے باعث رشک ہے ہدیۂ قادریہ حضرت تاج الفحول نے جب بغداد شریف کے حضرات کو نذر گزرانا تو وہاں کے بڑے بڑے ادیب تعجب کرتے تھے اور کسی ہندی کے کلام ہونے کا یقین نہ آتا تھا۔ آپ کی تصانیف سے کلام میں رسالہ تعلیم الجاہل بجواب تفہیم المسائل اور شرح ہدایت الحکمۃ صدرا شیرازی نیز تعلیقات علی فصوص الفارابی دستیاب ہو سکیں۔ آپ نے زمانۂ غدر میں آگرہ ہی سے جبکہ ہر طرف ہنگامۂ جدال و قتال گرم تھا ترک علایق کر کے راہ حق میں قدم رکھا اور جادہ فنا تک پہونچکر بقائے جاودانی کا لطف اٹھایا۔ کسی کو آپ کا پتہ نہ چلا کہ کہاں تشریف لے گئے۔

تحفۂ فیض مطبوعہ مرتبہ حضرت تاج الفحول مولانا شاہ فقیر نواز فقیر قادری رحمۃ اللہ علیہ آپ کے حالات کا روشن آئنہ ہے آپ کے تلامذہ کا حصر و شمار دشوار ہے۔ بعض کے نام یہاں مذکور ہیں۔

حکیم سید اولاد علی اکبر آبادی۔ قاضی باسط علی اکبر آبادی۔ مولوی سید احمد حسن[۵۱] قنوجی۔ مولوی عبد الصمد لکھنوی۔ مولوی فضل احمد فرخ آبادی۔ مولوی[۵۲]

---

۵۱ مولوی احمد حسن صاحب نوی سید ال حسن قنوجی کے بڑے لڑکے تھے ۱۹ رمضان ۱۲۴۲ھ میں پیدا ہوئے بدایوں آکر تحصیل علم کی درسیات مروجہ سے فارغ ہو کر کچھ دنوں مولوی عبد الجلیل علی گڈھی سے پڑھا سند حدیث شاہ عبد الغنی صاحب دہلوی سے حاصل کی ۱۲۷۳ھ میں بارادۂ حج گھر سے روانہ ہو کر بڑودہ میں پہنچکر مولوی غلام حسین قنوجی کے مکان پر ۹ جمادی الاولی ۱۲۷۷ھ کو فوت ہوئے۔

۵۲ مولوی سراج احمد صاحب سہسوانی معہ مولوی اولاد علی صاحب کے بدایوں آکر مولانا کے زمرۂ تلامذہ میں

سراج احمد و مولوی اولاد احمد سہسوانی وغیرہ بیرونجات کے اشخاص ہیں اور اہل شہر میں مولوی صبیح الدین عباسی ۔ مولوی قاضی شمس الاسلام عباسی ۔ مولوی سید دولت علی نقوی قبائی ۔ مولوی حکیم غلام صفدر ۔ مولوی محمد اسحاق صدیقی ۔

تصحیح صفحہ ۶۴

داخل ہوئے جب تک مدرسۂ عالیہ قادریہ میں رہے حنفیت کے رنگ رہے ۔ کسی قدر مولوی تراب علی مرادآبادی سے پڑھے اُس کے بعد تقلید کا پٹکہ کمر سے نکالا وہابیت کا اظہار کیا سراج الایمان رسالہ لکھا جس کا جواب حضرت مولانا محی الدین صاحب قدس سرہٗ نے شمس الایمان تحریر فرمایا ۔ مولوی اولاد احمد بھی غیر مقلد ہوگئے ۔ مولوی امیر حسن سہسوانی مولوی سراج احمد صاحبان شاگرد تھے ۔

۵۳ مولوی صبیح الدین صاحب عباسی ۔ آپ اپنے استاد کے خالہ زاد بھائی تھے ۔ تحصیل علوم نہایت ذوق کامل کے ساتھ کی تھی حضرت مولانا شاہ عین الحق عبد المجید قدس سرہٗ الوحید اپنے نانا سے شرف بیعت حاصل تھا بعہدۂ صدر امینی ملازم تھے لیکن ملازمت میں بھی معمولات و اشغال کو ترک نکیا سلسلۂ درس بھی برابر جاری رکھا ۱۳۰۲ھ میں انتقال ہوا مولوی جمیل الدین خطیب جامع مولوی سدید الدین شایق ۔ مولوی محمود احمد وکیل مولوی فصیح الدین صاحبان ۔ ۴ فرزند چھوڑے ۔

۵۴ مولوی قاضی شمس الاسلام صاحب ۔ آپ مولانا عبد السلام صاحب عباسی کے صاحبزادہ اور مولانا شاہ عین الحق عبد المجید قدس سرہ کے مرید با اختصاص تھے ۔ آپ ریاست و امارت جود و سخاوت کے لئے ہمیشہ مشہور رہیں گے ۔ رامپور میں آپ قاضی تھے ۔ حضور سید المرسلین صلعم کے نام مبارک پر فدا تھے آپ کے دیوانخانہ میں ہر سال شب دوازدہم ربیع الاول شریف کو نہایت شان و شوکت سے محفل میلاد ہوتی تھی جس کی مثل ابتک کوئی محفل نہیں ہوسکی ۔ ایک مرتبہ آثار شریف کے خدام کو کل اثاث البیت نذر کر دیا ۔ حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہو آئے تھے ۵ ذیقعدہ ۱۳۱۷ھ میں انتقال کیا ۔

۵۵ مولوی سید دولت علی صاحب قبائی آپ محلہ سید باڑہ بدایوں کے سادات کرام سے ہیں آپ اور آپ کے بڑے بھائی مولوی فرزند علی صاحب اور مولوی سید ازجمند علی صاحب معہ اپنی

مولوی محمد اسحاق صدیقی - مولوی محمد بخش صدر الصدور - مولوی علی بخش خاں صدر الصدور - مولوی محمود بخش صدر الصدور - مولوی کرامت اللہ منصف مولوی محمد حسین مولوی نجابت اللہ خلیفہ غلام حسین صاحبان وغیرہ شرفا وعمائد اور مولوی نذیر احمد مولوی محمد سعید - مولوی نور احمد صاحبان علمار کرام اہل خاندان سے آپ کے ارشد تلامذہ میں ہیں شعرا میں آپ کے مستفیضین میں مولوی افضل الدین قیس - مولوی غلام شاہد فدا - مولوی احمد حسین وحشت -

تفصیل صفحہ ۴۶

ہمشیرگان کے حضرت مولانا شاہ عبد المجید صاحب قدس سرہٗ سے بیعت تھے - مدت العمر ریاست گوالیار میں عہدہ ہائے جلیلہ پر مامور رہے - آپ کے بعد آپ کے لڑکے مولوی سید اکبر حسین صاحب بھی نیچہ متعلق ریاست گوالیار میں جج رہے -

۵۶ حکیم مولوی غلام صفدر صاحب صدیقی - آپ حضرت تاج الفحول قدس سرہ کے اموں تھے فن طب میں کمال حاصل تھا ہمیشہ درس وتدریس اور علاج ومعالجہ میں عمر بسر فرمائی غربا وفقرا کی ہمیشہ امداد کی ۶ شعبان ۱۳۱۲ھ بمقام ہبنڈولی ضلع بلند شہر انتقال ہوا -

۵۷ مولوی محمد اسحاق صاحب آپ شرفا ورؤسا بدایوں میں سے ہیں نسبًا شیوخ صدیقی رحمانی سے تھے - رسائل دینیہ کی تصنیف میں عمر گزاری رسالہ منازل البرکات عربی - ہدیۃ البرکات فی فضائل عاشورا آپ کی تصنیف سے ہیں ۱۲۹۸ھ میں انتقال ہوا -

۵۸ مولوی محمد بخش صاحب - آپ بدایوں کے نامور رؤسا میں تھے - عالم وفاضل تھے مدت تک بعہدۂ صدر الصدوری - (سب جج) مامور رہے بعد پنشن اسپیشل آنریری مجسٹریٹ حلقہ دویم بدایوں کے رہے حضرت مولانا شاہ عبد المجید قدس سرہٗ کے مخصوص مریدین میں تھے باوجود اعزاز دنیوی اپنے پیر ومرشد کی اولاد امجاد کا اس درجہ ادب کرتے تھے کہ فی زمانا بہت سے لوگ اپنے پیر کا ایسا ادب نہیں کرتے ۲۶ رمضان ۱۳۱۲ھ میں انتقال ہوا اور اپنے مکان کے قریب مسجد میں دفن ہوئے آپ کے صاحبزادہ خان بہادر مولوی حامد بخش صاحب وائس چیرمین میونسپل بورڈ بدایوں کے سربرآوردہ لوگوں میں تھے -

مولوی نیاز احمد نیاز۔ مولوی اشرف علی نفیس وغیرہ مشہور لوگ ہیں۔ تاج العلما سراج الاطبا جناب مولانا حکیم سراج الحق صاحب قدس سرہٗ ابن حضرت مولانا فیض احمد صاحب[9] آپ کی ولادت ۲۰ رمضان المبارک ۱۲۴٦ھ کو ہوئی اظہار الحق تاریخی نام مقرر ہوا۔ تحصیل علوم نقلیہ اور فنون عقلیہ کی اوّل اپنے والد ماجد سے کی اُس کے بعد استاذ العلما حضرت مولانا نور احمد صاحب سے استفاضہ علمیہ حاصل کیا طب کو علماً اور عملاً حضرت سیف اللہ المسلول علیہ الرحمۃ سے سیکھا۔ نہایت زبردست دماغ آپ کو قدرت نے عطا فرمایا تھا۔ معقول۔ فلسفہ۔ ریاضی کے مشکل سے مشکل اور ادق سے ادق مسائل آپ کے ادنیٰ سے ادنیٰ توجہ میں حل ہوتے تھے۔ عالم پیری میں آپ کے ذہن سلیم اور حافظہ مستقیم کی یہ حالت تھی کہ شب کو علیگڈھ میں طلبہ کا ہجوم ہوتا تھا آپ چار پائی پر استراحت فرما ہوتے سبق شروع ہوتا ہر فن کی کتاب بلامطالعہ اس بے تکلفی سے پڑھاتے کہ طلبہ دنگ ہو جاتے خصوصاً صفحہ کے صفحہ فقط عبارت پڑھکر اُس کے مطالب سمجھاتے۔ آپ کے طبی کمال کے اطباء دہلی اور لکھنؤ قائل تھے۔ باصرار رؤسا دان پور و دھرم پور آپ زیادہ تر علیگڈھ میں قیام پذیر رہتے۔ جب بدایوں تشریف لاتے تو مریضان مایوس العلاج کو عید ہو جاتی۔ اس فن شریف میں علاوہ ماہرانہ کمال کے خدا نے دست شفا بھی وہ دیا تھا کہ جس بیمار پر ہاتھ رکھدیا خدا نے اُس کو صحت عطا فرما دی۔ عمر گرانمایہ کو ہمیشہ افادہ و افاضہ میں ہمہ تن مصروف رکھا۔ مشاغل باطنی کے اعتبار سے آپ کی زندگی بالکل مشائخانہ زندگی تھی زہد و اتقا کی شان مقدس چہرہ سے صاف آشکار ہوتی تھی ایام عرس شریف میں قریب چوکی آپ درسے پشت لگاکر بیٹھتے تھے۔ اور برکت و انوار عرس اور تجلیات آستانہ قادریہ کے نظارہ میں مستغرق ہو جاتے تھے۔

۹ مولوی علی بخش خاں صاحب۔ آپ مولوی محمد بخش صاحب کے چھوٹے بھائی محلہ سوتھہ کے رکن اعظم اور رئیس اکبر تھے۔

خدا کی شان ہے کہ اسلاف سے لیکر اخلاف تک سب کا انتقال بدایوں سے
باہر ہوا۔ آپ کے والد کے انتقال کی خبر بھی نہیں کہ کہاں ہوا دادا نے مرشد آباد
میں مولانا بحر العلوم محمد علی صاحب قدس سرہٗ نے لکھنؤ میں انتقال کیا

[illegible]

آپ بھی صدر الصدور تھے مشاغل علمیہ میں توغل خاص تھا ۱۲۳۳ھ میں پیدا ہوئے تحصیل علم تینوں بھائیوں نے مولانا سے ذوق کامل کے ساتھ کی اور مولانا کی مساعی جمیلہ نے ہر سہ برادران کو معراج اعزاز پر پہونچایا۔ آپ فن مناظرہ کے مختص اور مخصوص لوگوں میں سمجھے جاتے ہیں۔ ہندوستان میں آپ کی تصانیف مشہور ہیں سرسید احمد خاں بہادر کے معاصر اور مکفرین میں ہیں ہمیشہ سرسید سے تحریری اور تقریری مکالمے ہوتے رہے۔ غیر مقلدین میں ڈپٹی امداد علی صاحب آریوں میں دیانند جی سرستی کے اقوال باطلہ اور عقائد الحادیہ کا ہمیشہ آپ نے بطلان ثابت کیا۔ مرزا غالب سے ہمیشہ شاعری میں چھیڑ چھاڑ رہی علم جفر میں بھی کمال حاصل تھا نعت شریف حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لکھنے اور سننے کا از حد شوق تھا روزمرہ جو تازہ غزل تصنیف فرماتے اس کو اپنے مقررہ نعت خوانوں کی زبان سے سُنا کرتے شہرتخلص تھا حضرت اقدس قدس سرہ المجید اپنے پیر و مرشد کے فدائی تھے اور زبردست نسبت رکھتے تھے یہ شعر آپ کا جس کو آپ نے اپنے بھتیجے جناب مولوی حامد بخش صاحب مرحوم کی زبان سے ادا کیا ہے آپ کے حسن عقیدت کا شاہد ہے فرماتے ہیں ؎ مرتے ہیں اس پر مجیدی دفن ہوں در کے قریب ؎ بعد مرنے کے بھی نہ چھوٹے الصاعین حق
چنانچہ بعد انتقال جو ۷ ار رجب ۱۳۰۰ھ ہجری میں ہوا اپنے پیر و مرشد کے مزار کے متصل آستانۂ قادریہ میں مدفون ہوئے۔ ع سید الحاج بہ بہشت رسید مصرعہ تاریخ وفات ہو۔ آپ کی تصنیفات میں تنقیح المسائل برق خاطف رد شیعہ میں۔ تائید الاسلام۔ موئد القرآن۔ شہاب ثاقب وغیرہ رد طائفہ وہابیہ و نیچریہ میں مشہور کتابیں ہیں۔

[۱۰] مولوی محمود بخش صاحب یہ بھی مولانا سے سلسلۂ تلمذ رکھتے تھے اور صدر الصدوری تک پہنچے مثل اپنے دونوں برادران سابق الذکر کے بدایوں کے روسا میں تھے مولوی خواجہ بخش صاحب مرحوم ان کے لڑکے تھے جن کے پسران رؤف بخش و عطوف بخش کا شباب میں انتقال ہوا۔

آپ نے دالن پور میں رحلت فرمائی آپ کے صاحبزادہ مکہ معظمہ میں فوت ہوئے۔ حلقۂ درس آپ کا بہت وسیع تھا۔ علیگڈھ میں شب کا وقت آپنے درس کے لئے مخصوص فرمادیا تھا دن کو طلبہ جناب مولانا مفتی لطف اللہ صاحب سے پڑھا کرتے تھے شب کو فرصت کے وقت آپ سے تحصیل علم کرتے تھے تصنیف و تالیف کا بھی بہت شوق تھا۔ ہر فن میں آپ کی تالیفات بکثرت ہیں شرح رسائل حسنیات بہاء الدین عاملی مطبوعہ ہے آپ کی کمال قابلیت کا اس سے پتہ چلتا ہے کہ صرف دو ایک جلسوں میں تھوڑی تھوڑی دیر مدرسۂ قادریہ میں بیٹھکر آپ نے اس شرح کو تحریر فرمایا ہے۔ طبیعات میں رسالۂ سراج الحکمت ہے۔ علم کلام میں شرح رسالہ معتقد المنتقد ہے۔ جو اب دستیاب نہیں ہوتی۔ عربی علم ادب میں آپ کے بلیغ عربی قصائد آپ کی شانِ ادب کے شاہد ہیں اس کے سوا فن طب میں بہت سے رسائل آپ نے تحریر فرمائے۔ چونکہ ذخیرۂ کتب اور تمام مسودات تالیف و تصنیف آپ کے پاس رہتے تھے اس وجہ سے یہ تمام عمر کا سرمایہ قریب قریب دوسروں کے تصرف میں آگیا۔ آخر عمر میں مولوی حکیم افتخار الحق صاحب کو

؎ مولوی کرامت اللہ صاحب منصف آپ قاضی محلہ کے رؤسا میں تھے مولانا کے مخصوص شاگردوں میں تھے عرصہ تک بعہدۂ صدر امینی اور منصفی ملازم رہے۔ ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد گوشہ نشینی اختیار کی نہایت باخدا اور بابرکت تھے۔ کتب بینی اور تحریر کا بہت شوق تھا ہزاروں روپیہ صرف کرکے عظیم الشان کتب خانہ ترتیب دیا جو بعد آپ کی وفات کے بے قدری زمانہ کی دستبرد سے نہ بچ سکا میزان سے لیکر شمس بازغہ تک درسی کتب معہ حواشی اپنے ہاتھ سے خوشخط نقل کرکے زیب کتبخانہ کیں۔ فن طب میں بھی دخل تھا غربا کو مفت دوا تقسیم کرتے تھے آپ کی اولاد میں مولوی بقاءاللہ صاحب اور مولوی عبداللہ صاحب بقید حیات ہیں۔

؎ مولوی محمد حسین صاحب۔ آپ شیخ ریاست اللہ صاحب رئیس محلہ شیخ پیری کے خلف رشید تھے نسباً

آپ نے اپنے آغوش تربیت میں مثل اولاد کے پرورش کیا جس کا یہ نتیجہ پیش نظر ہے کہ یہ حکیم صاحب بڑے بڑے اطبّا کے ہجوم میں عزّت اور خصوصیت کے ساتھ مطب کرتے ہیں آجکل لکھنؤ جیسے مسکن اطبّا میں مطب کر رہے ہیں اور شہرت کامل حاصل ہے۔ زیادہ تر ذخیرہ تصنیفات ان کو ہی ملا کیونکہ بروقت انتقال بھی وہاں موجود تھے۔

۱۲۹۹ھ قدسی میں آپ دوبارہ معہ قافلہ کے حرمین طیّبین کی زیارت کو تشریف لیگئے بیاسی برس کی عمر پائی۔ ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۲۲ھ بوقت سحر بمقام ڈبیور ضلع علیگڈھ انتقال فرمایا۔ ایک پسر ایک دختر اولادیں ہوئے آپ کے شاگرد دو منجملہ اہل وطن کے۔ مولوی سیّد مطیع احمد صاحب نقوی قبائی۔ مولوی عاشق حسین صاحب رئیس چاہ میر مولوی باقر علی صاحب۔ مولوی میر بندہ علی صاحب مولوی تفضل حسین صاحب رئیس گڈھ مکٹیسر۔ مولوی محمد حسین صاحب سوہاروی۔ حکیم محمد حسین صاحب سہسوانی سید اولاد حسن صاحب۔ حکیم

صدیقی میں مولانا سے تحصیل علوم فرمائی بعد فراغ بعہدۂ مدرسی سلسلہ درس وتدریس وطن اور دیگر بلاد میں جاری رکھا آخر عمر میں رؤسا رکھیڑہ بزرگ کے یہاں مدرس مقرر ہوئے بہت سے اہل شہر آپ کے شاگردوں میں ہیں۔

۱۳ھ مولوی نجابت اللہ صاحب آپ روسار قاضی محلہ کے مشیوخ صدیقی سے ہیں۔ عربی و فارسی کی تحصیل سے فارغ ہو کر فارسی میں شہرت کامل حاصل کی اور آخر عمر تک سلسلۂ درس فارسی جاری رکھا۔

۱۴ھ خلیفہ غلام حسین صاحب آپ بھی فارسی میں یکتائے زمانہ تھے اور ہمیشہ فارسی پڑھایا کئے۔ بریلی اور بدایوں میں بہت سے آپ کے شاگرد ہیں چودھری تفضل حسین صاحب مرحوم و چودھری محمد اصغر علی صاحب روساء کھیڑہ آپ کے شاگرد تھے۔

۱۵ھ مولوی فضل الدین صاحب قیس عباسی۔ آپ روساء عباسی محلہ کے شعراء نازک خیال میں ہیں۔ مولوی محمد یوسف صاحب عباسی آپ کے والد تھے شرف بیعت حضرت مولانا شاہ عین الحق قدس سرہ المجید سے

تصوّر علی صاحب اکبر آبادی مولوی مقبول حسین صاحب شیعی مشہور واعظ فرقۂ شیعہ۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی مشہور غیر مقلد سرگروہ وہابیہ مولوی جمال الدین صاحب پنجابی سید عبداللہ صاحب کابلی وغیرہ بیشمار اشخاص دیار و امصار کے ہیں۔ مولانا محمد منیر الحق صاحب۔ آپ حکیم صاحب کے اکلوتے فرزند تھے ۲۹ر رمضان المبارک ۱۲۸۲ھ آپ کی سال ولادت ہے نہایت طباع اور ذہین تھے۔ علمی نشوونما مدرسۂ قادریہ میں نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے پائی تھی درس نظامی کی تکمیل تھوڑی سی عمر میں کرلی تھی حضرت اقدس قبلہ پیرو مرشد جناب مولانا صاحب مدظلہم العالی کے ہم عمر وہم سبق تھے ۱۲۹۹ھ میں جب آپ کے والد ماجد صاحب قبلہ کا قافلہ بہمراہی حضرت تاج الفحول قدس سرہٗ حج کو روانہ ہوا۔ اور اس میں اکثر اکابر و اصاغر خاندان حرمین طیبین کی حاضری کیلئے شامل ہوئے آپ بھی تشریف لیگئے

حاصل تھا ۱۲۸۰ھ میں انتقال ہوا۔ قطعہ وفات

چو آن افضل شاعراں خوش سیر ند دنیا نمودہ بعقبےٰ سفر

اگر خواہی از سال فوتش خبر بگو افضل جملہ اہل ہنر

۱۶ مولوی احمد حسین صاحب وحشت۔ بدایوں کے مشاہیر شعرا میں تھے نسبًا شیوخ صدیقی رحمانی سے ہیں شرف تلمذ مولانا سے اور افتخار بیعت حضرت اقدس قدس سرہٗ المجید سے تھا پیر کے عاشق اور بانسبت بزرگ تھے آپ کا کلام نعت و مناقب میں اکثر محافل میلاد شریف میں پڑھا جاتا ہے۔

۱۷ مولوی حکیم نیاز احمد صاحب نیاز آپ شرفا ہتو لیان صدیقی محلہ سوتھ سے تھے بیعت حضرت اقدس قدس سرہٗ المجید سے تھی ہمیشہ ہر موسم میں آستانہ پیر و مرشد کی حاضری کا التزام تھا۔ اکثر وقت عبادت و تحریر کلام الٰہی میں بسر ہوتا تھا۔

۱۸ مولوی غلام شاہد صاحب فدا آپ رؤسار محلہ سوتھ سے تھے علم عربی کی تحصیل حضرت مولانا سے کی تھی لیکن بوجہ اشغال و تعلقات دنیوی اس طرف توغل نہ تھا شعر و سخن سے زیادہ رغبت تھی شاعری میں بھی

مولانا کے ذہن و حافظہ کی خداداد ذکاوت کا یہ اثر تھا کہ ماہ رمضان المبارک میں دن کو قرآن مجید کا ایک ایک پارہ حفظ کرتے اور شب کو محراب میں سُنا دیا کرتے آخر ایام حج میں مکہ معظمہ میں ۱۸ سال کی عمر میں انتقال فرمایا اور اپنے بزرگ خاندان کے سلسلہ کو ختم کر دیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مولانا محمد لطیف قدس سرہٗ کے بقیہ دو پسران مولوی قل محمد صاحب اور مولوی گل محمد صاحب میں سے خطابت و امامت جامع شمسی بدایوں مولوی قل محمد صاحب کو جو حضرت مولانا فخر صاحب قدس سرہٗ کے صاحب مجاز مریدین میں تھے ملی ہشتم صفر [illegible] کو انتقال ہوا دو لڑکے مولوی محمد اکرام صاحب اور خطیب محمد عمران صاحب اور ایک لڑکی اپنے اعقاب چھوڑے۔ دختر کی شادی مولانا عبد الحمید صاحب ابن مولانا محمد سعید صاحب کے ساتھ ہوئی خطیب محمد اکرام صاحب اوّل خطیب جامع ہوئے لیکن یہ لاولد فوت ہوئے بعد انتقال ان کے امامت و خطابت ان کے چھوٹے بھائی کو منتقل ہوئی

مولانا خطیب محمد عمران صاحب قدس سرہٗ۔ آپ اپنے وقت کے نہایت باخدا بزرگوں میں تھے آپ کی نسبت باطنی ہمیشہ آپ کو وجدانہ عالم میں

[illegible] ۶۵

مولانا سے شرف تلمذ تھا۔ آپ کے والد مولوی مبارز الدین صاحب بھی فارسی کے شاعر تھے۔

۱۵ مولوی اشرف علی صاحب نفیس۔ آپ روسا رشیعہ قاضی محلہ بدایوں سے تھے نسباً بدایوں کے صدیقی شیوخ سے ہیں عربی کی تحصیل مولانا سے پورے شوق کے ساتھ کی اور اپنے فرقہ میں یکتا و فرد مانے گئے شاعری میں بھی آپ بے مثل اور بدایوں کے مشہور شاعروں میں تھے اور اس فن میں بھی آپ کا کلام حضرت مولانا کے فیض توجہ سے بے نیاز نہ تھا ۱۲۷۴ھ میں انتقال ہوا۔ قطعہ تاریخ وفات

چوں مولوی اشرف علی بود	شاہ سخن نفیس و زیبا
تاریخ وفات گفت ہاتف	بُد اشرف شاعران دنیا
	۱۲۷۴

رکھتی تھی علاوہ علوم دینیہ کے مثنوی شریف حضرت مولانا روم قدس سرہ کا درس خاص طور پر مشہور ہے آپ تمام مثنوی شریف کے مع مالہ وماعلیہ حافظ تھے اور درس کے وقت عجیب و غریب نکات و رموز اسرار وحقایق کا انکشاف فرماتے تھے ۱۲۴۷ھ میں انتقال ہوا۔ امروز علم مثنوی مرد آپ کی تاریخ رحلت ہے مزار جامع مسجد حوض کے شرقی کنارہ پر ہے۔

مولانا عبدالسلام صاحب عباسی۔ مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب کشفی۔ میاں ذکراللہ شاہ صاحب قادری۔ چودھری محمد اعظم صاحب رئیس

۵۱ مولانا عبدالسلام صاحب عباسی علیہ الرحمۃ آپ ہندوستان کے مشاہیر علماء کرام کے طبقہ میں ہیں ۱۲۳۵ھ میں پیدا ہوئے تحصیل علم اپنے عم محترم مولانا بہار الحق صاحب عباسی و دیگر علماء رام پور سے فرمائی مولانا بہار الحق صاحب حضرت بحر العلوم مولانا عبد العلی لکھنوی قدس سرہٗ کے تلامذہ میں تھے۔ قاضی صاحب نے مثنوی شریف کو مولانا خطیب محمد عمران صاحب سے سبقاً سبقاً بکمال تحقیق پڑھا۔ عرصہ دراز تک منصب قضا ریاست رامپور پر مامور رہے آخر عمر میں مسجد نشین اور گوشہ گزین ہو گئے۔ بیعت آپ کو حضور اقدس اچھے میاں صاحب مارہروی قدس سرہٗ سے تھی آخر میں حضرت سیدنا شاہ آل رسول صاحب قدس سرہٗ نے شرف خلافت بھی عطا فرمایا تھا آپ کا تخلص سلام تھا فارسی میں آپ کا کلام نہایت بلند پایہ کا ہے۔ آپ کی تصنیفات سے تفسیر زاد الاخرت اردو منظوم مشہور ومعروف ہے۔ اس کے سوا اخیار الابرار تصوف میں شرح دلایل الخیرات۔ رسالہ علم فرایض مثنوی طوفان عشق فارسی میں ہیں۔ انتقال آپ کا ۱۳ رجب بروز چہارشنبہ ۱۲۹۹ھ کو بوقت عصر ہوا۔ اور بروز پنجشنبہ علی الصباح مسجد عباسیان بناکردہ مولانا حبیب اللہ صاحب میں مدفون ہوئے۔ خزینۃ الاصفیا میں نظم اور حدایق حنفیہ میں فخر کاشانہ سال رحلت غلط تحریر ہے قطعہ تاریخ وصال ملا تعمیہ و تخرجہ اس طرح ہے

قاضی عبدالسلام حق آگاہ	عالم و باکمال و عارف حق	چہارشنبہ سیزدہ ز رجب	یافتہ وصل قادر مطلق
مسجد مولوی حبیب اللہ	یافتہ از مزارشان رونق	سال وصلش ز دل چو پرسیدم	گفت آن بودہ قاضی حق ۱۲۹۹ھ

۵۲ میاں ذکراللہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ۔ آپ شیوخ قرشوریان بدایوں سے تھے بیعت وخلافت کا افتخار حضرت اچھے میاں میاں صاحب قدس سرہٗ سے حاصل تھا ہدایت المخلوق میں حضور اچھے صاحبؒ کی

چودھری محمد عظیم صاحب رئیس تنتوی شریف میں آپ کے شاگرد تھے آپ کے انتقال کے بعد خطابت آپ کے لڑکے خطیب غلام سرور صاحب کو جن کا انتقال ۱۲۷۶ھ میں ہوا اور جو اپنے والد کے برابر مدفون ہوئے منتقل ہوئی یہ خطیب صاحب بھی لاولد رہے ان کے انتقال کے بعد خطیب تجمل حسین صاحب ابن مولوی زین العابدین ابن مولوی قطب الدین ابن مولانا بحرالعلوم محمد علی صاحب قدس سرہٗ خطیب جامع ہوئے۔ چونکہ خطیب صاحب کوئی فرزند نہ رکھتے تھے اس خیال سے حضرت تاج الفحول قدس سرہٗ نے مولوی جمیل الدین صاحب عباسی کو جو خطیب صاحب مرحوم کی بھانجے ہیں حین حیات کے لئے خطیب مقرر کر دیا مولوی گل محمد صاحب پسر سیوم مولانا محمد لطیف صاحب کے تھے حضرت مولانا فخر صاحب کے خلفا میں آپکا نام بھی پایا جاتا ہے ان کے بھی دو لڑکے حافظ خیرالدین صاحب اور مولوی نصیرالدین صاحب ہوئے حافظ خیرالدین صاحب کی اولاد میں مولوی عبدالرحمٰن صاحب عثمانی وغیرہ موجود ہیں، مولوی نصیرالدین صاحب کے صرف ایک لڑکے مولوی سعدالدین صاحب تھے جن کا ذکر تلامذہ حضرت مولانا شاہ عبدالمجید صاحب قدس سرہٗ میں ہوگا لاولد فوت ہوئے۔

کرامات میں آپ کے متعلق یہ کرامت درج ہے کہ شروع علداری سرکار انگریزی میں تحقیقات جائیداد اور معافی وغیرہ کا انتظام ہوا تو آپ کو فکر اور خوف اپنی حقیت کا ہوا۔ پیردم سعد سے رجوع کی اور امداد باطنی کے طالب ہوئے خواب میں دیکھا کہ حضور اقدس ان کے مکان سکونت میں جلوہ افروز ہوئے اور کاغذات ملاحظہ فرماکر ارشاد کیا کہ یہ کاغذات تمھاری معافی کی سند ہیں۔ چنانچہ بعد چندے سند معافی سرکار سے آپ کو عطا ہوئی۔ ہدایت المخلوق میں آپ کی تاریخ وفات ماہ صفر ۱۲۶۵ھ اور تذکرۃ الواصلین میں ۱۳ صفر ۱۲۶۹ھ درج ہے مزار آپکا مقابر شیوخ فرشوریان واقع آستانہ حضرت شاہ ولایت میں ہے آپ کے صاحبزادہ شکراللہ خاں صاحب مولانا فیض احمد صاحب کے تلامذہ میں تھے۔ دوسرے صاحبزادے شیخ احسان اللہ

اشرف الاتقیا صاحب جذب لطیف عارف کامل مولانا محمد شریف قدس سرہٗ
ابن مولانا محمد شفیع رح استفادہ ظاہری و باطنی اپنے والد بزرگوار سے حاصل
کیا والد کی جناب میں حالت سلوک قائم رہی اور طالبان حق و ہدایت کو
علمی و روحانی فیضان سے مستفیض کرتے رہے مجاہدات اور ریاضات شاقہ
میں عمر بسر کی اور و اشغال میں زیادہ وقت صرف ہوتا تھا والد کے وصال
کے بعد حالت میں انقلاب پیدا ہوا علاقہ دنیوی سے وحشت۔ بادیہ پیمائی سے
رغبت پیدا ہوئی صحرا نشینی اختیار کی اگر کوئی طالب حق جنگل میں آپ کو
تلاش کر لیتا تو وہیں اُس کو تعلیم و تلقین فرما کر رخصت کرتے اور اس مقام
کو چھوڑ دیتے۔ کبھی اہل قرابت تلاش کر کے مکان پر لے آتے تو نماز فجر اوّل
وقت پڑھتے اور پھر جنگل کو چلے جاتے۔ غرض یہ کہ کبھی جذب و استغراق میں
رہتے کبھی سالکِ باخبر معلوم ہوتے طلبہ ہمیشہ آپ کی تلاش میں رہتے
جہاں ملتے سبق لیتے دن بھر روزہ رکھتے شب کو نوافل میں صرف کرتے۔
جب اس حالت سے کسی قدر طبیعت کو سکون ہوا۔ اُس کے بعد ہمیشہ یہ
معمول رہا کہ نماز فجر مکان پر با جماعت ادا کی اور جنگل کو چلے گئے شام کو
پھر واپس آکر نماز عشا جماعت سے ادا فرمائی۔ ایک روز اسی طرح سوت ندی
پر پہونچکر حسب معمول غسل کیا اور نماز عصر میں مشغول ہو گئے عین حالت
سجدہ میں طائر روح نے قفس عنصری سے پرواز کی طلبہ و متوسلین۔ جو
ہر وقت دامن فیض سے وابستہ رہتے تھے دیر تک آپ کو سربسجود پاکر متحیّر
ہوئے۔ آخر انتظار شدید کے بعد جاکر جنبش دی معلوم ہوا کہ آپ واصل
بحق ہو چکے ہیں آخر شہر میں خبر ہوتے ہی تمام اہل خاندان اور مریدین وغیرہ
آپ کا جنازہ مکان پر لائے بروز پنجشنبہ ۶ رمضان المبارک ۱۲۷۱ھ آپ کو
آغوش مزار میں محو خواب کر دیا۔ ۶۳ برس کی عمر پائی والدہ آپ کی عبد النبی
حجازی کی دختر تھیں۔

مولانا سید نور محمد صاحب اور مولانا محمد معین الدین صاحب فائق آپکے تلامذہ میں تھے۔ عارف کامل محمد شریف فقرہ سال وصال ہے۔

آں محمد شریف قطب زمان	عارفِ باخدا ولی وسعید
چوں شدہ در نماز سربسجود	از درِ حق نوید وصل شنید
جان شوق وصال جانِ جہاں	پیش رب العباد نذر کشید
ہاتف غیب سال وصلش گفت	اشرف الاتقیا بخلد رسید ۱۱۲۲ ہجری

۵۱ حضرت مولانا سید نور محمد قدس سرہٗ بدایونی آپ سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ کے نامی گرامی اشخاص میں ہیں سلسلۂ نسب حضرت سید الشہدا رضی اللہ تعالےٰ عنہ تک پہونچتا ہے آپ جناب شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی کے پوتے شیخ سیف الدین بن شیخ محمد معصوم صاحب کے مرید و خلیفہ تھے اٹھارہ برس کی عمر میں حضرت اشرف الاتقیا سے تحصیل و تکمیل علوم کی اُس کے بعد بدایوں سے دہلی چلے گئے وہاں جاکر فقر و فنا کی مستی میں مدہوشانہ گزراوقات کرنے لگے۔ سولہ برس تک جذب کی کیفیت طاری رہی اتباع سنت کے بہت پابند تھے خلاف شرع امور سے محترز رہتے تھے۔ آپ کے حالات سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ کے اکثر شجروں میں درج ہیں۔ مرزا مظہر جان جاناں[۵۱] آپ کے جانشین اور خلیفہ تھے ۱۱ ذیقعدہ ۱۱۳۵ھ میں آپ کا انتقال ہوا قبر شریف غیاث پور میں جو دہلی سے پانچ کوس ہے ایک کھیت میں متصل ناکہ کچی بنی ہوئی ہے خزینۃ الاصفیا میں تاریخ وفات یہ تحریر ہے۔ چو شد خورشید دین نور محمد ؛ بزیر ابر شل ماہ مستور شدہ تاریخ سالش پر توافگن ؛ محمد نور گنج نور پر نور۔

۵۲ مولانا محمد معین الدین فائق قدس سرہٗ۔ آپ بدایوں کے مشہور شعرا میں ہیں۔ قاضی محلہ کے شرفا اور شیوخ صدیقی سے تھے عمر بہت پائی تھی ہر فن میں صاحب کمال اور صاحب وجد حال تھے بزمانۂ سلطنت محمد شاہ بادشاہ دہلی آپ معزز و ممتاز شعرا میں سمجھے جاتے تھے تحصیل علوم حضرت اشرف الاتقیا سے کی تھی شاعری میں حضرت عارف باللہ خواجہ اسد اللہ خاں غالب دہلوی کے معاصر تھے اور ہمیشہ اپنے آپ کو پردۂ خفا میں رکھنے کی کوشش کرتے تھے۔ آپ کی مذہبی شان و حمیت اور جرأت اخلاق کا افسانہ مشہور ہے کہ جب نادر شاہ نے دہلی میں دربار کیا اور تمام مشاہیر شعرا کو

۵۱ مرزا مظہر جان جاناں ہندوستان کے مشاہیر میں ہیں ۱۱ رمضان ۱۱۱۱ھ کو پیدا ہوئے ۷ محرم عاشورہ ۱۱۹۵ھ بروز جمعہ بوقت صبح ایک شخص نے سینہ پر گولی ماری جس کے باعث درجہ شہادت سے فائز ہوئے خانقاہ نقشبندیہ دہلی میں مزار ہے۔

واقف حقایق توحید مولانا شاہ محمد سعید چشتی قدس سرہٗ۔ آپ مولانا محمد شریف
کے خلف الصدق اور تلمیذ رشید تھے۔ تکمیل علوم ظاہری و استفاضہ
اشغال باطنی بزرگ باپ سے کرکے دیگر مشائخ زمانہ سے اکتساب فیض کیا
اُس زمانہ میں حضرت عارف باللہ مولانا کلیم اللہ جہان آبادی قدس سرہٗ
کا آوازۂ کمال اطراف و جوانب میں شہرت پذیر تھا اور آپ کے ایک بھائی
مولانا محمد عطیف قدس سرہٗ شاہ صاحب کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوچکے
تھے آپ بھی بدایوں سے شاہجہان آباد پہونچے۔ شرف بیعت و خلافت
حضرت شاہ صاحب سے معزز و ممتاز ہوئے ریاضت و اشغال میں ہمہ تن
مصروف رہکر مراتب جلیلہ اور مناصب عظیمہ طے فرمائے مثال خلافت
حاصل کرکے وطن واپس آئے باب فیوض ظاہری و باطنی واکرکے بندگان
خدا کو مستفیض فرمایا۔ اور بدایوں کو مرکز رشد و ہدایت بنا دیا۔ طلباء و علما دور
دراز سے آکر فائز المرام ہونے لگے ایک طرف حضرت بحر العلوم مولانا محمد علی صاحب
کی مسند آراستہ ہوتی تھی ایک جانب حضرت مولانا مفتی عبد الغنی
صاحب کا حلقۂ درس گرم رہتا تھا صدر میں حضرت مولانا کا مصلےٰ لگتا تھا

طلب کیا شعرا نے حسب حال قصائد سنانا شروع کئے جب آپ کی نوبت آئی قصیدہ لیکر
پڑھنے کو کھڑے ہوئے طبیعت نعت و مناقب لکھنے کی عادی تھی۔ وہی رنگ قصیدہ میں
موجود تھا۔ اول نعت شریف کے اشعار تھے اُس کے بعد مناقب خلفاء اربعہ کے پڑھنا شروع
کئے۔ ایک ایرانی شیعہ تاجدار کے سامنے بھرے مجمع میں خلفاء راشدین کی مدحت سرائی کرنا
یہ فقط آپ کا ہی کام تھا۔ بادشاہ اور اہل دربار کا چہرہ غصہ سے سُرخ ہوتا جاتا تھا مگر آپ
اسی ہمت و استقلال کے ساتھ پڑھے جاتے تھے یہانتک کہ پورا قصیدہ ختم کیا۔ ایک مرتبہ
آپ نے نعت شریف میں بصنعت طالب و مطلوب قصیدہ لکھا الف سے حرف طائے قوافی لکھتے چلے
گئے جب ظائے معجمہ کی نوبت آئی فکر رسا نے کوئی لفظ بہم نہ پہونچایا اسی عالم فکر میں آنکھ لگی

قال اللہ اور قال رسول اللہ کی آوازیں در و دیوار سے نمایاں ہوتی تھیں غرض یہ کہ ایک ہنگامہ خدادانی و خداشناسی برپا تھا۔ اور متلاشیان جادۂ مقصود و مشتاقان علم و عرفان ربّ وُدود کی بن آئی تھی۔ آپ کی والدہ عباسی النسل شیخ خلیل اللہ عباسی کی دختر تھیں اور آپ کی دو شادیاں ہوئی تھیں ایک حافظ عبدالجلیل صاحب عباسی کی دختر کے ساتھ دوسری محمد ماہ سہسوانی کی لڑکی کے ساتھ تین لڑکیاں اور دو لڑکے آپنے اپنی اولاد میں چھوڑے ایک لڑکی اوّل مولانا محمد علی صاحب کے عقد میں آئیں جب ان کا انتقال ہوگیا تو دوسری صاحبزادی منسوب کی گئی جن کا انتقال ۱۷ جمادی الثانی ۱۲۰۸ھ میں ہوا تیسری صاحبزادی مفتی عبدالغنی صاحب کے عقد میں آئین جن کا انتقال ۴ ربیع الثانی ۱۲۰۶ھ کو ہوا تاریخ وصال حضرت مولانا کی ۴ ذیقعدہ ۱۱۵۷ھ ہی

صبح چوں از دار دنیا رفت مولانا سعید		مقتدائے اہل دین سر دفتر اہل کمال
از خرد فرمود ہاتف با ہجوم اضطراب		گوہر درج طریقت ہست تاریخ وصال ۱۱۵۷ھ

تحقیق حاشیہ صفحہ ۱۵

بخت بیدار ہوا خواب میں شرف حضوری حضور سید عالم روحی لہ الفداہ سے مشرف ہوئے لفظ قایم و یقظانی کی طرف اشارہ ہوا۔ چنانچہ بیدار ہوکر آپنے پورا شعر موزوں فرمایا اُس قصیدہ متبرک کا مطلع اور وہ خاص شعر تبرکاً درج ہے (مطلع ای مہبط روح منزل قرآنی - از مطلع قدس نیّر تابانی - (شعر خاص) طغرائی کتاب مخلصی بد و نیک ؛ طومار نجات قایم یقظانی (مقطع) یاری دہ قایق کثیر العصیاں ؛ یا در ہمہ وقت ہم معین ہر آنی - یا احمد مجتبےٰ بجز لبے مارا- یکبار بگو کہ ہاں چرا گریانی-

فائدہ۔ خواجہ اسد اللہ خاں غالب قدس سرہٗ۔ یہ غالب اول ہیں زمانۂ سلطنت مغلیہ میں آپ ہند و ایران کے مسلم شعراء میں تھے علاوہ شاعری کے فقر و زہد میں بھی صوفیانہ زندگی بسر کرتے تھے ۱۱۶۳ھ میں انتقال ہوا۔

مولانا مفتی محمد لبیب صاحب۔ آپ بڑے صاحبزادہ مولانا محمد سعید صاحب کے تھے تحصیل علم بکمالِ تحقیق اپنے والد بزرگوار سے فرمائی تھی فقہ و فرائض میں یگانۂ عصر اور انتخاب روزگار تھے آپ کی شادی مولوی وجیہ الدین صاحب ابن مفتی درویش محمد صاحب کی دختر کے ساتھ ہوئی لیکن آپ لاولد رہے ۱۱۹۵ھ میں انتقال ہوا داخل جنات عالیہ مادہ تاریخ ہے۔

سرمست بادہ توحید حضرت مولانا عبدالحمید قادری قدس سرہ الوحید آپ چھوٹے صاحبزادہ مولانا محمد سعید صاحب کے تھے ۱۷ جمادالاول ۱۱۵۲ھ تاریخ ولادت ہے پانچویں برس والد کا انتقال ہوگیا۔ تعلیم و تحصیل علم اپنے برادر گرامی سے فرمائی بعد فراغ سلسلۂ درس و تدریس اجرا فرمایا۔ خداوند کریم نے آپ کی زبان میں تاثیر کامل عطا فرمائی تھی جس کے حق میں دعا فرماتے لطف الٰہی سے باب اجابت تک پہونچتی۔ طلبہ ہر کتاب حصول برکت کیلئے آپ سے ہی شروع کیا کرتے تھے اگرچہ آپ تواضع و انکسار کے باعث اپنے آپ کو زمرۂ مشائخ سے بالکل علٰحدہ رکھتے تھے اور اپنی شان باطنی کو ظاہری لباس کے پردوں میں پوشیدہ رکھتے تھے لیکن اداشناس اور رموز آشنا نگاہیں صاف کہدیتی تھیں ؎

جلوہ مری نگاہ میں کون و مکاں کے ہیں
مجھسے کہاں چھپیں گے وہ ایسے کہاں کے ہیں

ہر وقت کے حاضر خدمت رہنے والے اور واقف حال لوگ متفق ہیں کہ آپ اولیاء کاملین سے تھے مشائخ وقت اور اکابر عصر سے آپ کے مراسم اتحاد ہمیشہ وابستہ رہتے تھے۔ اور اکثر اہل دل بزرگ آپ کی صحبت میں موجود رہتے تھے بیعت و خلافت حضور اقدس حضرت اچھے میاں صاحبؒ سے حاصل تھی۔ لیکن شان تواضع کے باعث تمام عمر کسی کو مرید نہ فرمایا۔ اس پر بھی آپ کی کشش روحانی کا یہ عالم تھا کہ بکثرت اشخاص مرید ہونے

زیادہ آپ سے حُسن عقیدت رکھتے تھے اکثر معتقدین تو آخر وقت تک آپکے پاس عقیدت سے کسی کے مرید ہی نہوئے۔ آپ کے واقعۂ ارتحال کے متعلق مشہور ہے کہ ایک دن آپ بالکل صحیح و سالم حسب معمول نماز فجر کیلئے مسجد میں تشریف لائے نماز باجماعت ادا کرکے اور اد و اشغال روزانہ ادا فرمائے نوافل اشراق کے بعد اعزا و اقارب کے تمام مکانات میں تشریف لیگئے اور فرداً فرداً ہر مکان میں اعزا کو اپنے قریب بلاکر ان سے کلمات وداعیہ فرماتے اور کہتے کہ آج رخصت ہونے کے لئے آیا ہوں۔ تھوڑی تھوڑی دیر ہر مکان میں بیٹھے اور رخصت ہوتے وقت سب کے حق میں دعائے خیر کرتے مصافحہ کرکے دوسرے مکان میں جاتے اسی طرح قبل زوال دولت خانہ میں تشریف لائے کھانے وغیرہ سے فارغ ہوکر حسب معمول تھوڑی دیر مکان میں رہکر مسجد میں آئے نماز ظہر باجماعت پڑھی نماز کے بعد مولانا عبدالملک صاحب انصاری[۱] کو اپنے پاس بلاکر فرمایا کہ آج نماز عصر اول وقت ادا کریجیے تاکہ آخر اقتدا مجھے بھی حاصل ہوجائے۔ بعدہٗ مسجد سے محلسرائے اقامت میں تشریف لیگئے اوّل ایک لکڑی سے دروازہ کا عرض ناپا اس کے بعد چار پایوں کی پیمائش کی حضرت سیف اللہ المسلول قدس سرہٗ کی والدہ ماجدہ نے جن پر آپ بہت شفقت فرماتے تھے عرض کیا کہ حضور آج خلاف عادت یہ کیا کررہے ہیں ہنسکر جواب دیا کہ دروازہ کی پیمائش برائے محافہ عروسی یا برائے جنازہ کیجاتی ہے۔ یہ کہکر ایک چار پائی کو منتخب فرمایا اور کہا ہمارا بستر اس چار پائی پر لگا دیا جائے۔ والدہ ماجدہ حضرت سیف اللہ المسلول قدس سرہٗ تعمیل حکم میں مشغول ہوئیں آپ مکان سے مسجد میں تشریف لے آئے اور نہایت اطمینان سے مسجد میں نماز عصر کیلئے مولانا عبدالملک[۱] صاحب کا انتظار کیا

---

[۱] مولانا عبدالملک انصاری قدس سرہٗ۔ آپ میاں جی عبدالملک کے نام سے مشہور ہیں شیوخ انصاری

مولویصاحب موصوف حسب ایما اوّل وقت تشریف لائے اور باہم کچھ راز و نیاز کی باتیں ہوئیں اتنے میں مؤذن نے اذان کہی آپ نے خدّام موجودہ سے وضو کے لئے پانی طلب کیا اور فرمایا کہ آج وضو پر آخری وضو بھی کرلوں تو بہتر ہے۔ بعد وضو باقتدائے مولویصاحب مذکور نماز عصر باطمانیت قلب ادا کی جس وقت دوسرا سلام پھیرا حالت متغیر ہوگئی غشی طاری ہونا شروع ہوئی۔ فوراً امام اور مقتدی آپ کو ہاتھوں پر رکھکر مکان میں لائے۔ چارپائی پر بستر پیشتر سے لگا ہوا تھا اُس پر آپ کو لٹا دیا گیا۔ عالم محویت میں خالقِ حقیقی سے راز و نیاز شروع ہو گئے کسی سے کوئی کلام نہ فرمایا یہانتک کہ صبح دوشنبہ ۱۱ جمادی الاولی ۱۲۳۳ھ ذکر جہر کے شغل کے ساتھ طائر روح نے خلد بریں کو پرواز کی تاریخ اور مہینہ وقت اور دن ولادت و وصال کا ایک ہی تھا۔ تین پسر حضرت مولانا عبدالمجید صاحب مولانا محمد شفیع صاحب۔ مولانا حکیم عبدالصمد صاحب اپنی یادگار چھوڑے۔

[illegible]

کہے جاتے ہیں نہایت بابرکت صاحب زہد و اتقا بزرگ تھے مدرسہ قادریہ میں بزمانۂ حضرت مولانا عبدالمجید صاحب درس اطفال پر مامور تھے چنانچہ جو وثیقہ آپ کا اُس زمانہ میں مقرر تھا وہ آپ کی اولاد و اخلاف کو حضرت تاج الفحول کے زمانہ تک ملتا رہا۔ ہدایت المخلوق میں آپ کی بیعت کے متعلق یہ واقعہ درج ہے کہ آپ حضرت مولانا عبدالمجید صاحب قدس سرہٗ سے نہایت اخلاص و اختصاص رکھتے تھے جب حضرت مولانا حضور اقدس اچھے میاں صاحب کے مرید ہوئے آپکو بھی نہایت اشتیاق ہوا مگر بچند وجوہ حاضری مارہرہ مقدسہ سے معذور رہے ایک شب کو خواب میں حضور اقدس کو دیکھا کہ مسجد محلہ میں رونق افروز ہیں اور فرما رہے ہے کہ وضو کے لئے پانی لاؤ میانجی صاحب فوراً پانی لائے حضور اقدس نے وضو فرماکر انصاری صاحب کو داخل سلسلہ فرمایا صبح کو نہایت مشتاقانہ عزم سفر کیا اور مارہرہ شریف جاکر مرید ہوئے شرف خلافت پایا۔ اسی طرح جب ایک مرتبہ بہت سخت بیمار ہوئے تو دو بزرگوں کو خواب میں دیکھا کہ فرما رہے ہیں اُٹھکر

مقتدائے شرع و یکتائے زماں چوں بایزید
گفت ملہم چوں سوے دار البقار حلت نمود

عارف کامل امام اتقیا فرد و حید
ہائے رفت از دار دنیا مولوی عبدالحمید
۱۲ ھ ۳۳

دیگر

چوں عبد حمید قبلۂ دین
سالِ وصل و سنین عمرِ ش

قصدِ ملک بقا نمودہ
ہشتاد و نکش سنین بودہ
ھ ۱۲ ۳۳

مولانا محمد شفیع صاحب قدس سرہٗ۔ آپ منجھلے صاحبزادہ مولانا عبدالحمید صاحب کے تھے ۶ رمضان شریف سنہ ۱۱۸۴ھ کو پیدا ہوئے تحصیل و تکمیل علم والد بزرگوار اور مولانا بحر العلوم محمد علی صاحب سے فرمائی کمالِ زہد اتقا سے موصوف تھے تواضع اور حلم میں اپنا نظیر خود آپ تھے ۲۴ ذالحجہ سنہ ۱۲۵۸ھ میں بعد مغرب انتقال ہوا غلام پیر کے نام سے معروف تھے۔ عالمِ ذی وقار و باکمال فقرہ تاریخ وفات ہے ۱۲۵۸ھ تین صاحبزادہ مولانا ضیاء الدین احمد صاحب۔ مولانا ثناء الدین احمد صاحب مولانا نور احمد صاحب اپنی یادگار چھوڑے۔ ایک دختر مولانا فیض احمد صاحب کے عقد میں آئیں۔ مولانا ضیاء الدین احمد صاحب قدس سرہٗ۔ بلحاظ عمر آپ مولانا محمد شفیع صاحب کے بڑے صاحبزادہ ہیں بتاریخ ۳ صفر سنہ ۱۲۰۸ھ آپ پیدا ہوئے اکتساب علم نہایت تحقیق و تدقیق کے ساتھ اپنے عم محترم حضرت مولانا شاہ عین الحق عبدالمجید قدس سرہٗ سے کیا شرف تلمذ کے سوا ارادت و عقیدت کامل حضرت اقدس قدس سرہٗ المجید کے ساتھ رکھتے تھے بعد فراغ کامل اضافہ کیلئے اسناد

تتمہ صفحہ ۶۱

نماز فجر ادا کرو۔ عرض کیا طاقت نشست و برخاست نہیں کیونکر اٹھوں آخران میں سے ایک بزرگ نے ہاتھ پکڑ کر اٹھادیا۔ آپ نے عالم خواب ہی میں دوسرے بزرگ سے دریافت کیا کہ یہ کون بزرگ ہیں فرمایا سیدنا شاہ ابوالبرکات ہیں فوراً بیدار ہوئے بعد نماز اسی وقت اپنے پیروں سے چلکر مسجد خرما میں تشریف لائے . . . . . . ہر شخص آپ کو دیکھکر متعجب تھا کہ شام تک سخت بیمار تھے۔ سچ فرمایا گیا ہے کرامات اولیاء حق۔ ۱۲ رمضان المبارک سنہ ۱۲۵۸ھ میں انتقال ہوا۔

سند حدیث مولانا شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی سے بھی حاصل کی فن طب
میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے کچھ عرصہ تک بمقام اکبرآباد حکیم نور الدین صاحب
کے مدرسہ میں مدرس اعلیٰ رہے اور اکثر اشخاص کو اپنے فیض علوم سے فیضیاب
کیا خصوصاً حکیم صاحب کا کل خاندان آپ کے فیض تلمذ سے ممتاز تھا۔ ۲۰
ربیع الاول شریف ۱۲۴۴ھ راہی ملک بقا ہوئے۔ نجم رخشاں ماہ و تاریخ وفات ہے۔
۱۲۴۴
مولانا نذیر احمد صاحب اور مولوی محمد احسن صاحب آپ کے فرزند تھے۔

مولوی محمد احسن صاحب کے دو صاحبزادہ مولوی محمد حسن صاحب
مرحوم اور مولوی محمد محسن صاحب پنشنر سرویر جو بفضلہ بقید حیات ہیں ہوئے
مولوی محمد محسن صاحب کا انتقال ۸ محرم ۱۳۰۵ھ ہوا۔ اُن کے فرزند مولوی حکیم
عبد الناصر صاحب خاکسار ضیاءٔ بے نوا کے برادر محترم اور کمال عنایت
فرماہیں فن طب کو اولاً علماً عملاً جناب مولانا حکیم سراج الحق صاحب رح سے

[illegible]

ؔ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی ابن مولانا شاہ ولی اللہ صاحب ابن
شیخ عبد الرحیم صاحب۔ آپ ہندوستان کے مشاہیر و مخصوص علماء میں ہیں ۱۱۵۹ھ میں
پیدا ہوئے تحصیل علوم عقلیہ و تکمیل علوم نقلیہ بکمال تحقیق و تدقیق اپنے پدر بزرگوار سے کی آپکی
شہرت علمی کو آپ کے پُرتاثیر وعظ نے خوب چمکایا جس کی وجہ سے آپ کا اسم گرامی طبقہ علماء میں
ایک امتیازی شان رکھتا ہے علماء اطراف و اکناف نے آپ سے اسناد حدیث حاصل
کیں آپ کی شہرت الفاظی ستائش سے بے نیاز ہے۔ آپ کی تصنیفات سے تفسیر عزیزی
ہے جس کو آپ نے مولانا فخر صاحب دہلوی کے کسی صاحب مجاز بزرگ کی فرمائش سے تحریر
کیا تھا تفسیر مذکور میں بعض بعض جگہ جو سہو یا لغزش ہوگئی ہے اُس پر مولوی محمد علیشاہ
مرادآبادی نے رسالہ سوط اللہ الجبار میں اور مولانا عبد الحکیم صاحب پنجابی وغیرہ علماء کرام نے
تشریح بلیغ کی ہے منجملہ آپ کی تصنیفات کے رسالہ تحفہ اثنا عشریہ ہے جس کی ہیبت سے فرقہ
شیعہ کے پتے پانی ہوتے ہیں عرب و عجم میں اس رسالہ کی شہرت ہے۔ مولانا اسلمی مرحوم

تحصیل کیا اس کے بعد دہلی جاکر جناب حکیم قاسم علیخاں صاحب سے سند طب حاصل کی عرصہ تک قائم گنج میں مطب کیا اب مکان پر موجود ہیں ہمرکابی حضرت پیرومرشد قبلہ مدظلہم الاقدس شرف حضوری دربار مقدس حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مشرف ہو آئے ہیں وظائف واوراد میں زیادہ وقت صرف کرتے ہیں۔

مولانا نذیر احمد صاحب قدس سرہٗ۔ آپ ۱۲۳۰ھ میں پیدا ہوئے جناب مولانا فیض احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے جملہ علوم وفنون کی تکمیل فرمائی آپ کی شہرت علمی ابھی تک زبان زد خواص ہے ہمیشہ سلسلۂ درس و تدریس میں مشغول رہے۔ مدت تک مدرسہ عربیہ شاہجہانپور میں مدرس اعلیٰ رہے کچھ دنوں گورنمنٹ ہائی اسکول بدایوں میں ہیڈ مولوی رہے۔ شرف بیعت حضرت مولانا شاہ عین الحق عبدالمجید قدس سرہٗ سے حاصل تھا عربی و فارسی کے ممتاز شاعر تھے خستہ تخلص فرماتے تھے لیکن زیادہ توغل نتھا۔ آپ کی تصنیفات سے حاشیہ برحاشیہ غلامیحیٰ و شرح تہذیب النحو و قصائد عربیہ ہیں

[illegible]

تلمیذ رشید حضرت بحرالعلوم مرحوم نے رسالہ مذکور کا فارسی سے عربی میں ترجمہ کر کے عرب شریف کو روانہ فرمایا اور بعض واقعات پر جو تاریخی نقطۂ خیال سے کمزور تھے اعتراض بھی کئے اسی طرح مولوی سلام اللہ صاحب محدث رامپوری نے بعض بعض اعتراض اٹھائے ہیں۔ منجملہ آپ کے تصنیفات کے رسالہ سرالشہادتین ہے جس کا ترجمہ مولانا سلامت اللہ صاحب کشفی بدایونی نے تحریرالشہادتین میں معہ شرح کے کیا ہے۔ اسی طرح عجالہ نافعہ اور بستان المحدثین آپکی باقیات الصالحات سے ہیں، ۶ شوال ۱۲۳۹ھ آپ کی تاریخ رحلت ہے نوے سال کی عمر پائی ترکمان دروازہ کے باہر اپنے والد بزرگوار کے پہلو میں مدفون ہوئے مومن نے آپ کی جو تاریخ وفات تحریر کی ہے۔ اس کا شعر آخر یہ ہے ؎ دست بیدادِ اجل سے بے سروپا ہوگئے۔ عقل و دیں لطف و کرم فضل و ہنر علم و عمل۔ فائدہ واضح رہے کہ دہلی میں اس نام کے تین بزرگ گزرے ہیں کہ

آپ کے تلامذہ اور شاگردوں کی تعداد بکثرت ہے منجملہ اہل شہر کے مولوی محمد رضا ابن مولوی محسن علی صاحب ساکن مولوی محلہ۔ قاضی محمد فخر الدین صاحب مصنف فضائل چاریار و مولوی خطیب تحمل حسین صاحب مرحوم۔ و قاضی غلام محمد خلف حافظ فیض احمد مرحوم رئیس قاضی محلہ وغیرہ ہیں سید السادات مولانا سید آل نبی صاحب قدس سرہٗ و مولوی عبد الرحمٰن صاحب شاہجہانپوری بھی آپ کے تلامذ میں تھے ۲۲ محرم الحرام ۱۲۷۰ھ ہجری آپ کا انتقال ہوا۔ کوئی اولاد نہ چھوڑی۔

مولانا سنا الدین احمد صاحب قدس سرہٗ آپ منجھلے صاحبزادہ مولانا غلام پیر محمد شفیع صاحب کے تھے بکمال تبحر علمیہ ممتاز تھے ۲۵ ذی الحجہ ۱۲۱۶ھ کو پیدا ہوئے ظہور حق تاریخی نام تھا علم ادب میں اپنا نظیر نہ رکھتے محاورات عرب پر عبور کامل حاصل فن لغت اور علم نحو میں استاد وقت تھے اولاً تحصیل اپنے عم محترم حضرت اقدس قدس سرہٗ المجید سے کی بعدہٗ تکمیل جملہ علوم عقلیہ جناب

تکملہ ضمیمہ صفحہ ۷۲

تینوں اپنے اپنے وقت میں یکتائے عصر تھے ایک شیخ عبد العزیز ابن شیخ حسن بن طاہر ہیں جو عہد اکبری کے مشائخ کبار سے تھے سلسلہ عالیہ چشتیہ میں اپنے والد بزرگوار کے مرید تھے صاحب درس و تدریس تھے ملا عبد القادر مورخ بدایونی نے بھی آپسے استفادہ علمیہ حاصل کیا ہے۔ رسائل علمیہ بمقابل رسالہ عقیبہ مصنفہ شیخ امان پانی پتی آپ نے تصنیف کیا ۹ رجب ۱۰۰۷ الی ۹۷۵ھ میں وفات پائی قطب طریقت بماند مادہ تاریخ ہے۔

مولانا عبد العزیز المتخلص بہ عزت عہد عالمگیری میں ممتاز زمانہ تھے آپ کے والد شیخ عبد الرشید عالم جید اور منجانب حضرت شاہ عالمگیر مدرس مدرسہ اکبر آباد تھے مولانا عبد العزیز صاحب علامہ دیگر علوم کے رد روافض میں ید طولیٰ رکھتے تھے رسالہ فتح العزیز و رسالہ اثبات خلافت و دیگر رسائل آپ کی تصنیف سے ہیں لاہور میں ۱۱۰۵ھ میں انتقال ہوا۔ آپ کے حالات عالمگیر نامہ میں درج ہیں

مولانا فضل امام صاحب خیرآبادی سے فرمائی سند حدیث جناب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی سے حاصل کی نعمت بیعت وعزت دامادی حضرت اقدس قدس سرہ المجید سے حاصل تھی۔ عمر کا زیادہ حصہ شغل تصنیف وتالیف اور بحث ومباحثت میں بسر فرمایا لکھنؤ میں شیخ احمد عرب شروانی[۲] سے ملاقات ہوئی شیخ موصوف نے آپ کے تبحر ادب کی بہت تعریف کی اور اس درجہ آپ کا گرویدہ کمال ہوا کہ اس کے بعد جیسے کلکتہ اقامت اختیار کی تو برابر خط وکتابت کا سلسلہ جاری رکھا۔ حاشیہ قاموس فن لغت میں اور فوائد معتمدہ علم نحو میں آپ کی تصنیف سے ہیں اس کے علاوہ دو تین مجلدات بطور مسودات کے ہیں جس میں مختلف علوم و فنون میں فوائد وحواشی تحریر ہیں وفات شریف آپ کی پنجم ماہ محرم ۱۲۸۱ھ کو ہوئی آستانہ قادریہ میں بیرون احاطہ درگاہ مجیدیہ جانب شمال آپ کا مزار پختہ بنا ہوا ہے۔ صرف ایک صاحبزادہ اپنی یادگار چھوڑے۔

ل۵ مولانا فضل امام صاحب خیرآبادی۔ آپ علمی دنیا میں آفتاب فضل وکمال بنکر چمکے آپ کے اجداد و اسلاف سب بدایوں کے رہنے والے اور اسی خطہ کی یادگار تھے آپ کے والد بدایوں سے جاکر خیرآباد میں اقامت گزیں ہوئے تھے آپ وہیں پیدا ہوئے۔ تحصیل وتکمیل مولانا عبدالواجد صاحب خیرآبادی سے کی علوم عقلیہ میں اُستاد زمانہ اور فرد و یگانہ ہوئے۔ عرصہ دراز تک دہلی میں صدر الصدور رہے باوجود اشغال و علائق دنیوی درس وتدریس کا شغل کبھی کم نہ ہوا۔ طلبہ وتلامذہ کو زبردستی شب و روز اسباق پڑھنے پر مجبور فرماتے تھے۔ میر زاہد رسالہ و میر زاہد ملا جلال پر آپ کے حواشی شامل درس ہیں آمدنامہ فارسی بھی آپکی یادگار ہے مقبول انام ہے ۵ ذیقعدہ

ل۲ شیخ احمد عرب یمنی شروانی۔ بارھویں صدی ہجری کے آخر میں یمن سے بغرض سیاحت ہندوستان میں آئے ہندوستان میں فن ادب میں بے مثل ادیب تسلیم کئے گئے ہیں اکثر کلکتہ میں اقامت رہتی تھی نفحۃ الیمن جو آجکل شامل درس ہے آپ کی تصنیف ہے لکھنؤ بھوپال وغیرہ میں والیان ملک کی مدحت سرائی بنا قصائد تحریر کرتا تھا۔

جناب مولانا حافظ محمد سعید صاحب۔ آپ مولانا ستار الدین احمد صاحب کے فرزند حضرت تاج الفحول قدس سرہٗ کے پھوپھی زاد بھائی تھے تحصیل علم حضرت مولانا فیض احمد صاحب وجناب مولانا نور احمد صاحب سے کی تھی اِس کے سوا جناب مولانا مفتی سعد اللہ[1] صاحب مرادآبادی سے بھی کسی قدر اکتساب علم کیا تھا علوم منقول ومعقول میں تبحر کامل حاصل تھا فقہ میں خصوصی شان کے ساتھ برگزیدہ افاق تھے مارہرہ مطہرہ میں کچھ دنوں حسب الطلب حضرت سیدی سیدنا شاہ آل رسول صاحب قدس سرہٗ حاضر مدرسہ خانقاہ عالم پناہ رہکر صاحبزادگان گرامی قدر کو تعلیم دی بشرف بیعت اپنے نانا قدس سرہٗ المجید سے حاصل تھا۔ شرح ملحمۃ الاعراب بزبان عربی فن نحو میں بکمال تحقیق وتدقیق تالیف فرماہی۔ عمر نے زیادہ وفا نہ کی ۲۴ر رمضان المبارک ۱۲۴۲ھ کو پیدا ہوئے اور ربیع الثانی شریف ۱۲۷۰ھ میں انتقال فرمایا کوئی اولاد نہ چھوڑی۔ آپ کے تلامذہ میں حضرت سیدی مولانا شاہ ابوالحسین احمد نوری عرف میاں صاحب قبلہ وحضرت سیدی شاہ

---

[1] مولانا مفتی سعد اللہ صاحب مرادآبادی آپ ہندوستان کے مشاہیر علمار کرام میں ہیں ۱۲۱۹ھ ہجری میں پیدا ہوئے تحصیل علم اکابر وقت سے کی چنانچہ اخوند شیر محمد ولایتی مولوی محمد حیات پنجابی مفتی صدر الدین صاحب دہلوی مولوی محمد اشرف صاحب لکھنوی مولوی محمد اسمٰعیل مرادآبادی میر ترا[؟] حسن علی محدث مفتی ظہور اللہ صاحب لکھنوی آپ کے تلامذہ میں ہیں ابتدائً مدرسی وتالیف ومفتی گری میں مصروف رہے جب نواب واجد علی شاہ لکھنو سے کلکتہ بھیجے گئے آپ کو نواب یوسف علی خانصاحب والی رامپور نے لکھنؤ سے رام پور بلاکر مفتی ریاست کردیا بزمانہ حج حضرت مولانا شیخ جمال مکی رحمتہ سے سند حدیث حاصل کی بکثرت کتب ورسائل آپ کی تصنیفات سے ہیں حضرت سیف اللہ المسلول رحمۃ اللہ اور حضرت سیدی شاہ عین الحق قدس سرہٗ سے نہایت عقیدت تھی ۱۴ر رمضان المبارک ۱۲۹۴ھ میں انتقال ہوا مفتی

ابوالحسنؒ عرف میر صاحب قبلہ قدس اسرارہم حضرات مارہرہ میں۔ وجناب
عباس حسن خانصاحب رئیس دھولپور وسید اعظم علی صاحب مو ہانی ہیں۔
اہل شہر میں قاضی عابد علی صاحب وقاضی محسن علی صاحب روسا قاضی محلہ
وقاسم علی خاں صاحب ساکن سرائے جالندھری وچودھری محمد حسین صاحب
رئیس نوادہ وشیخ احسان کریم صاحب سفید باف ساکن جالندھری سرائے
جنھوں سے نے غیر مقلد ہوکر اکثر اہل محلہ کو وہابیت کی طرف مائل کردیا آپکے

لطف اللہ صاحب رامپوری مرحوم آپ کے مرید تھے۔ مولوی محمد یحیٰ نے آپ کی تاریخ وفات
یہ نکالی ہو۔ تاریخ وفات گفت یحیٰ گنجینۂ علم وفضل صد آہ۔

سلالہ خاندان نبوت خلاصہ دودمان رسالت حضرت سیدی مولانا شاہ
ابوالحسین احمد نوری الملقب بہ میاں صاحب قبلہ قدس سرہٗ۔ آپ مسند برکاتیہ مارہرہ
مطہرہ کے تاجدار قادریوں کے ملجا وماوائی ہندوستان کے مشہور مشائخ عصر کے سرتاج
تھے آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۵۵ھ میں ہوئی تحصیل علوم مولوی شاہ تراب علی صاحب
لکھنوی مولوی فضل اللہ صاحب جلیسری مولانا نور احمد صاحب مولانا حافظ محمد سعید صاحب
حضرت تاج الفحول صاحب قدس اسرارہم بدایونی اور مولوی احمد حسین صاحب صوفی مرادآبادی
مولوی حسین شاہ صاحب بخاری سے کی علوم باطنی کی تعلیم اور بیعت وخلافت اپنے جد امجد
حضرت سیدی سیدنا شاہ آل رسول صاحب قدس سرہٗ سے حاصل فرمائی اُس کے سوا
حضرت سید شاہ غلام محی الدین صاحب قدس سرہٗ مارہروی جد اصغر اور حضرت سیف اللہ المسلول
قدس سرہٗ۔ اور جناب شاہ تنکا شاہ شمس الحق بخاری قدس سرہٗ سے بھی استفادۂ باطنی
حاصل کیا۔ باوجود مشاغل باطنی آپ کو تحفظ عقائد کا ازحد خیال تھا جس زمانہ میں بدایوں میں
مسئلہ تفضیل کا زور ہوا آپ نے تصنیف رسائل کی طرف متوجہ ہوکر شان حقانیت کا جلوہ دکھایا
اسی طرح عقائد وہابیہ نجدیہ سے محفوظ رہنے کی ہدایت تحریری وزبانی متواتر فرمائی۔ آپ تقدس
وتورع زہد واتقا میں فائق الاقران تھے ہزارہا مریدین آپ کے دیار وامصار میں ہیں۔ حضرت

شاگردوں میں تھے۔
استاذ انام حضرت مولانا نور احمد صاحب قدس سرہٗ۔ آپ چھوٹے صاحبزادہ
مولانا محمد شفیع صاحب کے ہیں آپ کے فضائل و مناقب آپ کے کمالات
ظاہری و باطنی احاطہ تحریر میں آنا محال ہیں ہزاروں صدہا نفوس
آپ کے وجود کی عکسی شبیہ کو اپنے سینوں سے لگائے ہوئے ابھی بدایوں
کی گلیوں میں چلتے پھرتے نظر آتے ہیں آپ کی عظمت کا سراغ اُن کے
دلوں سے لگائے ایک زمانہ کو آپ نے اپنے فیض سے سیراب کیا خدائی
آپ سے مستفیض ہوئی خدا نے آپ کی ذات سراپا برکات کو قلزم علم و فضل
بنایا تھا۔ ۱۳ر جمادی الآخر ۱۲۳۰ھ ولادت باسعادت کی تاریخ ہے تکمیل علوم
نقلیہ اور فنون عقلیہ حضرت مولانا فیض احمد صاحب قدس سرہٗ سے فرمائی
بعض کتب معقول مثل افق المبین اور شفا وغیرہ حضرت استاذ مطلق مولانا
فضل حق خیرآبادی قدس سرہٗ سے اخذ فرمائیں۔ تحفہ میں حضرت تاج الفحول

تاج الفحول قدس سرہٗ کے ساتھ نہایت خصوصی مراسم تھے ہمیشہ فرماتے تھے جو میرا
مرید ہے وہ حضرت کا مرید ہے جو حضرت تاج الفحول کا مرید ہے وہ میرا مرید ہے ان کا
مخالف میرا مخالف میرا مخالف اُن کا مخالف ہے۔ آپ کی تصانیف سے رسالہ دلیل الیقین
سراج العوارف۔ وغیرہ ہیں وصال ۱۱ر رجب المرجب ۱۳۲۴ھ میں ہوا۔ خاتم اکابر ہند فقرہ سال
وصال ہے نماز جنازہ جناب مولانا محب احمد صاحب قبلہ نے پڑھائی خانقاہ معلی میں محو استراحت
ہیں عرس شریف صاحب سجادہ عالیہ برکاتیہ حضرت سید مہدی میاں صاحب قبلہ دامت
برکاتہم جس دھوم دھام سے عظیم الشان پیمانہ پر کرتے ہیں وہ عالم آشکار ہے
۵ل السیدات سید شاہ ابو الحسن المعروف بہ میر صاحب قدس سرہٗ۔ آپ حضرت سید
شاہ ظہور حسین چھٹو میاں صاحب قدس سرہٗ کے فرزند تھے بیعت و خلافت اپنے جد امجد سے
حاصل تھی نہایت بابرکت بزرگ تھے ۱۲۰۹ھ میں پیدا ہوئے ۹ر رجب ۱۳۱۱ھ کو رحلت فرمائی

قدس سرہٗ آپ کی نسبت تحریر فرماتے ہیں۔ ورین بلاد نظیر حضرت عمی و استاذی
علیہ الرحمۃ بمشاہدہ نیامدہ لاریب وحید عصر و فرید دہر بودند غیر از تعلیم و تدریس
طلبا و اعانت فقرا و غربا شب و روز شغلے دیگر مرغوب طبع مبارک نبود عدد
تلامذۂ جناب بالوف رسیدہ امازہے برکت و فیض کہ ہر کسے ہر قدر سے کہ
خواندہ در یک سبق برکت سالہا یافتہ و بفضل الٰہی و فیض و برکت حضرت
عالی استادی علیہ الرحمۃ کہ از تلامذہ محروم از دولت علوم نماندہ امروز
در تمام بدایوں احدے از تلمذ جناب شان خالی نیست الخ آپ کے تلامذہ
کی تعداد پنجاب۔ کابل۔ فارس و عراق تک وسعت پذیر ہے۔ تلامذہ کیساتھ
از حد شفقت فرماتے تھے۔ شادی کے تھوڑے دنوں بعد آپ کی اہلیہ محترمہ
نے وفات پائی ہر چند اعزا نے دوسری شادی کا اصرار کیا مگر آپ نے
اس خیال سے کہ سلسلہ درس و تدریس میں ہرج واقع ہوگا شادی دوبارہ
نفرمائی آپ کے اخلاق کریمہ غربا اور اہل محلہ کے ساتھ نہایت محبت آمیز تھے

درگاہ معلیٰ میں بائیں دالان روضہ حضرت شاہ آلِ محمد قدس سرہٗ میں مدفون ہوئے۔

لہ استاذ مطلق حضرت مولانا فضل حق خیرآبادی علیہ الرحمۃ۔ آپ مولانا فضل امام صاحب
کے صاحبزادہ علمار کرام کی مجلس کے سراج منیر میں علم معقول کے مسلم الثبوت امام ہیں
سنہ ۱۲۱۱ھ میں پیدا ہوئے ایام طفلی میں صرف چار ماہ کے اندر قرآن شریف کو حفظ کرلیا۔ تیرہ سال
کی عمر میں والد بزرگوار کے فیض توجہ سے درسیات کو ختم کیا علوم منطق و حکمت و فلسفہ و ادب
و کلام و اصول وغیرہ میں جس طرف توجہ ہوگئی تلامذہ کو یکتائے زمانہ کردیا علوم باطن کے جذبات
بھی خانہ قلب کی نورانیت کیلئے باعث فروغ تھے حضرت شاہ دھومن صاحب چشتی دہلوی
سے بیعت حاصل تھی۔ مناصب جلیلہ پر ریاست لکھنؤ و رامپور و الور میں ہمیشہ مامور
رہے مگر کبھی یک منزل قرآن شریف روزانہ و نماز تہجد ناغہ نہوئی۔ آپ کے مناقب علمیہ ظاہری
ہر ستائش سے مستغنی ہیں۔ صرف آپ کے تلامذہ کے علو مراتب سے آپ کی شان ارفع و اعلیٰ کا

شرف بیعت حضرت سیدی مولانا شاہ عین الحق قدس سرہٗ المجید سے حاصل تھا
شعر خود نفرماتے تھے لیکن پاکیزہ کلام کی نہایت قدردانی کیا کرتے تھے۔ تالیف
وتصنیف کی طرف عدیم الفرصتی کے باعث زیادہ التفات نہ تھا ١٣١٠ھ
قدسی میں راہی خلد بریں ہوئے آستانہ قادریہ میں حضرت سیف اللہ
المسلول قدس سرہٗ کے آغوش راست میں جگہ پائی۔ شیخ العصر مادہ تاریخ
وصال ہے۔ حضرت تاج الفحول قدس سرہٗ آپ کے افضل التلامذہ میں ہیں
آپ کے سوا مولوی فرخ حسین عثمانی۔ مولوی سراج احمد مولوی مصاحب علی

پتہ چلتا ہے۔ باعتبار جامعیت حضرت تاج الفحول قدس سرہٗ کو ملاحظہ کیا جائے آپ کے
صاحبزادہ مولانا عبدالحق صاحب کو دیکھا جائے اس کے بعد فرداً فرداً مولوی احمد حسن صاحب
مرادآبادی مولوی سلطان حسن صاحب بریلوی مولوی نورالحسن صاحب کاندھلوی مولوی
فیض الحسن صاحب سہارنپوری مولوی شاہ عبدالحق صاحب کانپوری مولوی ہدایت اللہ خاں صاحب
رام پوری مولوی سید عبداللہ صاحب بلگرامی۔ ملا فتح الدین صاحب لاہوری ملا نواب صاحب
قندھاری وغیرہ کو پیش نظر رکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ہندوستان میں ان حضرات میں کا ہر شخص
چوٹی کے لوگوں میں سمجھا جاتا ہے۔ حضرت سیف اللہ المسلول قدس سرہٗ سے آپ کو نہایت خلوص
وعقیدت تھی یکزمانہ میں بدایوں بھی تشریف لائے تھے اکثر اوراد و اشغال کی اجازتیں حاصل کی تھیں
مدرسہ عالیہ قادریہ میں مقیم رہے تھے۔ ہنگامۂ غدر فرو ہونے کے بعد گورنمنٹ نے آپ کو حبس دوام
بعبور دریائے شور کی سزا دی وہیں تاریخ ۱۲ صفر ۱۲۷۸ھ میں راہی ملک بقا ہوئے۔ آپ کی
تصانیف میں شرح سلم قاضی مبارک۔ حاشیہ افق المبین۔ حاشیہ تلخیص الشفا ہدیہ سعیدیہ
وغیرہ معقول میں بکثرت رسائل ہیں ان رسائل کے سوا کتاب تحقیق الفتوی رد خرافات مولوی
اسمٰعیل صاحب دہلوی میں ہے جس کو خاص دہلی میں مولوی اسمٰعیل صاحب کی موجودگی میں
تحریر فرمایا تھا جس پر اکابر علماء دہلی مثل مولوی رشید الدین خانصاحب۔ و مولوی مخصوص اللہ
صاحب وغیرہ نے مواہیر ثبت فرمائیں۔ جس کا جواب مولوی صاحب کو بجز فرار کچھ بن نہ آیا اور حیلہ جہاد

روسار مولوی محلہ۔ مولوی حکیم سعید الدین مولوی طاہر الدین۔ مولوی عزیز الدین روسار فرشولی محلہ۔ مولوی ابو محمد تحصیلدار۔ شیخ اقتدار الدین روسار سوتھ محلہ قاضی شیخ الاسلام قاضی قمر الاسلام قاضی محی الاسلام روسار عباسی محلہ۔ میر قاسم علی رئیس سرائے جلندری مولوی محمد حسین[۵۱] و مولوی احمد حسن[۵۲] روسار سید باڑہ۔ حافظ عبد اللہ نابینا سفید باف بدایوں کے مشہور لوگ آپ کے شاگرد تھے۔ بیرونجات میں مولوی نجم الدین سنبھلی۔ مولوی امین الدین خیر آبادی ملا اکبر شاہ ولایتی مولوی محمد عارف مولوی محمد نعمان مولوی قنبر اللہ وغیرہم تلامذہ مشہورین میں ہیں۔

ضمیمہ ۵۰

دہلی اور اہل دہلی سے منہ چھپایا۔ ایک اور رسالہ رد وہابیہ میں امتناع نظیر ہے جس کو حال میں مولانا سلیمان اشرف صاحب بہاری نے مطبوع کرایا ہے اس رسالہ کی ہیئت استدلال سے بڑے بڑے دیوبندی لرزتے ہیں۔ اگرچہ جہد المقل میں علماء بدایوں اور خیر آباد کو پانی پی پی کر کوسا ہے مگر سینوں میں دل لرزتا ہے۔

۵۱ مولوی محمد حسین صاحب خلف مولوی اسد اللہ صاحب آپ بدایوں کے سربرآوردہ علمار کرام میں تھے مولانا نور احمد صاحب کے ممتاز و مخصوص تلامذہ میں تھے منطق و ادب میں نہایت بلند پایہ رکھتے تھے شرف بیعت حضرت مولانا شاہ عبد المجید صاحب قدس سرہٗ سے حاصل تھا حضرت سیف اللہ المسلول قدس سرہٗ اور مولانا فضل حق صاحب خیر آبادی قدس سرہٗ سے جو مکالمہ بعض مسائل منطق پر ہوا ہی تو آپ ہی اُس کے کاتب تھے کہا جاتا ہے کہ عربی علم ادب کے زمانہ جاہلیت کے دس ہزار اشعار آپ کو یاد تھے۔ اخون جی کے نام سے ملقب تھے درس و تدریس کا شغل آخر عمر تک جاری رہا آستانہ مجیدیہ کی حاضری گویا معمول تھا

۵۲ مولوی احمد حسن صاحب وکیل شرعی رئیس شیخ پٹی کے تھے صاحب درس تھے آپ کے تلامذہ میں جناب مولوی حاجی وزیر احمد صاحب بی اے رئیس (ٹونک والا) جو نہایت عابد و متورع گوشہ نشین بزرگ ہیں حی و قائم ہیں

مولانا عبد الصمد صاحب قدس سرہٗ۔ آپ تیسرے صاحبزادہ مولانا عبد المجید صاحب کے ہیں ۲۶ر شعبان ۱۱۸۱ھ میں پیدا ہوئے تحصیل و تکمیل علوم اپنے برادر بزرگ حضرت اقدس قدس سرہٗ المجید سے فرمائی چھیتر سال ایک ماہ کی عمر پائی اور اپنے اخ اکبر کے وصال سے آٹھ ماہ آٹھ دن بعد ۲۵ر رمضان المبارک ۱۲۶۳ھ کو انتقال کیا آپ کی شادی سادات قبائی محلہ سید باڑہ میں ہوئی تھی ایک صاحبزادہ مولانا ظہور احمد اپنی یادگار چھوڑے۔

مولانا ظہور احمد صاحب آپ ۱۲۲۱ھ میں پیدا ہوئے ظہور علی تاریخی نام تھا آپ شاگرد و مرید و داماد حضرت سیدی شاہ عین الحق قدس سرہٗ المجید کے تھے تکمیل علوم درسیہ اور تحصیل فنون طبیہ حضرت سیف اللہ المسلول سے کی تھی فن طب میں دستگاہ کامل حاصل تھی بھرت پور اسی نہج سے تشریف لے گئے تھے وہیں بمقام بساور ۱۲۷۵ھ میں انتقال ہوا ایک پسر ایک دختر جو بعقد حضرت سیدی تاج الفحول قدس سرہٗ منسوب تھیں اپنی اولاد میں چھوڑی۔

مولانا انوار الحق صاحب آپ مولانا ظہور احمد صاحب کے فرزند تھے ۱۲۴۷ھ میں پیدا ہوئے مظہر محمدی تاریخی نام تھا درسیات کی تکمیل اپنے پھوپی زاد بھائی مولانا نذیر احمد صاحب سے کی شرف بیعت حضرت سیف اللہ المسلول قدس سرہٗ سے حاصل تھا فارسی میں نہایت رغبت کے ساتھ درس کا سلسلہ جاری رکھا ذوق سخن گویا خاصۂ طبیعت تھا انوار تخلص تھا نعت و مناقب لکھا کرتے تھے آپ کا کلام ماہ تاباں اوج معرفت وغیرہ میں بکثرت شایع ہو چکا ہے اپنے پیر و مرشد کی سوانح عمری طوالع الانوار مرتب کی جس کا اقتباس جا بجا اس سوانح میں موجود ہے ۵ جمادی الاول ۱۳۱۳ھ میں انتقال ہوا تین لڑکے اور تین لڑکیاں ہوئیں ایک مولانا الحاج الشہید مولوی حکیم

عبدالقیوم صاحب قدس سرہٗ کو منسوب تھیں ایک مولوی حاجی غفور بخش صاحب قادری وکیل بلند شہر رئیس بدایوں کے عقد میں ہیں۔ ایک حضرت پیرو مرشد مولانا شاہ غلام پیر محبوب حق مطیع الرسول محمد عبدالمقتدر صاحب مدظلہم الاقدس کی اہلیہ محترمہ ہیں۔ ایک لڑکے کا صغر سنی میں انتقال ہوگیا۔ بڑے لڑکے مولوی ابرار الحق صاحب کیف قادری محب الرسولی مرحوم تھے جن کا تاریخی نام ندالرسو تھا ۱۲۸۶ھ میں پیدا ہوئے حضرت تاج الفحول قدس سرہٗ سے درسیات اور مولانا حکیم سراج الحق صاحب قدس سرہٗ سے طب کی تحصیل کی شاعری میں فصیح الملک نواب مرزا داغ کے ارشد تلامذہ میں تھے چار دیوان عاشقانہ نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ تحریر کئے لیکن شائع نہ ہو سکے آخر میں نعت و مناقب کی طرف متوجہ ہوئے حدود شرع کے اندر نعت شریف میں وہ گلکاریاں اور گلفشانیاں کیں کہ عروس سخن کو صبغۃ اللہ من احسن من اللہ صبغہ کا رنگین جوڑا پہنا دیا۔ کلام میں جدّت طرازی رنگینی۔ شوخی۔ مضمون آفرینی کیسا تھ زبان کی صفائی نوراً فوق نور کی مصداق تھی مطلع سے مقطع تک تخلص کی رعایت سے اشعار بھی کیف مضامین سے سرشار نظر آتے تھے عرس قادری کے مناقب خوانوں میں آپ کے دم سے ایک عجیب ذوق سخن رہتا تھا عرس شریف میں مہمانوں کے قیام کا انتظام آپ ہی سے سر انجام پاتا تھا اور آپ شبانہ روز جس محنت و جانفشانی سے خدمات عرس شریف انجام دیتے تھے وہ درصل آپ کا ہی حصہ تھا آپ نے تذکیر و تانیث میں ایک مبسوط رسالہ جسمیں تمام اساتذہ کے کلام سے سند لی گئی ہے تالیف کیا ایک رسالہ محاورات میں اسی طرح مرتب کیا فن طب میں چند مفید رسائل تحریر کئے جو افسوس کہ شائع نہ ہو سکے۔ دو سال ہوئے ۱۴ شعبان ۱۳۳۱ھ کو انتقال فرمایا۔ آپ کے بڑے صاحبزادہ مولوی عبدالصمد صاحب سہسوانی راقم کے برادر طریقت اور شفیق فی الحقیقت ہیں آجکل رسالہ شمس العلوم کی ادارت کرتے ہیں۔

امام الاولیا سید المشائخ تاج العلما غوث العلمین عروس حجلۂ تقدیس نوشاہ خلوت توحید

حضرت سیدی مولانا شاہ عین الحق عبد المجید قدس سرہٗ الوحید

آپ بڑے صاحبزادہ حضرت مولانا عبد الحمید صاحب قدس سرہٗ کے ہیں
ولادت باسعادت ۲۹ رمضان المبارک ۱۱۷۰ھ کو واقع ہوئی تاجدار عارفان
محبوب حق تعمہ سال ولادت ہے وقت پیدائش تجلیات ذاتی حضرت باری
عزاسمہٗ کی جلوہ ریزی نے یہ اثر دکھایا کہ آپ کا نام تاریخی بھی ظہور اللہ تجویز کیا گیا
ایام رضاعت ہی سے آثار بزرگی چہرہ سے عیاں تھے اکابر وقت کے ہاتھوں میں
پرورش و تربیت پائی طفلی کا زمانہ بزرگوں کی صحبت میں گزرا۔ زہد و اتقا کا
رنگ رگ و پے میں ساری ہوگیا۔ ہوش سنبھالا تسمیہ خوانی کی رسم ادا
ہوتے ہی حضرت بحرالعلوم قطب زمان مولانا محمد علی صاحب قدس سرہٗ نے
اپنے آغوش تربیت میں لیکر سلسلۂ تعلیم شروع فرمایا۔ والدہ ماجدہ آپ کی خود
زہد و اتقا میں یگانۂ آفاق تھیں۔ مولانا حطیب محمد عمران رح آپ کے ماموں جیسے
خدا رسیدہ بزرگ۔ مولانا مفتی عبد الغنی صاحب رح آپ کے پھوپا جیسے شیخ المشائخ
یہ لوگ ہر وقت آپ کو نگاہوں میں رکھتے تھے۔ غرض حضرت بحرالعلوم شفیق
پھوپا نے علم و عمل میں شروع ہی سے کامل و مکمل کرنا شروع کیا ہنوز گیارھویں
سال میں قدم رکھا تھا۔ کہ قطب زمان بحرالعلوم رح نے شب بیداری کی لذت کا خوگر
کرایا نماز تہجد شروع کرادی تصور و تصدیق کی مشق کرائی عبادت شب میں
آپ کو وہ لذت و چاشنی حاصل ہوئی کہ آخر دم تک سفر و حضر میں کہیں
کبھی نماز تہجد ترک و قضا نہ ہوئی اس طرح تعلیم ظاہر و باطن آٹھ سال تک حضرت
بحرالعلوم قطب زمان سے پائی بعد وصال استاد بزرگ کے آپ نے عزم
سفر فرمایا لکھنؤ جاکر مولانا ذوالفقار علی صاحب ساکن دیوہ سے جو اس زمانہ میں
علم و فضل میں استاد وقت تھے اور حضرت ملک العلما مولانا نظام الدین سہالوی رح کر

مایۂ ناز تلامذہ میں تھے تکمیل علوم فرمائی اور بکمال اختصاص سند فراغ حاصل فرمائی جو مواہیر شاہی سے مسجل ہو کر باقاعدہ آپ کو پیش کی گئی۔ بعد تکمیل و فراغ جذبات باطنی نے اُبھرنا اُبھارنا شروع کیا۔ رہبر صادق و مرشد برحق کی جستجو میں دیار و امصار کی بادیہ پیمائی کرتے ہوئے چاروں طرف نظریں دوڑانا شروع کیں۔ اکابر خاندان کی صحبت نے ہمت بلند اور نگاہ فقت پسند کردی تھی عرفان الٰہی کی نورانی روحانی راہیں رتنو منضمیر قلب پر پیشتر ہی آئینہ ہو چکی تھیں۔ مشائخ وقت اور اصفیائے عصر کی مجلسیں دیکھیں بھالیں بہت سے مسند نشین اور صاحب ارشاد اکابر نگاہوں سے گزرے مگر ظرف عالی اور فکر بلند نے بمصداق (نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز) کہیں تسلّی و تشفّی نہونے دی اگرچہ بعض اوقات خاطر عاطر میں اس طائفہ سے سوء ظن بھی پیدا ہو جاتا لیکن طلب شیخ سے کبھی سینہ خالی نہ ہوتا۔ ایک مرتبہ حضرت مولانا عبد الغنی صاحب قدس سرہ نے فرمایا کہ ہم بتقریب عرس شریف حضرت سیدنا شاہ حمزہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ مارہرہ شریفہ جانے والے ہیں وہاں حضرت سلطان المحبوبین سیدنا شاہ آل احمد اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہیں جو آجکل قبلۃ الاولیا ہیں ہمارے ساتھ وہاں چلکر حضرت کی زیارت کرنا۔ کیا تعجب ہے کہ وہاں تمہاری مقصد برآری ہو جائے بزرگ پھوپا کے ارشاد کی تعمیل آپ نے ایک مشتاقانہ آرزو کے ساتھ فرمائی حاضر مارہرہ شریفہ ہوئے چونکہ ابھی وقت نہیں آیا تھا کچھ کشود خاطر اور اطمینان قلب نہوا۔ حضرت مفتی صاحب نے حضور اچھے میاں صاحب رح سے بہت اصرار کے ساتھ آپ کی طرف توجہ مبذول فرمانے کو کہا مگر کچھ جواب نملا اور آپ اُسی طرح واپس تشریف لائے مکان آکر پھر آپنے تلاش شیخ میں عزم سیاحت فرمایا جب مفتی صاحب کو خبر ہوئی تو پھر آپ کو سمجھایا اور کہا کہ اس زمانہ میں حضرت اچھے صاحب رح سے بہتر میری نظر میں کوئی بزرگ کہیں نہیں معلوم ہوتا۔ مارہرہ شریف ہی جاکر تمہیں بیعت کرنا چاہیئے

اور جو کچھ وہاں سے ملے اُس پر قناعت کرنا بہتر ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ بیعت کی دو قسمیں ہیں ایک جو بے اختیار واقع ہو۔ یہ سب سے عمدہ اور احسن ہے مگر مجھکو نصیب نہیں۔ دوسری با اختیار خود اس کے لئے وجہ و جیہ قایم کرنے کی ضرورت ہے۔ اُس کا اظہار جناب نے نہیں فرمایا۔ اگرچہ آپ کا پاس ادب لب کشائی کرنے کی اجازت نہیں دیتا ورنہ میں تو یہی کہتا کہ وہاں بھی اونچی دوکان پھیکا پکوان والی ہندی ضرب المثل صادق آتی ہے۔ مفتی صاحب کو آپ کی اس صاف گوئی سے کسی قدر آزردگی اور ملال ہوا۔ ادھر آپ بھی ساکت و خاموش ہوگئے تھوڑی دیر کے بعد اجازت سفر چاہی مفتی صاحب نے بادل نخواستہ اجازت عطا فرمادی آپ مفتی صاحب سے رخصت ہوکر مکان پر تشریف لائے دوسرے روز صبح کو مصمم ارادہ سفر فرمایا۔ شب کو طالع خوابیدہ بیدار ہوا عالم خواب میں حضور سید عالم حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس اقدس کی حضوری ہوئی۔ دیکھا کہ مجلس آراستہ ہے حضرات صحابہ کرام و اولیاء عظام کی صفیں حلقہ کئے ہوئے ہیں حضور دستگیر عالم غوث اعظم رضی اللہ تعالے عنہ و حضرت شیخ الاولیا فرید الملت والدین بابا شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ اور حضور اچھے میاں صاحب مارہروی قدس سرہٗ قریب تخت معلیٰ حاضر ہیں کہ اتنے میں حضور آقائے دو عالم روحی الہ الفداہ نے حضور غوث پاک کی طرف کچھ اشارہ فرمایا حضور دستگیر عالم نے اپنے دست حق پرست سے آپ کا ہاتھ پکڑ کر حضور اچھے میاں صاحب کے دست مبارک میں دیدیا جب اس طرح یہ دولت خداداد ہاتھ آئی۔ صبح کو ہزاروں فرحت و انبساط کے ساتھ بیدار ہوئے فوراً مارہرہ شریفہ کا قصد فرمایا۔ بکمال عقیدت و اخلاص حاضر بارگاہ حضور معلےٰ ہوکر شرف بیعت حاصل کیا۔ اس کے بعد شبانہ روز شیخ کی حضوری میں حاضر رہنا اختیار فرمایا اور کبھی کسی وقت حضور اقدس اچھے میاں صاحب

قدس سرہ کے زمانہ وصال تک مارہرہ شریفہ سے قصداً جدائی گوارا نفرمائی یہانتک کہ اگر عزیز و اقارب کسی تقریب سے آپ کو بدایوں بلاتے اور حضور معلےٰ کو خبر ہو جاتی کہ مکان سے بلاوا آیا ہے فوراً آپ کو مکان جانے کی تاکید فرماتی حضرت مولانا یہ کہکر کہ بہت اچھا جاؤنگا سامنے سے چلے آتے تعمیل حکم کے لئے گھر جانیکا قصد فرماتے لیکن دلکو مفارقت شیخ سے مضطربانہ کاوش ہوتی۔ کچھ دیر ادھر اُدھر رہکر پھر حاضر دربار ہوتے سرکار والا جاہ سے پھر تاکید ہوتی آپ پھر قصد روانگی کرتے لیکن دل بے اختیار ہو جاتا صدمہ مفارقت گوارا نہوتا مجبوراً پھر سامنا ہوتا جب پیرومرشد کا اصرار یہانتک پہونچتا کہ آپکے لئے سواری وغیرہ کا انتظام بھی کر دیا جاتا مجبوراً مکان تشریف لاتے بمشکل تمام دو چار دن رکتے اور فوراً واپس ہو جاتے۔ اس حاضری وحضوری کے صلہ میں پیرومرشد کی نگاہ کرم اور لطف خصوصی بھی آپ کو ہر وقت اپنے آغوش میں رکھتا۔ مدارج فقر وعرفان میں دن دونی رات چوگنی ترقی ہوتی رہی۔ جیساکہ آثار احمدی کی تحریر سے بھی واضح ہوتا ہے۔

آنجناب دست بحبل المتین عروۃ الوثقیٰ زدہ بہرار مقصد اعلیٰ گردید وابواب فیوض و برکات بر روئے خود کشود۔ وجادہ سلوک بقدم الٰہی۔ نوردیدہ چراغ امتیاز در امثال و اقران برافروخت واز رتبۂ عشق محبوبی کمال بجمال ہمایوں بہم سانده بسرمایۂ حضوری آنجناب کامیابی حاصل ساخت وپس از طے مراحل سلوک وفقر ولباس صوفیہ وسند خلافت سلاسل عالیہ سرفرازی یافت و ملازم استان قدسی گشت۔ جنابعالی باولی نظرے وعنایتے خاص وایشانرا بانجناب نسبت مخصوص بل اقوی بود چنانچہ اکثر جنابعالی میفرمود کہ کہ مولوی عبدالمجید بمقام ہل من مزید است وہیچو او طالبے صادق ویارے موافق نیست وبمقاد ضمانت شریفہ سرنامہ نامیش افضل العبید مولوی عبدالمجید قلمی میفرمود۔ الخ

جب تکمیل مراتب ہو چکی مثال خلافت عطا فرمائی گئی اور شاہ عین الحق
کے خطاب سے سرفراز فرمائے گئے۔ آپ کے باطنی جذبات اور روحانی ولولے
اگرچہ بہت کچھ آپ کو ذوق آشنائے بیخودی کرنا چاہتے تھے لیکن علوم
شریعہ کی زبردست قوت ایک پیش نجانے دیتی تھی آپ کا ظاہری و
باطنی کیف و سرور دیکھ دیکھکر خود حضور اقدس ارشاد فرماتے۔ کہ درویش باید
کہ ظاہرش چوں ابی حنیفہ باشد و باطنش چوں منصور و این معنی بجز
مولوی عبدالمجید در دیگرے ندیدہ ام۔ اتباع شریعت اس درجہ ملحوظ خاطر تھا کہ
کبھی کسی وقت میں ترک سنت کا ظہور ہوا ہی نہیں۔ نوافل و مستحبات جو
روز اول سے اختیار فرمائے آخر دم تک ترک نہوئے۔ ایک طرف پیر و مرشد
کو آپ سے اس درجہ خصوصیت اور اُنس تھا کہ اکثر مریدان با اختصاص اور
خلفائے خاص کے حلقہ میں ارشاد فرماتے کہ اگر روز قیام خداوند کریم کی جناب
سے سوال کیا گیا کہ ہماری بارگاہ کے لئے کیا تحفہ لائے ہو تو مولوی عبدالمجید
کو پیش کردونگا۔ دوسری جانب پیرزادگان میں آپ کا اس درجہ وقار
و احترام تھا کہ جو آپ فرماتے اُس پر جملہ صاحبزادگان متفق ہو جاتے۔ چنانچہ
بعد وصال حضرت سید شاہ آل برکات المعروف ستھرے میانصاحب رحمۃ اللہ
علیہ (جو بعد وصال حضور اقدس اچھے میانصاحب رضی اللہ عنہ مسند برکاتیہ پر
کسی قدر اختلاف آرا کے بعد سجادہ نشین ہوئے اور قریب سولہ ۱۶ سال تک
اپنے فیض و برکت سے بندگان خدا کو مستفیض فرما کر ۱۲۵۱ھ قدسی میں واصل
بحق ہوئے) معاملہ سجادہ نشینی میں اختلافات کا اندیشہ قلوب میں پیدا
ہوا۔ درگاہ معلٰی کے تبرکات عالیہ اور خرقہ شریفہ وغیرہ جو بغیر جملہ صاحبزادگان
کی موجودگی و اتفاق کے نہیں کھلتے ہیں بالکل مقفل کر دئیے گئے اس وقت
آپ نے باصرار بعض حضرات حاضر مارہرہ مقدسہ ہو کر نہایت خوبی و خوش اسلوبی
سے اس نزاع باہمی کا تصفیہ فرمایا اور خاص فاتحہ چہلم حضرت ستھرے میانصاحب

قدس سرہٗ کے روز مسجد آستانہ مقدسہ میں خرقہ و دستار و دیگر تبرکات
جو حضور اقدس اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ نے آپ کو مرحمت فرمائے تھے آپ نے
حضرت سیدنا شاہ آل رسول صاحب قدس سرہٗ کو جن کو اجازت عامہ
اور خلافت تامہ اپنے عم محترم حضور اچھے صاحب قدس سرہٗ سے حاصل
تھی) پہنا کر خود نذر سجادہ پیشکش فرمائی آپ کا نذر دینا تھا کہ سب نے اس
رسم سجادہ نشینی کو تسلیم کر لیا اور آپ کے بعد جو پہلی نذر گزری ہے وہ
انہیں حضرات کی تھی جو اس سے قبل مانع تھے۔ ایسے نازک وقت میں
صرف آپ کی عظمت و وجاہت نے بات رکھ لی اور تمام خدشات نیست و
نابود ہو گئے۔ پیر و مرشد کے وصال کے بعد سے آپ کی طبیعت مارہرہ مقدسہ
میں لمحہ بھر کو نہ لگتی تھی اور فراق شیخ کا قلب مبارک کو سخت صدمہ تھا
اس لئے آپ نے مستقل طور پر بدایوں کی اقامت اختیار فرمائی اور بجز
شرکت عرس شریف و دیگر ضروریات آستانہ برکاتیہ کبھی گھر سے باہر قدم
نہ نکالا۔ درگاہ معلیٰ کا نذرانہ یعنی زر یومیہ جو سرکار فرخ آباد سے مقرر ہے
حضور معلےٰ نے اپنی حیات میں آپ کے نام منتقل کرا کر بجائے اپنے نام
مبارک کے آپ کا نام درج کرا دیا تھا۔ اس خدمت کو عرصہ تک آپ انجام
دیتے رہے اور خزانہ سرکاری سے یہ یومیہ وصول کرنے کے لئے آپ کو سفر
کرنا پڑتا تھا۔ ایک مرتبہ بعض اشخاص نے زمانہ دراز کے بعد ایک شکایتی
درخواست اس مضمون کی حاکم وقت کے یہاں دیدی کہ زر یومیہ درگاہ
مارہرہ یافتنی شاہ عین الحق بدایوں کے ایک مولوی صاحب مولوی عبد المجید
نامی وصول کر لیتے ہیں۔ لیکن بعد تحقیقات یہ بات ثابت ہو گئی کہ شاہ
عین الحق آپ ہی کا خطاب ہے اور کوئی کارروائی خلاف نہیں ہے۔
ایسے ہی دوسری بار پھر کسی نے درخواست دی حاکم ضلع خود استفسار
حال کے لئے مدرسہ قادریہ میں پہنچا۔ اس وقت آپ اپنے حجرہ مبارک میں

سامنے چٹائی پر بیٹھے ہوئے اشغال و اذکار میں مستغرق و محو تھے۔ مگر حاکم وقت کو نظر نہ آتے تھے۔ صاحب موصوف بار بار حضار مدرسہ سے پوچھتے تھے کہ شاہ عین الحق کون ہیں اور کہاں ہیں کہنے والے فوراً جواب دیتے تھے کہ آپ کے پیش نظر چٹائی پر بیٹھے ہوئے ہیں صاحب بہادر سخت متعجب تھے کہ یہ کیا واقعہ ہے ہر شخص کو آپ نظر آتے ہیں اور ہماری نظر سے پوشیدہ ہیں آخر غرق تحیر ہو کر اور درخواست کو خلاف واقعہ تحقیق کر کے صاحب حاکم ضلع نے معاودت کی۔ اس واقعہ کے بعد حضرت اقدس نے زر یومیہ صاحبزادگان کے نام منتقل فرما دیا۔ اور اس خدمت سے سبکدوشی حاصل کی۔ پھر مدرسہ عالیہ سے کبھی باہر تشریف نہ لے گئے یہانتک کہ عمر شریف اسی سال کی ہو گئی قوائے جسمانی ازحد ضعیف ہو گئے طاقت و توانائی جواب دیچکی یکایک آپنے بکمال جذبہ عشق و غلبہ شوق حرمین شریفین کا قصد مصمم فرمایا۔ اُس وقت کا سفر کوئی معمولی سفر نہ تھا ریل وغیرہ کا تو ذکر ہی کیا سواری کا بہم پہنچنا بھی دشوار تھا ان پر راستوں کی خرابی ایک ضعیف و کمزور جسم کے ساتھ جو سلوک اس قدر طویل سفر میں کر سکتی تھی اُس کا صرف قیاس ہی کافی ہے۔ مگر آپ نے ان ظاہری تکالیف کا ذرا بھی خیال نہ کیا اور ۱۲۵۶ھ میں بقصد حج و زیارت روضہ نبی کریم علیہ التحیہ والتسلیم سفر فرمایا مریدین و متوسلین بھی جو اپنے پیر کے عاشق و جانباز تھے ہمرکاب ہوئے۔ قریب سو آدمیوں کے قافلہ میں تعداد ہو گئی۔ جب یہ قافلہ بڑودہ پہونچا وہاں آپ کے صاحبزادہ حضرت سیف اللہ المسلول قدس سرہٗ بھی حج سے واپس آ کر بقصد وطن بمبئی سے چلے تھے خبر تشریف آوری سُنکر سعادت قدمبوسی سے بہرہ اندوز ہوئے۔ اور پھر آپ کی ہمراہی میں احرام سفر باندھا بخیر و خوبی حرمین طیبین کی زیارت سے شرفیاب ہو کر دربار نبوت سے انعام و اکرام فیوض و برکات حاصل کر کے مراجعت فرمائے وطن ہوئے کوئی اثر سفر

آپ پر محسوس نہوا۔ راستہ بھر اور خاص زمین مقدس حجاز میں مخلوق الہی آپ سے فیضیاب ہوئی

وطن میں جب سجّادہ طریقت پر آپ نے جلوس فرمایا آپ کے فضل و کمال زہد و تقدس اور تصرف و کرامات کا شہرہ دور دراز تک پہنچا تشنگان بادۂ طریقت اور مشتاقان صہبائے حقیقت آپ کے در دولت کو میخانۂ خدا شناسی سمجھکر ساغر بکف آنا شروع ہوئے۔ اور فیض ساقی سے سرشار و مخمور ہو ہو کر عرفان الہی کے ذوق آشنا ہوئے غربا و مساکین امرا و عمائد آپ کی کفش برداری ہمیشہ باعث صد افتخار سمجھتے رہے علما و مشائخ آپ کی نگاہ کرم کے متمنی ہو کر آپ کے باب فیض پر ناصیہ فرسائی کو ہمیشہ ذریعۂ تقرب الی اللہ جانتے رہے۔ خاص بدایوں کے معزز شرفا میں کوئی ایسا گھرانا نہ تھا جو آپ کے سلسلہ ارادت میں داخل نہو جب آپ کی نسیم فیض اور شمیم برکت انگیز کی لپٹیں دور دور پہونچیں والیان ملک اور امرا ذی اختیار کو آپ کی قدم بوسی اور زیارت کا شوق پیدا ہوا۔ چنانچہ دربار اودھ سے جائیداد اور معافیات مصارف کے لئے نذر کی گئیں جس کے اسناد اور فرمان ابتک موجود ہیں غدر کے بعد سرکار برطانیہ کی جانب سے منجملہ معافیات سابقہ عطیات شاہان سلف کے موجودہ جائداد کا معافی دوامی کا سارٹیفکٹ آپ کے ہی نام کمشنری مرادآباد سے صادر ہوا باوجود اس تقدس و تقرب الہی کے پھر بھی آپ مرید کم فرماتے اور مریدین پر توجہ خاص رکھتے یہی وجہ تھی کہ آپ کے عام مریدین میں اثر سی و خدا شناسی کا خاص جوہر تھا اور مخصوص مریدین کا تو کہنا ہی کیا ہے۔

آثار احمدی میں ہے باوصف ارادت و عقیدت خلق مریدان کم گرفتہ اما مریدانش ہمہ اہل کمال و صاحب کیف و حال اند۔ وچرا نباشد کہ تاثیر فیض و برکت و توجہ او باندک بد صحبت مردم در خود یافتہ اند پس مریدین را چہ گفت

دوسری جگہ ہے ہر چند ابواب مکاشفات بروے مبکشانید اظہار آں ممکن نے کہ بوقوع آید و باکمال حالت جذب استقامت تام اندر شریعت داشتہ و باغایت غلبہ و طغیان محویت حقیقی پا از جادہ تمکین فرو نگذاشتہ فیض صحبت مرشدے ہر قدر کہ بوے دست دادہ بدیگرے ازاں بہرہ کمتر حاصل گردیدہ۔

ایک مقام پر ہے۔ زہے وسعت مشرب و حوصلہ بلند کہ باین مدارج ارجمند و اختصاص فیض و برکت صحبت مرشد حضرت مولویصاحب اصلا تفوق بر امثال نہ جستہ۔ و مطلقاً او کمال تمکین رموز کلام تصوف و اسرار توحید رابئے پردہ بلند اہنگ ساز اظہار نہ ساختہ۔ آپ کے مراتب عظیمہ اور مدارج فخیمہ کا حال آثار احمدی و ہدایت المخلوق سے بخوبی معلوم ہوسکتا ہے خاکسار راقم الحروف اگر شرح و بسط کے ساتھ آپ کے خصائل کریمہ اور فضائل عمیمہ کو لکھنا شروع کرے تو ایک ضخیم رسالہ کی ترتیب ہو جائے بہ نظر اختصار اسی قدر پر اکتفا کرتا ہے اگر وقت ملا اور زندگی باقی رہی تو انشاءاللہ آپ کی جداگانہ سوانح عمری میں آپ کے شبانہ روز کے حالات آپ کے ملفوظات آپ کے تصرفات قلمبند کئے جائینگے۔ بعض واقعات کا اندراج یہاں بھی پیش نظر ہے۔

ایک مرتبہ آپ بدایوں سے مارہرہ شریفہ کو جا رہے تھے خطیب تجمل حسین صاحب مرحوم و دیگر متوسلین ہمراہ رکاب تھے شیخ غلام غوث مرحوم خادم خاص نے جب سواری قادر گنج پہونچی درویش ملنگ منش میاں ریتا شاہ کا جو حضور اچھے صاحب قدس سرہٗ کے مریدین میں مشہور درویش ہیں تذکرہ کیا آپ نے فرمایا کہ ہم نے سُنا ہے کہ وہ اکثر خلاف شرع امور کا ارتکاب کرتا ہے ہمراہیوں نے مخاطب پاکر مختلف طور پر میاں ریتا شاہ کے حالات بیان کئے ایک صاحب نے یہ بھی کہدیا کہ حضور وہاں تو

ہروقت فقیروں کا میلہ رہتا ہے اور شراب کا دور چلا کرتا ہے۔ ارشاد فرمایا چلو ہم بھی دیکھیں وہ کیا تماشے کیا کرتا ہے ہم بھی تو خدا سے یہی چاہتے تھے کہ حضور کو کسی طرح وہاں تک لے چلیں اور اسی لئے یہ ذکر چھیڑا تھا۔ سب ساتھ ہوئے جب قریب مڑھی کے پہونچے۔ دیکھا فقرا، بادہ کش کے حلقہ میں میاں ریتا شاہ ساقی بنے بیٹھے ہیں دو چار سبوچہ و جام گلی اس بزم رنداں کی زیب و زینت ہیں۔ تاڑی کا دور اُڑ رہا ہے۔ میاں ریتہ شاہ کی نظر جب آپ پڑی سراسیمہ ہو گئے مگر سامان مے نوشی کو چھپا نہ سکے ادھر جب حضور اقدس نے یہ افعال ناجائز سرزد ہوتے ہوئے دیکھے چتون پربل پڑ گیا ہتک شریعت اپنی آنکھوں دیکھکر غصہ آگیا فرمایا میاں ریتہ شاہ یہ غیر مشروع و حرام افعال کر کر کے لوگوں کو گمراہ کرتے ہو اور فقیری کا نام بدنام کر رکھا ہے۔ فقیر ریتا شاہ ترنگ بیخودی میں وہی جواب جو دوسرے معترضین کو دیا کرتے تھے (باوا فقیر دودھوا پلا رہا ہے تو بھی چکھ دیکھ) دے بیٹھے اس سے پیشتر بھی جب کسی نے اعتراض کیا ریتا شاہ یہی صاف جواب دیکر تاڑی کی ماہیت اپنی قوت کسب سے بدلدیتے تھے۔ اور اُن کی یہ کرامت بہت مشہور ہے۔ حضرت اقدس نے فرمایا فقیر ہم کو بھی دھوکا دیتا ہے اپنے دودھے کو خود کسی ظرف میں لوٹ کر اور چکھ کر دیکھو اب جو آبخورے میں تاڑی اونڈیلنا شروع کیا میاں ریتہ شاہ ہرچند زور باطنی صرف کرتے ہیں کچھ پیش نہیں جاتی ساری کرامت سلب ہو چکی تاڑی بدستور تاڑی ہی رہی۔ ریتا شاہ کو سخت ندامت ہوئی۔ دوڑ کر قدموں پر سر رکھدیا۔ اور تائب ہوئے۔

ایک مرتبہ آپ مارہرہ شریفہ سے بسواری بیل گاڑی گھر کو واپس آرہے تھے۔ شیخ لعل محمد مرحوم حجام بدایونی جو حضور اچھے صاحب کے مریدان خاص میں تھے۔ اور حسب الحکم پیر و مرشد آپ کی خدمت پر مامور تھے۔ ہمرکابی میں تھے

نذری کے قریب جب گاڑی پہونچی آپ نے وضو کے لئے پانی طلب کیا
لعل محمد رسّی لوٹہ لیکر لب سڑک کنوئیں پر آئے۔ اتفاق سے ڈور
ہاتھ سے چھنکر معہ لوٹے کے کنوئیں میں گر پڑی بیچارے بہت پریشان ہوئے
اور جب پانی آنے میں توقف ہوا۔ آپ نے لعل محمد کو آواز دی واقعہ معلوم
ہوا فرمایا اگر آبادی قریب ہو تو گاؤں میں جاکر رسّی اور کانٹا مانگ لاؤ تو
لعل محمد نے شب کا عذر کیا۔ فرمایا اچھا اگر کوئی دوسری رسی وغیرہ ہو تو
نکالو۔ عرض کیا حضور کوئی رسی یا ڈور موجود نہیں ہے فرمایا آخر کوئی چیز
ایسی ہے جس سے لوٹہ کنوئیں سے نکل سکے۔ بعدہٗ آپ نے لعل محمد کی
کسوت طلب فرمائی اور اس کو کھلوایا کسوت کے اندر ایک سوت کی
پنڈیا داشتہ آید بکار کے طور پر پڑی ہوئی تھی۔ آپ نے وہ پنڈ بدست اقدس
سے لیلی اور سڑک سے ایک چھوٹی کنکری اُٹھاکر کچے سوت میں گرہ دی
فرمایا اس کو لیجاکر آہستہ آہستہ کنوئیں میں ڈالکر اپنا کام کرو جب پانی تک
کنکری پہنچ جائے آنکھیں بند کر لینا اور جب تک لوٹا نکال نہ لو خبردار آنکھ نہ
کھولنا۔ شیخ لعل محمد مرحوم کہتے ہیں میں نے تعمیل حکم کی تاگا آنکھیں بند
کر کے کھینچنا شروع کیا یہاں تک کہ لوٹا پانی سے لبریز معہ ڈور کے تاگے
میں لپٹا ہوا میرے ہاتھ میں آگیا میں نے آنکھیں کھولکر قدرت الٰہی کا تماشہ
دیکھا۔ اسی طرح لوٹا لیجاکر پیش کیا آپ نے وضو کیا بعدہٗ ارشاد فرمایا میاں
لعل محمد یہ ایک خدا کا بھید تھا اس کو ہماری زندگی میں ہرگز اپنی زبان سے
نہ نکالنا۔ شیخ لعل محمد مرحوم بھی قول کے پکے تھے جب حضور اقدس کا وصال
ہو گیا اور ان کا بھی زمانہ آخر آیا تو اس واقعہ کو علی رؤس الاشہاد بیان کیا۔

ایک مرتبہ مدرسہ شریفہ میں رونق افروز تھے ایک شخص شریفانہ
صورت مگر چہرہ سے ہراس و تنگدستی کے آثار ظاہر۔ اگر قدمبوس ہوئے اور
بے ساختہ رونا شروع کر دیا۔ اور اپنی پریشانی کا اظہار کیا آپ نے اُن کا

ہاتھ پکڑ کر اپنے ہمراہ صحن مدرسہ میں لائے ایک گھاس زمین سے اوکھیڑ کر انکو دی فرمایا اس گھاس کو تانبے کے ساتھ تاؤ دیکر سونا بنا لینا۔ اس وقت فقیر کے پاس اور کچھ موجود نہیں ہے وہ شخص اس تبرک کو خوش خوش گھر لیکر پہونچے جسقدر برتن وغیرہ جلدی میں ہاتھ لگے سب کو گلا کر گھاس ڈالدی قدرت باری سے تمام تانبا سونا ہو گیا۔ ان پریشان حال بزرگ کی ساری تکالیف رفع ہوگئیں۔ جسقدر قرض تھا وہ بھی ادا ہو گیا۔ خوشحالی و خورمی دامنگیر حال ہوئی۔ اُس کے بعد اُنھوں نے مدرسہ شریفیہ میں آکر اور اُس گھاس کو تلاش کیا مگر کامیاب نہوئے۔

حافظ علی اسد اللہ صاحب مرحوم رئیس سوتھ محلہ ایک زمانہ میں اتفاقاً سخت پریشان ہوگئے۔ مرید خاص اور روزانہ کے حاضرباش تھے۔ زبان سے پریشانی ظاہر نہ کرتے تھے مگر متفکر ہمیشہ رہتے تھے ایک مرتبہ اتفاق سے ایسے وقت پر حاضر مدرسہ ہوئے کہ حضرت اقدس اپنے حجرہ میں کھانا تناول فرما رہے تھے حافظ صاحب مگس رانی رمال سے کرنے لگے فراغ طعام کے بعد حضرت اقدس نے آپ کو پانچ روٹیاں مرحمت فرمائیں حافظ صاحب نے ایک تو فوراً کھالی اور چار روٹیاں بطور تبرک گھر کو لے گئے۔ اس کے بعد آپنے وقت تاک کر یہ معمول کر لیا کہ روزانہ کھانے کے وقت حاضری دینا شروع کی اور اولش کھانا اختیار کیا۔ تھوڑے عرصہ میں ساری پریشانی رفع ہوگئی اور بیشتر سے زیادہ اچھی حالت میں ہوگئے اپنے تمام املاک و دیہات پر پھر قابض ہونیکے علاوہ بہت سی جائیداد حاصل ہوگئی۔ ہمیشہ حافظ صاحب فرمایا کرتے تھے کہ یہ ساری دولت و عزت پیرو مرشد کے اولش کھانے کا صدقہ ہے۔ حافظ صاحب مرحوم بدایوں کے معزز شرفا میں تھے ۲۲ ربیع الاوّل ۱۳۰۹ھ میں انتقال ہوا۔ حافظ قاضی علی احمد صاحب مرحوم جو اپنے والد کے پیرزادوں کے ہمیشہ خلاف رہے اور حافظ عنایت احمد صاحب قادری انکی یادگار ہیں

شیخ نظام الدین صاحب فاروقی مرحوم رئیس محلہ شہباز پور - ایک مرتبہ سخت پریشانی کی حالت میں حاضر آستانہ مقدسہ ہوئے مزار مبارک کے سامنے مودبانہ دوزانو بیٹھ گئے تھوڑی دیر کے بعد ایک خاص حالت طاری ہوئی جس کو خواب وبیداری کے درمیان سمجھنا چاہیے - اسی عالم میں دیکھا کہ حضور اقدس بالکل قریب استادہ ہیں اور فرمارہے ہیں کہ کچھ فکر وتردد کی بات نہیں ہے انشاءاللہ کچھ ضرر نہ پہونچے گا - اُٹھو اور گھر کو واپس جاؤ یہ فرماکر شانہ ہلایا جس کی ہیبت سے شیخ صاحب نے سر اُٹھایا فوراً قبر مبارک کو بوسہ دیا اور شادان وفرحان مکان کو آئے اوسی روز توجہ باطنی پیرو مرشد سے وہ تمام پریشانیاں دور ہوگئیں حکم حاکم سے جو ضرر پہونچنے کا اندیشہ تھا جاتا رہا - شیخ صاحب مرحوم حضرت شیخ الاسلام فرید الملت والدین بابا شکر گنج رضی اللہ تعالے عنہ کی اولاد امجاد سے بدایوں کے روساء کبار میں تھے آپ کے اکثر اہل خاندان سلسلۂ قادریہ میں بیعت ہیں اور ہوتے ہیں

شیخ رکن الدین صاحب مرحوم رئیس محلہ فرشولی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ اُن کے لڑکے پر جو ملازم سرکار تھے ایک مقدمہ قایم ہوگیا اور حکام متعلق نے بدظن ہوکر لڑکے کو گرفتار کرلیا یہ مقدمہ اکبرآباد پہنچا شیخ صاحب مذکور بیحد آزردہ اور پریشان تھے پیروی مقدمہ کے لئے خود بھی اکبرآباد پہونچے. ایک شب بعد نماز عشا وظیفہ پڑھکر حضرت اقدس سے رجوع کی توجہ باطنی کے ساتھ استعانت وامداد روحانی کے خواستگار ہوئے. اسی حالت میں خلاف عادت غنودگی کا غلبہ ہوا آنکھ لگ گئی - دیکھا حضور اقدس تشریف فرما ہیں اور فرماتے ہیں کہ کل انشاءاللہ تمھارے فرزند کو نجات حاصل ہوگی اسی وقت شیخ صاحب بیدار ہوگئے ہوش آتے ہی خوش خوش مصلے سے اُٹھے احباب جو منتظر بیٹھے ہوئے اُن سے بیساختہ شیخ صاحب نے کہا کہ کل انشاءاللہ تعالے یہ لڑکا خلاصی پائے گا. سب لوگ کہنے لگے خدا کرے

ایسا ہی ہو لیکن آپ کا یہ کہنا کہ کل ہی تصفیہ ہو جائے گا خلاف قیاس ہے اول تو پیشی کی تاریخ کل نہیں اگر پیش ہو بھی تو ثبوت اور صفائی وغیرہ کے بعد ایک عرصہ تصفیہ کے لئے چاہیئے۔ شیخ صاحب نے کہا خیر صبح دور نہیں ہے نتیجہ معلوم ہو جائے گا دوسرے روز کچہری کے وقت شیخ صاحب معہ اپنے رفقا اور ہمراہیاں کے کچہری پہونچے حاکم مجوزنے اجلاس میں پہونچتے ہی سب سے اول یہی مقدمہ سماعت کیا۔ اور حکم رہائی سُنایا شیخ صاحب خوش و خورم لڑکے کو ہمراہ لیکر مکان آئے جو شخص سنتا تھا متعجب ہوتا تھا ہمراہیان کو زیادہ تعجب شیخ صاحب کے اس دعوے پر ہوتا تھا کہ ۱۲ گھنٹہ پیشتر کس طرح حکم رہائی شیخ صاحب کی زبان سے نکلا اور شیخ صاحب کہتے تھے کہ میرا بارہا کا تجربہ ہے جب حضرت شیخ سے امداد چاہی وہی ہو کر رہا جس کی بشارت دی گئی۔

مولوی عظمت علے صاحب منصف مرحوم جو قاضی محلہ کے روسا اور شہر کے معزز لوگوں میں تھے۔ اُن کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ روزگار کی طرف سے سخت متفکر اور ملول تھا شب کو خواب میں حضرت اقدس کی زیارت ہوئی۔ دیکھا کہ دست مبارک میں دو کلچہ جن پر بھنا ہوا گوشت رکھا ہوا ہے موجود ہیں اور بکمال شفقت دونوں روٹیاں معہ گوشت کے مجھکو عطا فرمائی ہیں۔ صبح کو منصف صاحب خوش خوش اُٹھے فکر و ملال دور ہوا۔ منصف صاحب ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ واقعہ خواب کے بعد سفر و حضر میں کبھی ایسا اتفاق نہوا کہ میں نے دسترخوان پر گوشت روٹی موجود نہ پایا ہو بعض اوقات سفر و دورہ میں ملازم و باورچی کہتے بھی تھے گوشت کا ملنا یہاں محال ہے لیکن خود بخود کوئی نکوئی صورت ایسی پیدا ہو جاتی تھی کہ مسافرین وغیرہ اجنبی لوگ گوشت باورچی کو دیجایا کرتے تھے۔ منصف صاحب مرحوم بھی اپنے پیرو مرشد قدس سرہٗ المجید کے مخصوص

مریدوں میں تھے۔ محافل اعراس میں جو مناقب و قصائد پڑھے جاتے تھے
ان کو آپ جمع کر کے اکثر طبع کراتے تھے چنانچہ ابر ہدایت نغمہ
رسائل آپ ہی نے شایع کرائے تھے۔

حکیم تفضل حسین صاحب مرحوم جو روسا مولوی محلہ سے تھے ایام
غدر میں مخبری مخالفین سے ماخوذ ہو گئے اُن کی والدہ ضعیفہ کو سخت صدمہ
اور رنج ہوا۔ ایک دن اسی غم میں بہت مضمحل ہوئیں شب کو حضرت اقدس
کو خواب میں دیکھا فرماتے ہیں انشاء اللہ کل تمھارا لڑکا خلاصی پائیگا۔ گھبراؤ
مت صبح کو ان کی والدہ نے اپنی خواب کا تذکرہ کیا اسی روز لطف الٰہی سے
حکیم صاحب کو نجات حاصل ہوئی گھر آکر اپنی والدہ سے یہ ماجرائے خواب
سُنا۔

منجملہ روسا بدایوں کے ایک شخص صاحب علم و فضل و تقویٰ اپنے
حال کے خود ناقل تھے کہ وہ جوانی کی عمر میں سلسلہ بیعت میں داخل
ہوئے اکثر رامپور میں رہنا ہوتا تھا جس کی وجہ سے خال خال حاضری
و قدم بوسی شیخ کا موقع ملتا تھا۔ شباب کا عالم پھر امراؤ خوش باشان
رام پور کی صحبت کا اثر زیادہ وقت باوجود محترز رہنے کے احباب کی خاطر سے
بیکار جلسوں میں صرف ہوتا تھا۔ ایک دن تمام یاران ہم صحبت نے
اتفاق کر کے یہ تجویز کی کہ فلاں محلہ میں جو ایک رقاصہ خوش جمال آئی
ہوئی ہے اس کو لانا چاہئے اور اسی مکان میں اس کا مجرا ہونا چاہئے
ہرچند بدایونی صاحب نے منع کیا لیکن کچھ پیش نہ گئی مجبور ہو گئے احباب
جلسہ میں سے کچھ لوگ سامان آرایش کی فراہمی کے لئے اور کچھ رقاصہ کے
لینے کو روانہ ہو گئے۔ جب یہ صاحب تنہا رہگئے خود بخود ان کی طبیعت
متوحش ہونے لگی دروازہ مکان بند کر کے دالان کے اندر ایک تخت پر
ہیبت زدہ گر پڑے۔ دیکھا کہ مکان میں جانب بائیں حضرت اقدس اِس

صورت سے جلوہ افروز ہیں کہ عصائے مبارک ہاتھ میں ہے بالا ہی سر پر ذقن شربت رکھے ہوئے استادہ ہیں چہرہ پر غیظ و غضب کے آثار نمایاں ہیں۔ یہ واقعہ دیکھتے ہی ان کے تمام بدن میں رعشہ آگیا۔ خوف و ہراس کی حالت میں چاہا کہ اُٹھکر قدموں پر گر پڑوں تخت سے اُٹھتے ہی بیہوش ہوگئے۔ سر و پا کی مطلق خبر باقی نرہی۔ اسی اثنا میں یاران ہم صحبت معہ رقّاصہ مکان پر آئے اندر سے زنجیر پڑی ہوئی دیکھکر آوازیں دینا شروع کیں لیکن جواب نہ پایا۔ دیر تک جب نہ کواڑ کھلے نہ مکان کے اندر سے کچھ آواز آئی مجبوراً رقاصہ کو رخصت کیا ایک شخص نے دیوار سے اُتر کر کواڑ کھولے جماعت احباب مکان میں داخل ہوئی ان کو بیہوش و سکتہ کے عالم میں پاکر اور مردہ سمجھکر سب لوگ سخت بدحواس ہوئے اور شور و غل مچانا شروع کیا بعض نے پانی وغیرہ چھڑکنا شروع کیا آخر بدیر ان کو ہوش ہوا۔ احباب کے استفسار پر آپ نے کل واقعہ بیان کیا سب کے سب نادم و پشیمان ہوئے ہوئے اور ان بدایونی صاحب نے صحبت بد سے دور رہنے کا عہد کیا اور اپنے افعال سے تائب ہوئے۔

حافظ غلام جیلانی صاحب مرحوم جو شرفا شہر اور رؤسا سوتھہ محلہ سے تھے ان کا بیان ہے کہ ایام غدر کے بعد جب گورنمنٹ انگلشیہ کا پھر تسلط ہوگیا اور تحقیقات باغیان شروع ہوئی ایک صاحب نے اپنے ذاتی رنج و عناد کی وجہ سے حافظ صاحب مرحوم اور حکیم نیاز احمد صاحب مرحوم کا کہ دونوں صاحب عمائد شہر اور مریدان خاص حضور اقدس سے تھے۔ نام لے دیا تحقیقات شروع ہوگئی۔ یہ لوگ سخت پریشان اور مضطرب الحال تھے۔ حافظ صاحب نے خواب میں شرف باریابی پایا۔ ارشاد ہوا اجاں جوکھوں نہیں ہے انھوں نے عرض کیا حضور نیاز احمد۔ فرمایا اس کو بھی جان جوکھوں نہیں ہے۔ انھوں نے پھر ایک اور صاحب کی بابتہ بھی جن کا نام یاد نہیں رہا

دریافت کیا۔ فرمایا سب کا ٹھیکہ نہیں لیا ہے۔ حافظ صاحب خواب سے
بیدار ہو کر بہت بشاش ہوئے اور ان کو اُس وقت سے ایسی طمانیت قلب
حاصل ہو گئی کہ شاید حکم سُنکر بھی نہوتی چنانچہ نتیجہ تحقیقات میں یہی ہوا
کہ حافظ صاحب اور حکیم صاحب دونوں بے قصور ثابت ہوئے۔ اور
تیسرے بیکس کو سزائے موت دی گئی۔ حافظ صاحب اپنے پیر کے منتخب
مریدوں میں تھے نسباً صدیقی حمیدی مشرباً قادری مجیدی تھے شہر
کے بابرکت لوگوں میں سمجھے جاتے تھے تین صاحبزادہ مولانا فضل احمد
صاحب۔ مولوی مفتی کرم احمد صاحب۔ مفتی اکرام احمد صاحب لطف
اپنی یادگار چھوڑ کر ۲۴ محرم ۱۳۱۰؁ میں راہی ملک بقا ہوئے۔ آپ کے سبب
اہل خاندان سلسلۂ قادریہ معینیہ مجیدیہ میں منسلک ہیں۔ خان صاحب محمد علیخاں
صاحب مرحوم آزاد جو حضرت سیف اللہ المسلول قدس سرہٗ کے حلقہ ارادت
میں منسلک اور شہر کے مشاہیر لوگوں میں تھے ناقل ہیں کہ جوانی میں
اولاد کی زیادہ تمنّا نہ تھی مگر جب پیری آئی عمر زیادہ ہوئی دل کو اولاد کا
قلق ازحد ستانے لگا بارگاہ الٰہی میں شب و روز التجا کی ارواح اولیاء کرام
سے حصول مرام کی توجہ کی ایک شب خواب میں حضور اقدس کی زیارت
سے مشرف ہوئے خواب میں خانصاحب کو حضرت اقدس نے ایک پھول
مرحمت فرمایا۔ صبح کو جب یہ بیدار ہوئے دل پر فرحت و انبساط کے آثار پائے
مولانا قاضی عبدالسّلام صاحب عباسی سے خواب بیان کی آپ نے فرمایا
ببرکت توجہ حضرت مولانا قدس سرہٗ آپ کو فرزند خوش اقبال خداوند کریم
عطا فرمائے گا چنانچہ اُسی سال آپ کے یہاں فرزند نرینہ پیدا ہوا جسکا نام
احمد علیخاں رکھا گیا۔ خدا کا شکر کہ آج وہی گل نو شگفتہ جواب خان بہادر
احمد علیخاں مینکش قادری محبب رسولی بلاغ کا ایک نخل ثمر دار ہے دنیاوی
عزّت و وجاہت میں شہر کا آنریری مجسٹریٹ محکمہ سروے کا نامی و نام آور

خطاب یافتہ چشتن دار راقم الحروف کا حجرہ نہ گر ہے۔

غرض اسی طرح آپ کے تصرفات نامتناہی ابتک جاری ہیں شیخ ظہور احمد صاحب مرحوم جو حضرت اقدس کے مریدین میں راقم الحروف کے زمانہ ہوش تک زندہ رہے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے پیر بھائیوں پر یاہم پر جب کوئی مصیبت آئی یا کوئی مشکل درپیش ہوئی جب پیرومرشد کی جناب میں رجوع کی فوراً ہی مشکلکشائی فرمائی۔

آپ کے اوقات شبانہ روز وقف عبادت الہی اور صرف خدمت دین رسالت پناہی تھے۔ مسند درس پر بھی جلوہ فرماتے شغل تصنیف بھی رکھتے لیکن تصانیف کی طرف اسی وقت توجہ مائل ہوتی جب باطنی اشارات یا تحریک سے مجبور کئے جاتے۔ منجملہ تصانیف کے کتاب برکت انتساب۔ مواہب المنان فارسی ہے یہ کتاب حضور غوث اعظم سید الافراد سلطان بغداد محبوب سبحانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ملفوظات شریفہ المعروف جواہر الرحمن کی کامل ومکمل شرح ہے جس میں اسرار تصوف اور نکات خداشناسی کا انکشاف فرمایا گیا ہے یہ کتاب باشارت باطن حسب فرمان حضور اچھے صاحب قدس سرہٗ لکھی گئی ہے محافل انوار شریف حضور سید العالمین روحی لہ الفداہ کے محامد وفضائل خصائل وشمائل ابتدائے ولادت شریف سے وصال مبارک کے وقت تک بارہ محافل میں منقسم ہیں یکم سے بارہ ربیع الاوّل شریف تک عصر ومغرب کے درمیان میں روزانہ ایک محفل کا دور مدرسہ عالیہ قادریہ میں ہوتا ہے! ایک ایک لفظ ایک ایک جملہ دلوں میں نور ہدایت پیدا کرتا ہے۔ کتاب مبارک اُردو میں ہے۔ حضور اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ کی فرمائش سے تحریر کی گئی ہے ایک رسالہ فارسی میں کتاب الصلوٰۃ عربی مصنفہ حضرت سیف اللہ المسلول قدس سرہٗ کا ترجمہ ہے۔ رسالہ ہدایت الاسلام فارسی ہیں تقویت الایمان مصنفہ مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی کا رد ہے۔ ایک اور رسالہ فارسی میں

ذکرِ تلامذۂ مخصوص

سید السادات معدن خوارق عادات کاشف دقائق معقول و منقول حضرت سیدی سید شاہ آل رسول صاحب قدس سرہٗ - آپ خانقاہ عالم پناہ مارہرہ مقدسہ کے تاجدار - حضرت ستھرے میاں صاحب سید شاہ آل برکات خلف اوسط حضرت سلطان الاولیا سیدنا شاہ حمزہ صاحب قدس اسرارہم کے نور نظر اور فرزند اوسط ہیں ۱۲۰۹ھ میں ولادت باسعادت ہوئی تحصیل علوم دینیہ بارشاد حضرت اچھے میاں صاحب رضی اللہ عنہ حضرت قدس سرہ المجید سے فرمائی - اس کے بعد لکھنؤ جاکر مولانا عبد الواسع صاحب سیدنی پوری و مولانا نور الحق صاحب فرنگی محلی سے علوم معقول کی تکمیل کی سند حدیث مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی سے اور سند طب حکیم فرزند علیخاں صاحب موہانی سے حاصل فرمائی علوم باطنی کی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے پاکر خلافت عامہ اور اجازت تامہ اپنے عم محترم حضرت سید العارفین سلطان المحبوبین سیدنا شاہ ابو الفضل آل احمد اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی بعد وصال اپنے والد ماجد حضرت ستھرے میاں صاحب کے ماہ ذیقعدہ ۱۲۵۱ھ میں وارث و سجادہ نشین درگاہ معلی مقرر کیے گئے اور حضرت اقدس قدس سرہ المجید کے دست مبارک سے خرقہ پوشی و دستار بندی اور رسم سجادہ نشینی عمل میں آئی جہان اسلام کو آپ نے اپنے فیض باطنی سے مستفیض فرمایا - آپ کے ہزاروں مریدین اب بھی بقید حیات موجود ہیں وصال شریف ۱۸ ذالحجہ ۱۲۹۶ھ کو ہوا ا ونیسویں کو فاتحہ عرس ہوتی ہے مزار مبارک دالان شرقی گنبد درگاہ معلی میں بالیں مزار حضرت سیدی شاہ

حمزہ صاحب قدس سرہٗ واقع ہے خاتم الاکابر ۱۲۹۶ھ فقرہ تاریخ وصال ہے۔

سید السادات شمس العرفا حضرت سیدی سید شاہ غلام محی الدین امیر عالم صاحب قدس سرہٗ۔ آپ حضرت ستھرے میاں صاحب کے فرزند اصغر ہیں ۱۲۶۳ھ میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ حضرت اقدس قدس سرہٗ المجید سے دینیات کی تعلیم پائی مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب کشفی بدایونی اور مولانا ولی اللہ صاحب فرخ آبادی سے بھی تحصیل علوم فرمائی حضور اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ کے آغوش شفقت میں پرورش و تربیت پاکر والد بزرگوار سے شرف بیعت اور عم نامدار سے اجازت و خلافت سے سرفرازی حاصل کی بزرگ بھائی سے بھی خلافت و اجازت حاصل کی امارت و ریاست کے ساتھ عبادت و ریاضت میں عمر بسر فرمائی بمقام لکھنؤ پنجم شعبان ۱۲۸۶ھ میں بعمر ۲۳ سال واصل بحق ہوئے لیکن جنازہ مارہرہ میں لایا گیا اور دلان پائیں گنبد کی صحنچی جانب شرق میں دفن کیا گیا۔

علامہ اجل فاضل بے بدل مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب کشفی بدایونی قدس سرہٗ۔ آپ شیخ برکت اللہ صاحب صدیقی متولی بدایونی کے فرزند ہیں جو بدایوں کے شرفا اور عمائد و ممتاز لوگوں میں تھے میاں قادر شاہ صاحب قادری سے جن کا مزار مسجد حیدر شاہ میں ہے بیعت رکھتے تھے۔ مولانا کشفی صاحب ابتدائے عمر سے باوجود ریاست و امارت کے تحصیل علم کی طرف مائل تھے۔ چنانچہ ہوش سنبھالتے ہی مدرسہ عالیہ میں علمی تربیت کے لئے بٹھادئے گئے آپ کی تحریر پیشانی آپ کی آئندہ پیش آنیوالی سعادت و مرتبت کا نوشتہ تھی آپ کی فراست و ذہانت دیکھکر حضرت اقدس قدس سرہٗ المجید آپ کی عزت و عظمت کی دعا فرماتے اور آپ کے والد کو آپ کی آئندہ شان و شوکت کی بشارت دیتے۔ کچھ عرصہ تک حضرت نے اپنے پیش نظر رکھکر آپ کی تعلیم و تربیت کی اُس کے بعد مولانا ابو المعانی قدس سرہٗ کے سپرد کر دیا گیا اُنکے بعد

آپ نے بریلی جاکر معقول کی تکمیل مولانا مجدالدین صاحب المعروف بہ مولوی
مدن شاہجہان پوری سے جو مولوی علام یحیی بہاری کے شاگرد رشید تھے
کی۔ اور وطن میں واپس آکر عرصہ تک حضرت اقدس کی صحبت سے مستفیض
ہوئے اور مثنوی شریف حضرت مولانا روم قدس سرہٗ کو بالاستیعاب
مولانا خطیب محمد عمران صاحب عثمانی سے پڑھا۔ ذوق تصوف پیدا ہوتے
ہی مرشد کامل کی طرف نگاہیں دوڑانا شروع کیں۔ حضرت اقدس
قدس سرہٗ المجید صاحب جب مارہرہ شریفہ سے وطن واپس تشریف لاتے
آپ ارمان بیعت کو کلیجہ سے لگائے ہوئے حاضر خدمت ہوتے لیکن کمال
ادب سے اظہار نفرماتے۔ آخر جب حضرت اقدس قدس سرہٗ المجید کو آپکے
ارادہ سے آگاہی ہوئی اپنے ہمراہ مولانا کو مارہرہ شریفہ لیگئے اور حضور
پرنور اچھے میاںصاحب قدس سرہٗ کا مرید کرایا دربار شیخ سے بھی آپ کی تربیت
باطنی حضرت اقدس کے سپرد ہوئی۔ اسی اثنا میں آپ نے سند حدیث
مولانا شاہ عبدالعز صاحب محدث دہلوی سے حاصل فرمائی۔ دربار شیخ سے
مثال خلافت بھی عطا ہوئی۔ عرصہ تک بدایوں رونق افروز رہے بعدہٗ آپکے
نزاعات کے باعث لکھنؤ تشریف لے گئے۔ وہاں مرزا قتیل سے شعر وسخن
میں اصلاح لی کشفی تخلص مقرر کیا مجتہد عصر اور علماء شیعہ لکھنؤ آپ کے درپے
ایذا رسانی ہوگئے لیکن آپ صحیح و سالم نکلکر کانپور تشریف لے آئے اور
اور آخر وقت تک کانپور میں مسکن گزیں رہے ظاہری و باطنی فیض کے
دریا بہادئے سیکڑوں ہزاروں بندگان خدا آپ کے دامن ارادت سے
وابستہ ہوگئے۔ باوجود صاحب ارشاد ہونے کے اپنے پیرزادوں اور
استادزادگان وطن کا نہایت ادب واحترام کرتے تھے بڑے بڑے
علماء کرام آپ کے فیض تعلم سے مستفیض ہوئے جن کے تلامذہ کا سلسلہ
اطراف ہند میں جاری وساری ہے۔ منجملہ آپ کے تلامذہ کے مولانا شاہ

محمد عادل صاحب تھے جو آپ کے بعد آپ کے جانشین ہوئے۔ مولوی سید محمد عبد اللہ صاحب بلگرامی۔ مولوی غلام محمد خان صاحب ساکن کوٹ ضلع فتح پور ہسوہ۔ خان بہادر مولوی سید فرید الدین احمد صاحب کڑوی وکیل ہائی کورٹ آپ کے مشہور تلامذہ میں ہیں علاوہ ان کے مولوی بزرگ علی صاحب آپ کے مخصوص شاگردوں میں تھے جن کے شاگرد رشید مفتی عنایت احمد صاحب تھے جو استاد مولانا مفتی لطف اللہ صاحب علی گڈھی کے ہیں اور مفتی صاحب کا فیض درس عام ہندوستان میں پھیلا ہوا ہے۔ اس سلسلہ سے موجودہ طبقۂ علماء میں شاید ہی کوئی ایسا ہو جس کو بدایوں کے بحر فیض سے حصہ نہ پہنچا ہو۔ مولانا کی تصانیف کثیرہ مشہور و مطبوع ہیں۔

ردّ شیعہ میں تحفۃ الاحباب۔ معرکۃ الاراد۔ برق خاطف ہیں۔ تحریر الشہادتین شرح سر الشہادتین۔ خدا کی رحمت وغیرہ مختلف رسائل ہیں۔ رسالۂ اشباع الکلام فی اثبات المولد والقیام ہے جس کا جواب مولوی بشیر الدین صاحب قنوجی نے لکھکر دربار نبوت سے اپنی ارتداد کا سارٹیفکٹ حاصل کیا اور پھر اس جواب کا رد حضرت تاج الفحول قدس سرہٗ نے رسالۂ سیف الاسلام میں بخوبی فرمادیا۔ مولانا کا فارسی دیوان بھی مطبوع ہے۔ مولانا کے بدایوں میں دو صاحبزادہ شیخ عظیم اللہ اور شیخ ظہور احمد وارث جائداد ہوئے شیخ ظہور احمد کے کوئی اولاد نہ ہوئی شیخ عظیم اللہ کی صاحبزادہ یعنی مولانا کے پوتے شیخ عزیز احمد صاحب موجود ہیں۔ بعمر ۸۷ سال ۲۰ رجب المرجب ۱۲۸۱ھ آپ کا وصال ہوا مزار شریف خاص آپکی بنا کردہ مسجد واقع محلہ ناچ گھر کہنہ کان پور میں ہے۔

قطعۂ تاریخ وصال

مظہر کشف و کرامات جناب کشفی	ہادی راہ خدا کاشف راز عرفاں

شدہ برخاستہ خاطر چو از یں گلشن دہر		رفت در چشم زدن جانب باغ رضواں
سال تاریخ قلمبند نمودم ارشاد		یوم ہفتہ سوم از ماہ حبیب شد زجہاں

جناب مولانا سعدالدین صاحب عثمانی - ابن مولوی نصیرالدین عثمانی

آپ نے تحصیل جملہ علوم حضرت اقدس قدس سرہ المجید سے کی فقہ و فرائض میں تجر کامل حاصل تھا نہایت سادہ مزاج اور جلد تر متاثر ہونے والی طبیعت پائی تھی۔ کتب بینی کا شوق تھا جس زمانہ میں دہلی سے فتنہ نجد نے پاؤں درازی کی اور کل جدید لذیذ کے لذت شناس ادھر متوجہ ہونا شروع ہوئے آپ بھی اسمٰعیلی اسحاقی عقیدت فریب کتب کے مطالعہ سے اسلاف کرام کی راہ سے بھٹک گئے رسالہ اربعین مؤلفہ مولوی محمد اسحٰق[ا] صاحب دہلوی پر مائل ہو کر غاۃ المسلمین بطور شرح اربعین تحریر کی۔ اور جا بجا کہیں تائید باطل کہیں تائید حق کا لطف دکھایا۔ کہیں اپنے اعتقادات سے انحراف کہیں معتقدات وہابیہ سے اختلاف کیا ۱۲۸۳ھ میں فوت ہوئے۔

[ا] مولوی محمد اسحاق صاحب دہلوی۔ آپ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کے نواسہ ہیں تحصیل و تکمیل علوم بھی شاہ صاحب ہی کی حدیث و تفسیر و فقہ میں خاص قابلیت حاصل تھی آپ نے رسالہ مسائل اربعین لکھ کر حیات انبیاء علیہ السلام و جواز استمداد حضور سید عالم صلعم سے بوقت زیارت و علم و سماع حضور سید عالم دسلام و کلام زائرین بحضور سید المرسلین کا انکار کر دیا۔ اگرچہ آپ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب دہلوی کی طرح بالکل تقلید سے آزاد نہ ہوئے لیکن حنفیت کی پردے میں وہابیت کو خوب فروغ دیا۔ یہی سبب ہے کہ آپ کے متبعین و مستفیضین میں دربار نبوت کا کافی ادب و احترام نہیں ہے حضرت سیف اللہ المسلول قدس سرہٗ نے مسائل اربعین کا ابطال رسالہ تصحیح المسائل میں نہایت واضح و مشرح طور پر ثابت کیا۔ جب مولوی صاحب کے عقائد پر ہر طرف سے انگشت نمائی ہونا شروع ہوئی تب آپ نے اپنی شخصیت میں خاص اضافہ فرمانے کے لئے ہندوستان سے مکہ معظمہ کو ہجرت کی اور وہیں ۱۲۶۲ھ میں انتقال کیا۔

مولانا حکیم محمد افتخار الدین صاحب فرشوری ۔ آپ شہر کے مشاہیر
اطبا، اور روسا، فرشوریان کے خاندان کے سرمایۂ فخر و افتخار تھے تحصیل
علوم و فنون حضرت اقدس قدس سرہٗ المجید سے فرمائی ۔ فن طب میں مہارت
تامہ اور دسترس خاص رکھتے تھے ۔ بزمرۂ اطبا ریاست جے پور میں ملازم تھے۔
حضرت مولانا حسن علی صاحب فخری چشتی بدایونی قدس سرہٗ کے مرید تھے جیپور
میں ۱۱ جمادی الثانی کو انتقال فرمایا حکیم واصل خان صاحب کے باغ میں
مدفون ہوئے آپ کے صاحبزادہ حکیم ممتاز الدین صاحب مرحوم بھی بدایوں کے
نامی و ممتاز اطبا میں تھے اور حضرت اقدس قدس سرہ المجید سے فیض تلمذ
حاصل تھا ۳ رمضان المبارک سنہ ۱۳۱ کو انتقال ہوا۔
حکیم محمد قائم صاحب مرحوم ۔ آپ بدایوں کے حکیموں کے خاندان
کے مورث اعلیٰ نہایت بابرکت صاحب زہد و اتقا بزرگ تھے ۔ فن طب
میں حاذق وقت تھے تمام عمر خالصاً لوجہ اللہ خدمت طب انجام دی ۔
تحصیل علم بکمال ذوق و شوق حضرت اقدس قدس سرہٗ المجید سے کی اور
بموجب ارشاد استاد بزرگ حضور اچھے صاحب قدس سرہٗ کے سلسلہ
مریدین میں داخل ہوئے ۔ آپ کے برادر خورد حکیم محمد دائم صاحب بھی حضرت
اقدس کے مخصوص ارادتمندوں میں تھے اور شرف تلمذ بھی رکھتے تھے
اور خدمت علاج معالجہ کی بدولت حضرت اقدس سے دعائے برکت دائمی
دائمی طب کی حاصل فرمائی چنانچہ آجتک سلسلہ طب اس خاندان میں
چلا جاتا ہے اور اکثر اہل خاندان مدرسہ قادریہ کے تعلیم یافتہ ہیں ۔
مولانا عبد الوالی صاحب قدس سرہٗ ۔ آپ بدایوں میں یادگار
سلف تھے شرافت و نجابت خاندانی کے علاوہ آپ کا تقویٰ و تورع آپ کو
یگانۂ آفاق بنائے ہوئے تھا ۔ شاہ جمال اللہ چشتی رامپوری کے مرید تھے
آستانہ بوسی حضرات اولیاء کرام آپ کا روزانہ کا معمول تھا جو آخر عمر تک

ترک نہوا بدایوں کے اولیا اللہ کے فیوض وبرکات سے آپ کو خاص حصّہ ملا تھا اور اکثر مزارات کے نشانات آپ کو معلوم تھے کتاب باقیات الصالحات میں اولیاء کرام کے حالات آپ نے جمع فرمائے ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۰۳ھ کو راہی ملک بقا ہوئے۔ مولوی عبد الہادی اور مولوی عبد المتعالی صاحبان دو صاحبزادے جن کی اولاد موجود ہے ایک دختر جو مفتی شرف علی صاحب مرحوم کو منسوب ہیں اپنی یادگار چھوڑے۔

حافظ حسن علی صاحب مرحوم۔ آپ بھی بدایوں کے بابرکت لوگوں میں تھے۔ درسیات حضرت اقدس قدس سرہ المجید اور مولانا ضیا الدین احمد صاحب عثمانی سے پوری دلبستگی کے ساتھ پڑھیں قرآن شریف کے حفظ کا سلسلہ اجرا فرمایا۔ للہ فی اللہ اس خدمت کو سرانجام دیا صدہا حفاظ کو دولت حفظ کلام الٰہی آپ کی بدولت حاصل ہوئی۔ عمر بھر بجز اس پاک شغل کے دوسرا کوئی شغل نہ رکھا آپ کے صاحبزادہ حافظ آل حسن مرحوم حضرت تاج الفحول کے فیض تلمذ سے مشرف تھے نہایت متشرع صورت تھے ایام حج میں انتقال فرمایا۔

تذکرۂ خلفاء صاحب ارشاد

سیّد السادات سلطان العاشقین حضرت مولانا سیّد شرف الدین شہید دہلوی قدس سرہٗ۔ آپ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اولاد امجاد سے ہیں آپ کے والد سیّد شمس الدین قادری صاحب سجادہ ناگور تھے اور نسباً حضرت سیّد شاہ عبد الرزاق ثانی بن سیّد محمد حلبی الاچھی قدس اسرارہم سے سلسلہ رشد وہدایت قایم تھا لیکن آپ کی صغر سنی میں آپ کے والد ماجد کا وصال ہوگیا دہلی میں آپ کے دادا سیّد فخر الدین صاحب ناگور سے آکر سکونت پذیر ہوئے جن کا مزار بمقام نو محلہ متصل روضۂ حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے اور ہر سال ۵ ذیقعدہ کو عرس ہوتا ہے

آپ کے والد ماجد کا وصال بھی دہلی میں ہوا اور متصل عیدگاہ گنبدی گھوڑے کے باغ
میں مدفون ہوئے ۱۱ ذوالحجہ کو فاتحہ عرس ہوتی ہے حضرت سید شرف الدین
صاحب ۱۱ رجب ۱۲۱۲ھ کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ والد کی وفات کے بعد والدہ
نے آپ کی تربیت کی۔ تھوڑی عمر میں تحصیل وتکمیل علوم سے فراغت تامہ حاصل
کی بعد تکمیل علوم شیخ طریقت کی تلاش میں کمر ہمت باندھی باشارہ حضور غوثیت مآب
دہلی سے بدایوں تشریف لائے یہاں حضرت اقدس قدس سرہ المجید نے عالم منام
میں حضور غوث الثقلین رض کی زبان مبارک سے یہ کلمات سنے کہ فردا علی الصباح
یکے از فرزندان مابدولت سید شرف الدین نام خواہند آمد توجہ تام بحال الشان
باید نمود۔ صبح کو حضور بعد نماز وفراغ معمولات حجرہ شریفہ سے باہر آکر صحن مسجد میں کسی کی
آمد کے منتظر دروازہ کی جانب نگاہ کئے ہوئے تشریف فرما رہے۔ کہ یکایک
سید صاحب تشریف لائے حضور اقدس نے نہایت تعظیم وتکریم فرمائی۔ اور فوراً
شفقت ومحبت کے ساتھ ادائے نوافل کا حکم دیا بعدہٗ خلاف عادت قبل اسکے
کہ سید صاحب کچھ کہیں داخل سلسلۂ عالیہ قادریہ فرمایا اور تھوڑے ہی عرصہ میں
توجہ خاص سے منازل قرب واتصال پر پہنچا دیا تکمیل مراتب کے بعد خرقۂ خلافت
اور سند اجازت سلاسل اربعہ مرحمت فرماکر دہلی کی واپسی کا حکم دیا۔ سو دہلی میں
آپ کے فیض عام سے صدہا بندگان خدا فائز المرام ہوئے۔ آپ کے ایک مرید
بااختصاص حافظ محمد بخش صاحب قادری دہلوی خود اپنے حال کے ناقل ہیں
کہ میں حضرت سید صاحب کی خدمت میں ہمیشہ حاضر رہتا تھا اور جب اوراد و
اشغال کی اجازت چاہتا تھا فقط کثرت درود شریف کا حکم دیا جاتا تھا ایک مرتبہ
بعض مشائخ دہلی کی مجلس میں میں نے جلسہ توجہ گرم دیکھا اور ایک عجیب ہنگامہ
ہوحق نظر آیا۔ وہاں سے پھر حضرت سید صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور
عرض کیا کہ حضور اور مشائخ وقت تو اس طرح اپنے مریدین کو تعلیم وتلقین کرتی
ہیں مجھے بھی حضور کچھ تعلیم فرمائیں حضرت سید صاحب نے نہایت عجز وتواضع سے

فرمایا کہ میاں ہم تو بجز کثرت درود شریف وغیرہ کے اور کچھ نہیں جانتے ہیں یہ فرماکر اپنے دست مبارک میں میرے ہاتھ کو اس طرح دبایا کہ فوراً حالت متغیر ہوگئی خودبخود آنکھوں سے آنسو رواں ہونا شروع ہوئے دل کو عجیب کیف وسرور کی وحشت نے گھیرا گھر سے نفرت صحرا سے رغبت پیدا ہوئی یک شبانہ روز مجھکو بالکل معلوم نہوا کہ میں کہاں ہوں اور کس حال میں ہوں دوسرے روز وقت مقررہ پر خودبخود وحشت دل نے حضرت سیدی کی حضوری میں پہنچا دیا آپ نے نظر کرم میرے حال پر فرمائی جس سے بالکل طبیعت کو سکون ہوگیا بعدہٗ خود اپنا واقعہ ارشاد فرمایا کہ چوں در ابتدا بشرف بیعت حضرت جناب غوثی ومرشدی مولانا عین الحق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشرف شدم وبرائے ہمیں حالت استدعا کردم روزے پائے مبارک میمالیدم از پائے مبارک خود دست مرا انچناں مالیدند کہ اثر آں بر دل خود یافتم قریب بود کہ از خود روم باز توجہ فرمودہ بہوشم آوردند۔

سید صاحب کے مریدین میں زیادہ تر وہ لوگ تھے جو دہلی میں ناگور سے آکر سکونت گزیں ہوئے تھے آپ کی زوجہ اولیٰ جن کے بطن سے سید بدرالدین صاحب پیدا ہوئے۔ اہل خاندان سے تھیں دوسری شادی آپ نے دہلی میں کی تھی جن سے سید سعدالدین صاحب پیدا ہوئے۔ بیس واسطوں سے آپ کا سلسلہ نسب حضور غوث پاک رضؓ تک پہنچتا ہے۔

آپ کے بڑے صاحبزادہ سید بدرالدین صاحب حضرت سیدی تاج الفحول قدس سرہٗ کے مرید تھے سید سعدالدین صاحب کا حال معلوم نہیں غدر ۵۷ء میں جب دلی خالی کرائی گئی تو سید صاحب بھی معہ اپنے چند مریدوں کے مکان سے باہر تشریف لائے سامنے سے کچھ ہتھیار بند لوگ آرہے تھے۔ . . . . جنھوں نے فوراً آپ کو معہ چھ ہمراہیان کے شہید کردیا۔ . . . . . گلی شاہ تارا میں مسجد کے اندر ایک ہی قبر میں ان چھ براتیوں اور ایک دولہ کو ہمیشہ کے لئے محو استراحت کردیا گیا ۹ محرم الحرام ۱۲۷۴ھ تاریخ وصال ہے آپ کے خلفا میں سید شاہ محمد زبیر صاحب

دہلوی قدس سرہ سے سلسلہ بیعت جاری ہے اور جناب سید شاہ قاسم علی صاحب کلیمی صاحب مجاز سید محمد زبیر صاحب کے ہیں۔ مگر شجرہ میں حضرت شہید قدس سرہٗ کو سید حسن علی صاحب دہلوی المعروف بہ چھنو میاں صاحب رح سے وابستہ کیا ہے جس کی سند شاید جناب کلیمی صاحب پاس ہو ہمیں سید فیض الحسن صاحب وکیل دہلوی سے جو سید بدر الدین صاحب کے فرزند اور حضرت شہید قدس سرہٗ کے پوتے ہیں اور سید محمد عزیز صاحب ابن سید شاہ محمد زبیر صاحب کی تحریرات سے پتہ اس صحت کا معلوم نہ ہوا۔ جناب خواجہ ضیاء الدین صاحب قبلہ دہلوی سے جو حضرت شہید مرحوم کے مخصوص تلامذہ اور فیض یافتگان میں سے ہیں۔ جب دریافت کیا گیا تو بھی کچھ اصلیت معلوم نہوئی ممکن ہے حضرت کلیمی صاحب قبلہ کو شجرۂ عالیہ قادریہ کی صحت کا خیال نہ آیا ہو۔

سلالۂ خاندان رسالت حضرت سیدی شاہ ظہور حسن صاحب مارہروی قدس سرہٗ آپ بڑے صاحبزادہ حضرت سیدی مولانا شاہ آل رسول صاحب قدس سرہٗ کے تھے۔ ۱۲۲۹ھ میں پیدا ہوئے والد بزرگوار کے آغوش شفقت میں تعلیم و تربیت پائی بیعت و خلافت کا شرف خصوصی بھی والد اقدس سے حاصل تھا لیکن حسب الارشاد والد ماجد سند خلافت و اجازت حضور اقدس قدس سرہٗ المجید سے بھی حاصل کی۔ بعد وفات زوجہ اولیٰ کے ملک بڑودہ میں جاکر نواب سید سرفراز علی خاں صاحب سہسوانی موودی کی دختر سے شادی کی۔ اور اپنے والد ماجد قدس سرہٗ کی حیات میں بمقام دہاری ملک کاٹھیاواڑ میں بتاریخ ۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۲۶۶ھ واصل الی اللہ ہوئے آپ کے صاحبزادہ والا مرتبت حضرت مولانا سید شاہ ابوالحسن احمد نوری میاں صاحب قبلہ قدس سرہٗ تھے جو اس دور آخر میں اپنے اسلاف کرام کے فضل و تقدس کا روشن آئینہ اور متقدمین اولیاء عظام کے مظہر اتم تھے ہزاروں لاکھوں آنکھیں ابھی ان نورانی جلوؤں سے بیخود و سرشار ہیں۔

خلاصۂ دودمان نبوت حضرت سیدی شاہ ظہور حسین صاحب مارہروی قدس سرہٗ

آپ چھوٹے صاحبزادہ حضرت سیدنا مولانا شاہ آل رسول صاحب قدس سرہٗ کے تھے چھوٹو میاں کے پیارے نام سے مشہور تھے۔ ولادت آپ کی ۱۲۴۱ھ میں ہوئی چہرہ نورانی سے صولت و شوکت رعب وجلال کے جلوے چمک چمک کر ہیبت اسد اللّٰہی کی ضیا باری کرتے تھے آپ نے بھی ظاہری وباطنی تعلیم وتربیت اپنے والد بزرگوار سے فرمائی اور بیعت وخلافت عامہ بھی والد ماجد قدس سرہٗ سے حاصل تھی خود فرماتے تھے کہ ہمارے والد ماجد نے ایکروز نصف شب کو کہ بہت ابر وباراں تھا مجھے یاد فرمایا۔ اور یہ ارشاد کیا کہ میاں مولوی صاحب ہمارے گھر سے سب کچھ لیگئے ہمارا دل تھا کہ وہ تشریف لے آتے تو ہم تم کو اُن سے اجازت دلواتے۔ میں نے عرض کی کہ حضور اس وقت مولویصاحب کہاں اتنی گفتگو کے بعد میں مکان میں چلا آیا تھوڑی دیر گذری تھی کہ پھر یاد فرمایا اور ارشاد کیا کہ میاں مولویصاحب تشریف لے آئے اسکے بعد حضرت باہر تشریف لائے میں بھی خدمت میں تھا دیکھا حضرت مولویصاحب درگاہ معلّٰی میں موجود ہیں کچھ دیر حضرت مولانا سے اس بارہ میں بات چیت ہوئی اس کے بعد میرے بیاض پر حضرت قدس سرہٗ المجید نے سند خلافت واجازت تحریر فرما دی اور مجھے اجازت فرمائی کہ ہمیشہ کاربراری خدام میں مصروف رہے آپ نہایت اخلاق کریمانہ کے ساتھ متصف تھے اکثر محافل عرس سراپا قدس بدایوں شریف میں تشریف لایا کرتے تھے۔ ۱۷ ربیع الاول شریف ۱۳۱۲ھ کو واصل بحق ہوئے۔

آپ کے ایک صاحبزادہ حضرت سید ابوالحسن میر صاحب قبلہ مرحوم تھے دوسرے صاحبزادہ حضرت سید شاہ مہدی حسن صاحب قبلہ دامت برکاتہم صاحب سجّادہ ومسند نشین آستانہ معلٰی برکاتیہ مارہرہ مقدسہ ہیں ۱۲۸۶ھ میں ولادت باسعادت ہوئی مدرسہ عالیہ قادریہ میں تحصیل علم فرمائی آپکے اخلاق آپ کے اوصاف عالم آشکار ہیں عرس شریف

مارہرہ مقدسہ کو جو فروغ آپ کے دم سے ہوا ہے وہ اہل نظر سے پوشیدہ نہیں ہے خداوند کریم آپ کو اپنے اسلاف کرام کی طرح برگزیدہ روزگار کرے اور برکات و انوار آستانۂ معلےٰ کو ہمیشہ روزافزوں تجلیات کے ساتھ چمکائے۔

ایک مرتبہ حضرت سیدی شاہ ظہور حسین چھٹو میاں صاحب اور حضرت میاں صاحب قبلہ دونوں بزرگوار عرس شریف بدایوں میں رونق افروز تھے۔ متوسلین خاندان دونوں حضرات کی زیارت سے مشرف و ممتاز تھے اُس موقعہ پر حلقہ مناقب میں مولوی نورالدین صاحب مرحوم فرشوری بدایونی نے ایک قصیدہ منقبت صاحب عرس میں پڑھا جس میں نہایت پیارے لہجہ میں دونوں حضرات کی جلوہ افروزی کو ظاہر کیا ہے اُس قصیدہ کے چند اشعار خالی از لطف نہیں ہیں۔

شہر مارہرہ بدانی در ہشش میدانی	دررہ دانی تو ہمیں جاست نشان برکات
عین حق عبد مجید است کہ سلطان مجید	دربدایونست ببافیض رسان برکات
خلفش فضل رسول ہمہ تن فضل خدا	صاحب فضل بہ کونین بسان برکات
صدر ایں محفل ذوالقدر ظہور الحسن است	بوالحسین احمد نوری است جہان برکات

معارف آگاہ حضرت شیخ اسداللہ صاحب قدس سرہ۔ آپ صاحبزادگان مینوتنی شریف میں سے ہیں سلسلۂ النسب آپ کا حضرت شیخ المشائخ مولانا قاضی ضیاالدین صاحب المعروف بہ قاضی جیا رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے۔ اشارت باطنی نے آپ کو مینوتنی شریف سے بدایوں پہنچایا۔ ایک مدت تک حضرت اقدس سے استفادہ ظاہری و باطنی حاصل کیا۔ ریاضت و عبادت مجاہدہ و تزکیہ نفس میں عرصہ دراز تک مشغول رہکر تکمیل مراتب فرمائی یہانتک کہ

خرقہ و دستار سند اجازت و مثال خلافت سے سرفراز ہوئے۔ واپسی وطن کا حکم ہوا۔ سجادہ آبائی پر جلوہ افروز ہوکر مخلوق الہی کی ہدایت میں مشغول ہوئے عرصہ دراز تک آپ کا فیض باطنی جاری وساری رہا۔ ماہ محرم الحرام ۱۲۷۲ھ میں بغرض زیارت آستانہ پیر ومرشد و حاضری عرس شریف بدایوں تشریف لائے۔ اور پھر چلہ کشی فرمائی بعد ختم اربعین وحصول مرام بارادہ واپسی وطن بدایوں سے روانہ ہوئے بریلی پہنچکر علیل ہوگئے اور اسی علالت میں بمقام بریلی ماہ صفر ۱۲۷۲ھ میں راہی خلد بریں ہوئے۔ مزار شریف احاطہ مقبرہ شاہ داتا صاحب علیہ الرحمۃ میں دروازہ غربی کی جانب زیر دیوار متصل تاج مسجد واقع ہے۔

متوسلین سلسلہ قادریہ مجیدیہ کو بوقت اقامت بریلی آپ کی زیارت اپنے لئے سبب نزول برکات سمجھنا چاہیے آپ کے سلسلہ کا اجرا مولوی شیخ نظام الدین صاحب خلف مولوی محمد حسن خانصاحب صاحبزادہ حضرت شاہ صاحب ممدوح سے ہوا۔

زبدۃ الواصلین حضرت مولانا شیخ معین الدین فتحپوری قدس سرہٗ۔
آپ حضرت شیخ الاسلام خواجہ سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد امجاد سے تھے باطنی جذبات نے ابھار ابھار کر آپ کو وطن سے بدایوں پہونچایا نعمت بیعت وشرف خلافت سے مشرف وممتاز ہوئے سلاسل اربعہ قادریہ چشتیہ نقشبندیہ سہروردیہ میں صاحب مجاز تھے۔ اکبر آباد۔ گوالیار میں آپ کے کمالات و کرامات کا شہرہ تھا اور اسی نواح میں آپ کے مریدین ومتوسلین پائے جاتے ہیں۔ آپ کے مزار وسن وصال کی تحقیق نہیں ہوسکی۔

عارف حق آگاہ حضرت مستان شاہ قدس سرہٗ۔ آستانہ حضرت سلطان الہند، غریب نواز رضی اللہ تعالےٰ عنہ میں ایک درویش خرقہ پوش صاحب دل کئی سال تک حالت جذب میں مقیم رہے نشۂ عرفان کی مستی ذات بزرگ کو

کچھ ایسا بیخود و سرشار کر رکھا تھا کہ لوگ ان کو مستان شاہ کے لقب سے
یاد کیا کرتے تھے کبھی پہاڑی پر کبھی روضہ مقدسہ میں حاضر پائے جاتے
تھے نہ کسی سے کچھ مطلب و سروکار تھا نہ کوئی آپ کا واقف حال و
رازدار تھا۔ صورت و سیرت اہل ولایت کی سی تھی سر سے پاؤں تک کمبل
میں لپٹے رہتے تھے۔ جب حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ اجمیر شریف حاضر ہوئے
اور روضہ منورہ میں زیارت کے لئے پہونچے۔ شاہ صاحب کی نظر بھی
حضرت پر پڑ گئی دور سے دوڑ کر قدموں پر گر پڑے کبھی ہاتھ چومتے کبھی دامن
قبا کو بوسہ دیتے بار بار فرماتے کہ مدتوں کے انتظار کے بعد آج شکل دکھائی
دکھائی ہے۔ غرض جب حضرت اقدس فاتحہ و زیارت سے فارغ ہوئے۔
شاہ صاحب نے بیعت کے لئے اصرار کیا حضرت قبلہ نے اپنی عادت کریمانہ
کے موافق عذر فرمایا۔ اتنا سننا تھا کہ مستانہ وار بیتابانہ حجرہ مقدسہ
میں مزار منور کی طرف متوجہ ہو گئے اور چاہتے تھے کہ روضہ کی جالیوں سے
اپنا سر ٹکرا دیں حضرت اقدس نے یہ حالت دیکھکر مراقبہ فرمایا حضور خواجہ
غریب نواز رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ارشاد خاص سے مزار شریف کے
سامنے شاہ صاحب کو داخل سلسلۂ عالیہ چشتیہ قادریہ فرماکر اسرار باطن
نگاہوں اور اشاروں میں تعلیم و تلقین فرمائے اور اپنی ردائے شریف
عطا فرمائی۔ شاہ صاحب فوراً رخصت ہوئے خدا جانے کہاں پہنچے
کہاں رہے کسی کو کچھ پتہ معلوم نہوا خاکسار راقم الحروف بہمراہی صاحبزادہ
مخدومی و مطاعی مولانا حکیم محمد عبد الماجد صاحب قادری ۱۳۲۲ھ میں
حاضر عرس شریف تھا۔ پانچویں رجب کو ایک سیٹھ صاحب متوطن
بمبئی نے دعوت کی میں بھی آستانہ معلے سے بہمراہی مولانا ماجد میاں صاحب
سیٹھ صاحب کی فرودگاہ پر پہونچا۔ مکان کے ایک گوشہ میں ایک
مجذوب کمبل پوش ضعیف العمر کو مستغرق محض پایا تعظیم و تکریم کے بعد

جب حکیم صاحب ایک جگہ پر بیٹھ گئے اس وقت وہ بزرگ جگہ سے سر کے اور مولانا کے سامنے سرخ سرخ آنکھیں نکالے ہوئے ایک مدہوشانہ انداز کے ساتھ آبیٹھے زبان سے کچھ نکلا بغور دیکھکر کہنے لگے کہ پیر کی خوشبو آتی ہے بعدہٗ پوچھا تمہارا گھر کہاں ہے بدایوں کا نام سنتے ہی حکیم صاحب کے ہاتھ پیر چومنا شروع کردئے اور فرمایا کہ تیرے جسم میں سے فضل رسول کی مہک آتی ہے۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ مجذوب عرصہ دراز سے پہاڑیوں میں رہتے ہیں صرف زمانہ عرس شریف میں اترتی ہیں۔ میاں مستان شاہ کے دیکھنے والوں میں ہیں۔

مجمع اخلاق جلیلہ منبع محاسن وفضائل جمیلہ حضرت مولانا شیخ عبدالکریم لکھنوی قدس سرہٗ۔ آپ دربار اودھ میں لبطور میر منشی کے خدمات انجام دیتے تھے۔ عہدہ کی عظمت نواب صاحب کی چشم عنایت کے باعث تمام اودھ میں نہایت اعزاز ووقار کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ آپ کی خاندانی وجاہت شاہی خدمات کے باعث ہمیشہ سے تھی۔ آباؤ اجداد باعتبار قومیت کالستھ تھے قبل اسلام آپ کو اپنے مذہبی طریق پر ریاضت نفس کشی کا بہت شوق تھا۔ علاوہ اس کے تسخیر کواکب وغیرہ کے عامل بھی تھے اور اس مجاہدہ نفس اور اعمال تسخیر کی بدولت خود کو صاحب کمال سمجھتے تھے۔ ایک دن علی الصباح لبطور سیر جنگل کی طرف جارہے تھے۔ وہاں ایک باخدا مسلمان سے نگاہیں چار ہو گئیں جو قضائے حاجت کے لئے اس جنگل میں تشریف لائے ہوئے تھے۔ شیخ صاحب نے دیکھا کہ ان بزرگ درویش کی جبین نورانی سے تجلیات کا ظہور رہے اور وہ اشکال عجیبہ جو ان کے انتہائی کمال کا مشاہدہ تھا اس تجلی میں پیش نظر ہیں۔ اس حالت کو دیکھکر متحیرانہ حالت میں یہ ان بزرگ کے پیچھے ہولئے۔ جب درویش کی فرودگاہ قریب آئی انھوں نے دیکھا

کہ جو اشکال وصور کو اکسیر کی تسخیر ہیں ہیں وہ بزرگ خدا رسیدہ کی
زیر قدم روندی معلوم ہوتی ہیں اُس وقت ان کو خیال آیا کہ میرا کمال خدا
والوں کی نعال کا ہم مرتبہ بھی نہیں ہے یہ خیال کرکے بزرگ کے قدم پکڑ لئے
اور دریافت حال کیا۔ فرمایا بغیر قبول اسلام حصول کمال ناممکن ہے اسیوقت
آپ مسلمان ہوئے اور اُن بزرگ نے ان کا نام عبدالکریم رکھا کچھ دنوں
اشغال باطنی کی تعلیم وتلقین فرمائی۔ لیکن ان کی ہمت روز بروز مائل
بہ ترقی معلوم ہوئی۔ آخر اُن بزرگ نے فرمایا کہ آپ جس بات کی خواہشمند
ہیں اور جس شے کی آپ کو جستجو ہے وہ اس زمانہ میں بجز آستانہ مولانا
عبدالمجید عین الحق قدس سرہ بدایونی کے اور کہیں حاصل نہ ہوگی جس طرح
ممکن ہو حضرت مولانا کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت حاصل کرو۔
اس تعلیم کے بعد وہ بزرگ وہاں سے غائب اور مفقود الخبر ہوگئے۔ آپ
اوّل تو بذریعہ خطوط دریافت حال کرتے رہے اُس کے بعد گھر بار سے
ترک تعلق کرکے پیادہ پا لکھنؤ سے چل دئے۔ تحصیل داتا گنج ضلع بدایوں کے
ایک موضع میں مستقل سکونت اختیار کی وہاں سے حاضر آستانہ عالیہ
ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے علیحدہ حجرہ میں اشغال و افکار ذکر و شغل
کرنے کی اجازت دی گئی عرصہ تک تزکیہ نفس میں مشغول رہے شیخ
کی نظر فیض اثر سے جب تکمیل مدارج ہو چکی خرقہ خلافت کے ساتھ محبۃ اللہ
کا لقب عطا ہوا۔ آپ کی یہ خاص کرامت تھی کہ جو غیر مذہب والا آپسے مناظرہ
کرتا آپ کی توجہ خاص سے حقیقت اسلام اُس پر منکشف ہو جاتی اور طیب خاطر
مسلمان ہو جاتا۔ ایک شخص داروغہ کنھیا لال نامی رئیس شاہجہان پور تھانہ دار
نواح داتا گنج آپ کے تبدیل مذہب سے نہایت برافروختہ ہوئے اور آپ سے
مذہبی بحث کرنے کو آمادہ ہو گئے تھوڑے عرصہ میں حقانیت اسلام کے قائل
ہو کر بصدق دل سے مسلمان ہو گئے۔ آپ نے ان کا نام عبدالرحیم رکھا ان

تھانہ دار صاحب کے بھائی کو جب آپ کے مسلمان ہونے کی خبر ہوئی تو خود اپنی معلومات مذہبی اور قابلیت کے بھروسہ پر مناظرہ کیلئے آئے اور بھائی کیطرح خود بھی مسلمان ہوگئے عبد الحلیم نام رکھا گیا۔ غرض اسی طرح تقریباً سو اہل ہنود آپ نے مسلمان کئے جو سب آپ کے مرید بھی ہوئے۔ جب حضرت اقدس قدس سرہٗ المجید نے عزم حج فرمایا آپ نے بھی قصد ہجرت کر دیا۔ آپ کے ساتھ آپ کے نومسلم مریدین بھی حج کے لئے آمادہ ہوگئے چنانچہ بکثرت اشخاص نے شرف ہمرکابی حاصل کیا لیکن حج دائمی ازل سے مقدر ہوچکا تھا بڑودہ پہنچکر علیل ہوگئے اور وہیں ۱۲۵۶ھ میں راہی عالم بقا ہوئے۔ آپ کے دو لڑکے شیخ عبد الغنی اور شیخ عبد اللہ ہوئے۔ شیخ عبد الغنی کی اولاد داتا گنج میں موجود ہے۔ شیخ عبد اللہ صاحب ذیعلم و بافیض بزرگ تھے بجائے والد کے مکہ مکرمہ میں ہجرت کرکے مقیم ہوگئے۔ شیخ عبد الرحیم و شیخ عبد الحلیم دولت عرفاں سے مالامال ہوکر مکہ معظمہ میں سکونت پذیر ہوئے اور راجرا سلسلہ کی اجازت بھی مولانا عبد الکریم صاحب سے پالی تھی دونوں کی اولاد مکہ معظمہ میں موجود ہے۔ شیخ عبد الغفور ولد شیخ عبد الرحیم جعفر آفندی کے لقب سے شریف مکہ کی پیشگاہ میں مامور تھے۔ جب حضرت تاج الفحول قدس سرہٗ دوسری بار حج کو تشریف لے گئے ہیں تو نہایت ادب و احترام سے پیش آئے۔

مظہر انوار ذات صمد معظم و ممجد حضرت مولانا محمد مکی قدس سرہٗ۔ آپ اکابر وقت اور مشائخ مکہ محترمہ سے ہیں جب حضرت اقدس حج کو تشریف لے گئے ہیں۔ آپ ایام حج میں حاص حطیم کعبہ میں حضرت اقدس سے مشرف بہ بیعت ہوئے۔ اور ایک نظر برکت اثر میں سب کچھ حاصل کر لیا۔ سند خلافت و اجازت بھی حاصل کی تین سال تک آپ کا فیض مکہ معظمہ میں جاری و ساری رہا ہزارہا اشخاص آپسے فیضیاب ہوئے خاص موسم حج میں بماہ ذالحجہ ۱۲۶۰ھ بمقام منا آپ نے وصال فرمایا۔ مولانا حکیم اخوند سید محمد ولایتی

پنجابی مہاجر مکی جن کو شرف تلمذ و بیعت حضور اقدس قدس سرہٗ المجید سے حاصل تھا آپ کے داماد اور جانشین تھے خلافت و اجازت اجرائے سلسلہ کی اپنے خسر ممدوح سے رکھتے تھے مکہ معظمہ میں ہی انتقال ہوا۔ مولانا مفتی سعد اللہ صاحب مراد آبادی آپ کے ارشد تلامذہ میں تھے۔

حقائق آگاہ معارف دستگاہ میاں عبد اللہ شاہ فاروقی فریدی قدس سرہٗ۔ آپ حضرت گنج شکر کان نمک فرید الملت والدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اولاد امجاد شیخ امام الدین علیہ الرحمۃ کے فرزند حضرت شاہ محمدی[1] بیدار قدس سرہٗ کے برادر زادہ ہیں شہر میں شیوخ فریدی امارت و ریاست کے اعتبار سے جس حیثیت سے دیکھے جاتے ہیں وہ عالم آشکار ہے۔ آپ کے دادا شیخ عین الدین صاحب نہایت مشاہیر روسائے شہر سے تھے آپ کا سلسلہ نسب پندرہ واسطوں سے حضور بابا صاحب تک پہنچتا ہے یوم جمعہ ذی الحجہ ۱۲۲۱ھ میں پیدا ہوئے تشرع و تقدس کی طرف ابتدا سے طبیعت مائل تھی باشارہ روحانی حضرت گنج شکر آپ نے شرف بیعت و خلافت حضرت اقدس قدس سرہٗ المجید سے حاصل کیا ریاضات شاقہ اور عبادات

---

[1] حضرت زبدۃ الاخیار مولانا شاہ محمدی بیدار قدس سرہٗ۔ آپ بڑے صاحبزادہ شیخ عین الدین صاحب فریدی فاروقی بدایونی کے ہیں آپ کے والد ماجدہ اولاد امجاد حضرت خواجہ سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے تھیں آپ نے اپنی ننہال فتحپور سیکری ہی میں پرورش پائی۔ دہلی میں تحصیل و تکمیل علوم ظاہری و باطنی کی فرمائی۔ آپ ہندوستان کے مشاہیر اولیائے کرام میں ہیں حضرت مولانا فخر الملت والدین قدس سرہٗ سے خلافت و اجازت حاصل کر کے دار الخلافت اکبر آباد میں سجادہ ارشاد حضرت شیخ سلیم چشتی قدس سرہٗ کو رونق بخشی ہزارہا بندگان خدا کو فیض پہنچایا۔ شاعری میں بلند پایہ رکھتے تھے دیوان فارسی و اردو مرتب ہے بمقام آگرہ بماہ ذی الحجہ ۴ تاریخ کو سنہ ۱۲۲۱ھ میں وصال ہوا مزار شریف قریب اکبری مسجد زیارت گاہ خلائق ہے بالفاظ ذیل تاریخ کہی گئی ہے کندہ بیدار کہ بود فخر اہل عرفاں ؛ ہر گہ کہ ازیں سرائے فانی بگذشت ؛ تاریخ برائے رحلتش ہاتف گفت ؛ آں ہادی آفاق بحق واصل گشت

میں عمر گزاری باوجود تمول و ریاست پیر کی خدمت اپنا فخر سمجھتے تھے اور پیر کی بارگاہ میں بھی خصوصی امتیاز آپ کو حاصل تھا خلوت و جلوت میں آپ حاضر رہتے تھے۔ بعد وصال پیر و مرشد حضرت سیف اللہ المسلول قدس سرہٗ سے بھی سند خلافت حاصل کی لیکن بدایوں میں کبھی کسی کو اپنا مرید نہ کیا طبیعت میں ذوق سخن بھی تھا بیتاب تخلص فرماتے تھے اکثر مشاہیر شعرا بدایوں آپ سے اصلاح سخن لیتے تھے مولوی احمد حسن صاحب وحشت مولوی فضل مجید صاحب واصف مولوی انوار الحق صاحب انوار آپ کے مستفیضین سخن سے ہیں وصال آپ کا بعمر ۷۷ سال ۲۲ محرم الحرام ۱۲۹۸ھ میں ہوا پہلوئے مزار حضرت مولانا شاہ معین الحق قدس سرہٗ آستانہ قادریہ میں مدفون ہوئے

قطعہ تاریخ از جناب خان بہادر مولوی حامد بخش صاحب مرحوم

چو عبد اللہ شاہ از دار فانی		بجنت رفت ایں نقل مکاں بود
نوشتہ مصرع تاریخ حامد		مجیدی و فنا فی الشیخ آں بود
		۱۲ ھ ۹۸

از جناب مولوی انوار الحق صاحب عثمانی مرحوم مغفور

زبدہ عصر شاہ عبد اللہ		ہادی گمرہان نفس پرست
دلش از عشق عین حق بیتاب		جانش از بادہ حقیقت مست
داشت حاصل بہ لطف مرشد خویش		دولت فقر و قرب حق در دست
بہر سال بوس حضرت مرشد		چوں بفردوس رخت رحلت بست
گفت انوار از سر الہام		عاشق عین حق بحق پیوست ۱۲۹۸

آپ کا تذکرہ گلستان رحمت الٰہی میں مذکور ہے۔ آپ کے صاحبزادہ مولانا فضل مجید صاحب علیہ الرحمۃ تھے جن کی عکسی شبیہ چشم تصوّر میں ہنوز جلوہ آرا ہے ۱۲۶۸ھ میں پیدا ہوئے تحصیل و تکمیل علوم مدرسہ قادریہ میں فرمائی حضرت سیف اللہ المسلول قدس سرہٗ سے شرف بیعت حاصل کیا حضرت

تاج الفحول رحمہ کے شیدائی اور دارفتہ کمال تھے ہمیشہ خلوت وجلوت سفر و حضر میں کبھی جدا نہ ہوئے آپ کے اخلاق وا وصاف تدبر واصابت رائے تقدس تورع ہمیشہ آپ کی یاد کو تازہ کرتے رہیں گے ۔ مدرسہ قادریہ میں ہر وقت آپ کی حاضری آپ کی خصوصی شان کا اظہار کرتی تھی بعد وصال حضرت تاج الفحول قدس سرہٗ ہمیشہ آپ حضرت قبلہ عالم مولانا صاحب مدظلہم الاقدس کے ہمرکاب رہے ۱۳۲۹ھ؁ قدسی میں جب حضرت اقدس مولانا صاحب پیرو مرشد قبلہ حج کو تشریف لے گئے آپ بھی ہمراہ تھے خاص مدینہ منورہ اپنے مقدس پیرزادہ کے زانو پر انوار و برکات روضۂ نبوی میں مستغرق ہو کر وصل بحق ہوئے جنت البقیع میں حضرت ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جوار مزار منور میں مدفون ہوئے ۔

اولاد

حضرت اقدس کی اولاد امجاد میں بجز حضرت سیف اللہ المسلول قدس سرہٗ اور کوئی فرزند نرینہ نہوا ۔ آپ کی زوجہ محترمہ کو ہمیشہ تولد فرزند کی آرزو رہتی تھی لیکن مشیت الٰہی کہ ہمیشہ لڑکیاں پیدا ہوئیں چنانچہ (۶) لڑکیاں خدائے عزوجل نے آپ کو عطا فرمائیں ایک دختر آپ کی مولوی غلام حسین ابن مولانا ابوالمعانی صاحب کو منسوب تھیں ۔ ایک مولانا ظہور احمد صاحب کے عقد میں تھیں جن سے مولوی انوار الحق صاحب مرحوم پیدا ہوئے ایک مولانا سناالدین احمد صاحب کو بیاہی گئیں مولانا حافظ محمد سعید صاحب ان کے پیدا ہوئے ایک مولوی محمد یوسف صاحب عباسی کو منسوب ہوئیں اور مولوی صبیح الدین صاحب و مولوی نظام الدین صاحب کی والدہ بنیں ایک مولوی زین العابدین صاحب ابن مولانا فخرالدین صاحب عثمانی کو منسوب ہوئیں خطیب تجمل حسین صاحب پیدا ہوئے ایک مولوی حکیم غلام احمد صاحب کے عقد میں آئیں مولانا فیض احمد صاحب ان سے پیدا ہوئے

لڑکیوں کی اولاد اور بعض نواسوں کی اولاد حضور اقدس نے اپنی آنکھوں سے دیکھی آپ کا دست شفقت و رحمت پوتوں نواسوں سب کے لئے باعث برکت و عزت ہوا۔

حضور اقدس اپنے میاں صاحب قدس سرہ کے وصال شریف کے بعد ۴۷ سال ۱۰ ماہ تک آپ بدایوں میں مسند رشد و ہدایت پر جلوہ افروز رہے آپ کے مریدین و متوسلین و مستفیضین کا شمار احاطہ قیاس سے باہر ہے۔ آپ کے خصائل کریمہ شان رحمت کا مظہر و آئینہ تھے غربا و مساکین پر شفقت اصاغر و اکابر پر نظر محبت و رافت۔ حلم و حیا آنکھوں سے ہویدا۔ انوار و برکات نگاہوں سے پیدا۔ نورانی چہرہ تقدس و اتقا کا روشن مرقع ریش منور برہان شریعت جبیں پر نور ہلال طریقت۔ غرض ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجا۔ خلق اس درجہ کہ ہر شخص کو یہی خیال کہ سب سے زیادہ میں ہی مورد الطاف ہوں۔ اس شان کرم بھی پر رعب و احترام یہ کہ مریدین با اختصاص اور خدام خاص ہمیشہ اشاروں کنایوں میں آپکے سامنے ایک دوسرے سے ہمکلام ہوتے یہ جرات کسی کو نہوتی کہ بلا ضرورت ایک حرف بھی نکال سکے۔ اوقات شبانہ روز مسجد کے جانب راست حجرہ میں عبادت الہی میں بسر ہوتے یہی حجرہ خلفا و مریدین خاص کی چلہ کشی اور ریاضات کے لئے مخصوص تھا۔

عمر شریف پچاسی سال تین ماہ اٹھارہ یوم کی ہوئی ۱۷ محرم الحرام بروز سہ شنبہ بوقت فجر ۱۲۶۳ھ قدسی یہ سراپا شان رحمت وجود اپنے معشوق حقیقی حضرت رب العزت واجب الوجود کے وصل ۱۲۶۳ھ دائمی سے سرشار ہونے کو عازم خلوت قدس ہوا انا للہ و انا الیہ راجعون۔ جہان اسلام کا سرتاج سدھارا عروس علم و عرفان الہی کا دولہ چل بسا۔ زمانہ تیرہ و تار عالم مضطرب و بیقرار ہوا شہر کیا خدائی ماتمکدہ بن گئی۔ خبر وصال عام ہوتے ہی بدایوں ایک عالم ہو

نظر آنے لگا۔ جنازہ مبارک ہزارہا فدائیوں کے جھرمٹ میں عیدگاہ شمسی تک پہونچا۔ حضرت سیف اللہ المسلول مولانا شاہ معین الحق فضل رسول قدس سرہٗ نے نماز جنازہ پڑھائی وہاں سے آستانہ معلی میں لاکر ہمیشہ کے لئے آپکو عروس خلوت مزار کے آغوش میں محو استراحت کر دیا گیا مزار مقدس پر مدفن خاتم اولیا اور دٗرود شریف کندہ ہے۔ عرس شریف ۱۶-۱۷-۱۸- محرم الحرام ۱۲۶۳ کو ہوتا ہے شب ہفتہ ہم کو شہر کے بکثرت حفاظ آستانہ معلی میں ختم کلام مجید کے لئے حاضر ہوتے ہیں اور بکثرت ختم کئے جاتے ہیں بعد وصال سے ابتک ہر جمعہ کو ہمیشہ حضرات صاحب سجادہ حاضر آستانہ شریفہ ہوکر ختم کلام مجید کرتے رہے ہیں اس طرح ہزارہا بے شمار ختم ہوچکے ہیں۔

مجحر مولانا قاضی معین الدین صاحب کیفی ساکن میرٹھ کی یادگار ہے اس پر یہ قطعات کندہ ہیں۔

بانی مجحر قاضی معین الدین کیفی میرٹھی

بقبر عاشق محبوب سبحاں
بناشد چوں مجحر گفت کیفی

سنہ عبدالمجید قطب دوراں
حریم قبر شاہ اہل عرفاں
۱۳ ۲۸ ہجری

قطعہ بسال وصال محبوب ذوالجلال

۱۲ ۶۳ ھ

عین حق عاشق رسول رحیم
۱۲ ۶۳
کلک کیفی بسال نقلش گفت
۱۲ ۶۳

شادماں شد بقرب رب مجید
۱۲ ۶۳
زیں یار فنا بخلد رسید
۱۲ ۶۳

بالین مزار ایک سنگ کلاں دیوار احاطہ درگاہ میں نصب ہے جس پر فقرات ذیل کندہ و منقش ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وصلے اللہ علے احمد و الحبیب ال احمد (۱۲۶۳) العام باللہ الرؤف لا لتحق (۱۲۶۳)
مرشدنا عبد المجید الملقب بعین الحق (۱۲۶۳) لا ننتقل ولی اللہ من دار الی دار (۱۲۶۳)
جاوافد الی العقبی وجار اللہ نعم الدار و الجار (۱۲۶۳) وانہ عبر الجسر و اتصل الحبیب بالحبیب (۱۲۶۳)
فانعم بالترحیب علیہ المولے الودود المجیب (۱۲۶۳) افضل من صفے ابدی
باوانہ (۱۲۶۳) افضل علے کل ولی وجد لزمانہ (۱۲۶۳) وھو اخیر الابرار (۱۲۶۳)
وکان ابر من کل الاخیار (۱۲۶۳) اتقی من کل من ھو اتقے (۱۲۶۳) احری بان
یقتدی بہ من کل من ھو احری (۱۲۶۳) ادخل فی جنۃ اللہ حیا (۱۲۶۳) وانہ
کان قبل ان یموت میتا (۱۲۶۳) تعطر مرقد المقدس (۱۲۶۳) قد تنوّق قبرہ
الاقدس (۱۲۶۳) تقدس مرقدہ المعطر (۱۲۶۳) قد تقدس قبرہ الانور (۱۲۶۳)
قدس روح روحہ بروحہ وطاب ثراہ (۱۲۶۳) جعل الالہ جنتہ المادی مثواہ (۱۲۶۳)
لقد تم الولایتہ الیوم بالکمال (۱۲۶۳) وقد سرواہ الیوم ساقی الحب بکا
سات الوصال (۱۲۶۳) ظھور اللہ میلادا (۱۲۶۳) لعمرہٖ مجدٌ عند ربہ
ثماتا (۱۲۶۳) فی اَمَد سنۃ الف وماتین (۱۲۶۳) والستین واحد بعد الاثنین (۱۲۶۳)
اُمسِ صبح یوم الثلثاء (۱۲۶۳) لتکمیل معلی المدارج بالفنا والبقا (۱۲۶۳) لفی السابع
عشرۃ من المحرم (۱۲۶۳) شد الرحل الی الحی القدس من العالم المجسم (۱۲۶۳)
لیکون ھنالک مع المنعم علیھم من النبیین والصدیقین (۱۲۶۳) فانہ من جم
عباد اللہ المخلصین (۱۲۶۳) والناس یبکون لھم وھم بہ یضحکون (۱۲۶۳)
وان اولیاء الالہ کلا خوفٌ علیھم ولا یحزنون (۱۲۶۳) ولد سعید

امات حمیداً کاملاً و لا بینہ (۱۲۶۳) ان من اللہ لبدا یتہ و ان الیہ لنہایتہ (۱۲۶۳) ولموخر کل دعوانا ان الحمد للہ (۱۲۶۳) وختم المعمول (۱۲۶۳) بکد فضل الرسول (۱۲۶۳)

قطعات تاریخ وصال

از حضرت مولانا سید صاحب عالم صاحب قدس سرہٗ سجادہ نشین سرکار خورد مارہرہ شریفہ

سفر کرد سوے مکانات قدس
اگر سال نقلش بہ پرسد کسے

شہ عین حق اکمل و اصلبین
بگو داو رو نق بخلد بریں
۱۲۶۳ھ

از جناب مولانا مفتی سعد اللہ صاحب مرادآبادی مفتی رامپور آشفتہ تخلص

جناب مقدس شہ کاملین
بعلم و عمل یادگار سلف
شہ اولیا شاہ عبد المجید
بماہ محرم شب ہفدہم

امام ہدا قدوۂ اہل دیں
ز فیضش منور دل عارفین
خدایش دہد جنت و حور عین
بسوے جناں شد عزیمت گزیں

رقم کرد آشفتہ تاریخ آں
کہ گردید و اصل بخلد بریں
۱۲ ھ ۶۳

از جناب مولانا قاضی عبد السلام صاحب عباسی بدایونی قدس سرہٗ

کرد رحلت حضرت عبد المجید
ز انتقالش بے سرو بے پا شدند

آنکہ بحر علم بود و کوہ حکم
شرع و ورع و فضل و مجد و حلم و علم
۲۰۰ + ۲۰۰ + ۸۰۰ + ۳ + ۳۴ + ۲۶ = ۱۲۶۳ھ

دیگر

چو عین الحق عبدالمجید از جہاں رفت	شدہ منکسف مہر اوج کمالات
بسال وصالش نمودم تامل	خرد گفت ہیہات ہیہات ہیہات

۴۲۱ + ۴۲۱ + ۴۲۱ = ۱۲۶۳ھ

از جناب مولانا عبدالملک صاحب بریلوی

شاہ عین الحق لقب قطب زماں عبدالمجید	در علوم ظاہر و باطن بعہدِ خود امام
صبحدم روز سہ شنبہ از محرم ہفدہم	از وصال حضرت واجب تعالیٰ یافت کام

گر ہمی خواہی تو از سال وصالش آگہی
محو ذات حق بود تاریخ آں عالیمقام
۱۲ھ۶۳

دیگر

قطب دوراں حضرت عبدالمجید	بالیقیں شد داخل دارالسّلام
شاہ عین الحق بحق پیوست صبح	ہست تاریخ وصالِ آن امام

۱۲۶۳ھ

از جناب مولوی شاہ دلدار علی صاحب مذاق بدایونی

عین دریا کیوں نہ ہووے چشمۂ چشم مذاق	واصل حق ہو گئے حضرت جناب عین حق
جسم خاکی سے ہوئی جب روح پاک انکی رواں	ہو گیا فرشی و عرشی کا جگر اس غم سے شق
آگیا اس حادثہ سے شش جہت میں زلزلہ	از زمیں تا آسماں ہلنے لگے چودہ طبق
کر چکے وہ مملک فقر و فنا کا انتظام	باقی ہے ملک بقا کا کرنا اب نظم و نسق
عین آلِ احمد و عین نبی عین علے	عین عبدالقادر و عین حقیقت عین حق
ہیں یہ سب تیرے حقیقت میں انھیں کیواسطے	حق تو یوں ہے ان مراتب کے وہی ہیں مستحق
نزع کے دم چہرہ انور کی جب دیکھی چمک	شرم سے صاف آگیا خورشید کے منھ پر عرق

اپنا ویرانہ اُنھیں کے دم سے شاد آباد تھا
جان بحق تسلیم سترھویں محرم ہی کو کی

اب ہوا غمخانہ دل جیسے صحرا لق و دق
عشق کا شاہِ شہیداں کے نباہا کیا ہے حق

پڑھ کے اس مصرع کو کھینچی ہاتف غیبی نے آہ
پیر بر حق عین حق حق ہو گئے ازا مرحق
۱۲ – ۶ ۱۲۶۳ھ

تمت بالخیر

صحتنامہ اکمل التاریخ حصہ اول
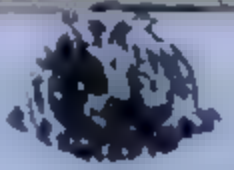
صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۴	بھی	یہی	۴۱	آخر	نہیں	ہے اور معارف منقول ہیں
۲	"	فاشیہ	غاشیہ	۴۳	۵	کی	سے
۲	۸	دقفاً	دقتاً	۴۴	۲	نے	سے
۴	۱۴	عروس	عرس	"	۲۱	صاحب کی	صاحب سے کی
۵	۲	غدات	سندات	۴۷	۲	والئے وریج	ولسئے وریج
"	۲۳	کامیابی ہے حاصل	کامیابی حاصل	۴۸	۱۸	سے	×
۶	۷	کرچکے	ہوچکے	"	۲۰	سے	کے
"	۱۶	عرقی	عرفی	۵۱	۱۳	درنگاہ	درسگاہ
۹	۲۲	عروس الاسلام	عروس اسلام	۵۴	۹	خلوت	خلعت
۱۰	۸	روشن	سپہر	۵۶	۱	کرنی گاڑی بجانے	کرنے گاڑی بجانے
"	۱۰	صنعار	صنعاء	۵۷	۱	محمد شریعت	محمد شریف
۱۳	۲۱	رہتی	رہی	۶۲	۲۴	اولاد علی	اولاد احمد
۱۸	۷	مذہب	تہذیب	۶۳	۴	رنگ رہے	رنگ میں ہے
۲۰	۱۲	قبتہ الاسلام	قبۃ الاسلام	"	۸	صاحبان	صاحب کے
۲۱	۱	تصویریں	تحریریں	"	۱۵	جودہ شخاوت	جود و سخاوت
"	۱۲	عمال	عمان	۶۶	۱۵	بعد مرنیکے بھی	بعد مردن بھی
۲۲	۱۳	شراب	لبریز	۷۱	۵	مسجد حوض	مسجد بین حوض
۲۳	۱۲	کیا ہے	کیا گیا ہے	۷۲	۹	حین حیات	ان جناب
"	۱۳	ہو	ہوا	۷۳	۳	جناب	حیات
۳۰	۱۷	تنگی	تشنگی	۷۴	۱۵	تاکہ	تالہ
"	۲۱	خان آفرین کے سپرد	جان آفرین کے سپرد	۷۶	۱۵	قائم	نائم
				۸۰	۵	کمش	کمیش
				۸۱	۹	محمد محس	محمد حسن

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۱	۲۰	المبار	الجبار	۹۹	۱۸	جانبار	جاں نثار
۸۳	۱۰	حاصل	حاصل تھا	۱۰۳	۲۳	آپ نے اونکا	آپ اونکا
۸۴	۷	ناموس	قاموس	۱۰۶ و ۱۰۸	۱۹ و ۱۱ و ۱۳	بدایوں	بدایونی
۸۶	۱	ہیں	ہیں	۱۰۹	۲۱	جواب	خواب
〃	۷	مرید	فرزند	۱۱۹	۱۷	صاحب	آپکو مرید صاحب مجاز تھے
〃	۱۸	باطنی حاصل	حاصل	〃	۱۸	مرید	معتقد
۹۳	۱۶	لی	ئی	۱۲۲	۸	مولوی	مولوی عطا احمد صاحب خلف مولوی
۹۶	۱۵	سکوت	سلوک	۱۲۶	۲	کیلیے	کے لیے
〃	۱۹	ولی	وے	۱۲۸	۱۵	اخبار	اخیار
۹۷	۷	ملحوز	ملحوظ	〃	۱۶	والد	والدہ
۹۸	۲	مرحمت	اسپے امر مرحمت	۱۳۲	۱۵	۱۳۲۰	۱۳۰۳
				۱۳۴	۱۱	فینش	فیضش

شجرہ ہائے مندرجہ کی صحت مشکل ہے دو شجرہ اندراج سے رہ گئے۔

نوٹ۔ اکمل التاریخ پر جو صاحب نظر تنقید ڈالیں اور واقعات کی صحت کے متلاشی ہوں، کتب مفصلہ ذیل جو اس سوانح کی صحت و ثبوت کی ماخذ و شاہد ہیں ملاحظہ فرمائیں۔ انشاء اللہ انصاف پسند نگاہیں ضرور مطمئن ہونگی۔ ہدایۃ الخلق و آثار احمدی غیر مطبوعہ۔ خاندان برکات مطبوعہ۔ تحفۂ فیض مطبوعہ میرٹھ سنہ ۱۳۰۴ھ تالیف حضرت تاج الفحول قدس سرہ۔ تذکرۃ الواصلین مولفہ جناب خان بہادر مولوی رضی الدین صاحب وکیل دام مجدہم۔ گنجینۂ اسرار مکرمت مطبوعہ سنہ ۱۳۱۱ھ مولفہ مولوی عظمت علی صاحب مصنف مرحوم۔ چمنستان رحمت الٰہی مطبوعہ میرٹھ سنہ ۱۲۹۰ھ۔ قصیدہ سبعہ سیار مطبوعہ نسیم سحر بدایوں۔ طوالع الانوار مطبوعہ صبح صادق سیتاپور سنہ ۱۲۹۷ھ۔ ہدیۂ طیبہ مطبوعہ افضل المطابع بدایوں سنہ ۱۲۹۷ھ۔ تحفۂ حنفیہ بابتہ شعبان سنہ ۱۳۱۸ھ۔ بوارق محمدیہ بمبئی۔ تذکرہ علمائے ہند مطبوعہ لکھنؤ۔ تاریخ فرشتہ۔ شجرہ طیبہ غیر مطبوعہ۔ تاریخ اسلام ترجمہ ابن خلدون مطبوعہ الٰہ آباد۔ تاریخ ابن خلکان۔ سیرۃ عمر بن عبدالعزیز مطبوعہ۔ تہذیب الکمال مطبوعہ مصر۔ تقریب التہذیب مطبوعہ لکھنؤ۔ گل رحمت مطبوعہ وغیرہ۔ روضۂ صفا غیر مطبوعہ مولفہ مولانا اکرام اللہ محشر۔ ضیاء المکتوب رسالہ قلمی مولانا شاہ عون الحق۔ نواب ضیاء الدین صاحب حیدرآبادی دامت برکاتہم۔ بیاض قادری قلمی مرتبہ حضرت تاج الفحول قدس سرہ۔ تاریخ بدایوں قلمی مولفہ حضرت تاج الفحول قدس سرہ۔ اس کے سوا دیگر کتب قلمی اور رسائل و ملفوظات خاندانی موجودہ مدرسہ عالیہ قادریہ بدایوں ہیں۔